عنوان	حال دل کس کو بتاؤں
لکھاری	ثوبیہ امجد
پلیٹ فارم	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
پبلیشر	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
ویب سائیٹ	NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com
واٹس ایپ	+923155734959
جی میل	NovelHiNovel@Gmail.Com OnlineWebChannel @Gmail.Com

انتباہ !

یہ ناول "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" کی ویب سائٹ نے لکھاری کی فرمائش پر آپ سب کے لیے پیش کیا ہے۔

اس ناول کا سارا کریڈٹ رائٹر کو جاتا ہے۔اس ناول میں غلطیاں بھی ممکن ہیں کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے تو اس ناول کی غلطیوں کی زمہ دار ویب نہیں ہو گی صرف اور صرف رائٹر ہی ہو گا ویب نے صرف اسے بہتر انداز سے سنوار کر آپ سب کے سامنے پیش کیا ہے۔اس ناول کو پڑھیے اور اس پر تبصرہ کر کے رائٹر کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

اپنے ناولوں کا پی ڈی ایف بنوانے کے لیے واٹس ایپ پر رابطہ کریں

+923155734959

اس ناول کے تمام رائٹس "ناول ہی ناول"، " آن لائن ویب چینل "اور لکھاری کے پاس محفوظ ہیں۔ لکھاری یا ادارے کی اجازت کے بغیر ناول کاپی کرنا یا کسی حصہ کو شائع کرنا قانوناً جُرم ہے،

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

حال دل کس کو بتاؤں

ثوبیہ امجد کے قلم سے

این ایچ این اور او ڈبلیو سی پبلیشرز

میرے اللہ میں اتنی لیٹ اٹھی ہوں بے جی نے آج مجھے نہیں چھوڑنا پلیز اللہ جی آج بچا لیں آج کالج سے چھٹی ہو گی تو میری خیر نہیں ہے-وہ جلدی سے بیڈ سے اٹھی اسکا سر چکرا رہا تھا میرا سر اتنا بھاری کیوں ہو رہا ہے جب نماز پڑھی تھی تب تو ایسے نہیں تھا وہ سوچتے ہوئے آرام سے اٹھی اور یونیفارم اٹھایا جو اس نے رات کو ہی پریس کر کہ رکھا ہوا تھا اور واش روم میں گھس گئی جلدی سے فریش ہو کر باہر آئی بالوں کو کنگا کیا گیلے بال اسکی کمر کو بھگو رہے تھے یہ وقت اب بال ڈرائے کرنے کا نہیں تھا اس نے جلدی سے شوز پہنے بیگ اٹھایا تیز تیز سیڑھیاں اترتی نیچے آ رہی تھی اپنے ہی خیالوں میں جانے کب اسکا سر پھر سے چکرایا پیر پھسلا وہ لڑکھڑائی اسے لگا تھا آج اسکی ہڈی پسلی ٹوٹ ہی جائے گی لیکن اگلے ہی لمحے اسے کسی نے اپنی بانہوں میں تھام لیا تھا اس نے آنکھیں جھپکا کر دیکھا وہ یقین کرنا چاہا رہی تھی واقع گرنے سے بچ گئی ہے اسے تھامنے والا اذلان سکندر تھا جس نے اسے گرنے سے بچایا تھا-

ہمیشہ تو غصے میں رہتا ہے کھا جانے کیلئے تیار ہوتا ہے ایسے گھورتا ہے جیسے ملکیت ہی اسی کی ہوں کھا ہی تو جائے گا اور آج آیا بڑا مجھے بچانے کیلئے حورین نے دل میں سوچا کہا نہیں کہہ

کر وہ اس وقت اس سے کوئی جھگڑا مول نہیں لینا چاہتی تھی وہ تو ویسے ہی اسے پسند نہیں تھا اپنے اسی اکھڑ پن کی وجہ سے وہ حورین کو نیچا دکھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا۔

اندھی ہو دیکھ کر نہیں چل سکتی ہو اذلان نے اسے گھور کر دیکھا۔

دیکھا میں کہہ رہی تھی نہ اتنا مہربان کیوں ہو گیا بس تھوڑی دیر کیلئے ہی یہ اچھے ہونے کا ناٹک کرنے لگا تھا پھر سے اپنی اصلیت پر آ گیا۔ یہ سدھرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ حورین نے دل میں سوچا۔اور اسے کچھ کہے بغیر اس سے الگ ہو گئ۔

اب ہٹو آگے سے خود تو ساری زندگی تم نے ایسے ہی رہنا ہے۔باقی سب کا بھی جینا حرام کیا ہوا ہے۔

وہ آگے سے ہٹ گئی لیکن اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے وہ اسکی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی-وہ اس پر بوجھ ہی تو تھی جو شائد زبردستی اسکی زندگی میں شامل کی گئی تھی زبردستی اس پر بوجھ بنا دی گئی تھی-

وہ دھیرے دھیرے باقی کی سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئی جہاں بے جی اسے ڈانٹنیں کیلئے تیار بیٹھی تھیں-

محترمہ جاگ گئی ہیں اٹھنے کا وقت مل گیا ہے؟ کتنی بار سمجھایا ہے لڑکی ذات ہو کچھ تو سگھڑ پن دیکھاؤ لیکن تم نے غلطی ضرور کرنی ہوتی ہے-بے جی نے غصے میں کہا-

وہ آنسوؤں کا ایک گولہ اپنے اندر اڈیلتی ہوئی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی بے جی کو تشویش ہوئی وہ چپ ہو کر بیٹھنے والوں میں سے ہر گز نہیں تھی کوئی وضاحت کوئی دلیل کوئی بات کچھ تو بولتی لیکن وہ مکمل طور پر خاموش تھی-

وہ جب چپ ہوتی تھی تو اسکی وجہ اذلان شاہ کا اسکے ساتھ روکھا پھیکا سا رویہ تھا جو وہ برداشت اسی طرح چپ رہ کرتی تھی۔

اور ہمیشہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتی تھی کہ اسکے گھر میں کسی کو یہ سمجھ نہیں آتا کیا وہ سب پر بوجھ ہے۔ لیکن نہیں یا شاید کوئی جاننا بھی نہیں چاہتا تھا تو اس نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لی تھیں۔

اذلان سکندر اسکا بچپن کا منگیتر تھا اسکی خالہ کا بیٹا تھا لیکن مجال ہے جو کبھی اسنے حورین سے ٹھیک سے بات بھی کی ہو جب سے اذلان کو رشتے کا پتہ چلا تھا اور باقاعدہ منگنی کی رسم کی گئی تھی تب سے وہ حورین سے دور ہوتا گیا تھا اسے جانے حورین سے کیا مسلہ تھا دن بدن اسکا رویہ حورین سے بدتر ہوتا گیا اور وہ جو چنچل سی ہنس مکھ سی لڑکی تھی بجھتی چلی جا رہی تھی۔

اسکا بلکل بھی دل نہیں کر رہا تھا کہ وہ ناشتہ کرے اس نے جلدی سے دو لقمے زبردستی اپنے حلق سے نیچے اتارے اور خاموشی سے اٹھ گئی بے جی نے حورین کو روکا وہ جاتے جاتے رکی اور آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کیا اور سیدھی ہو کر بے جی کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

تم اتنی لیٹ اٹھ رہی ہو اور اب ناشتہ بھی نہیں کیا ایسے خالی پیٹ جاؤ گی؟ بے جی نے غصے سے کہا۔

مجھے بھوک نہیں ہے میں کالج سے کچھ کھالوں گی اس نے نگاہیں جھکا کر کہا۔

جس پر بے جی نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا جیسے جانچنے کی کوشش کر رہی ہوں کہ واقع میں وہ سچ بول رہی ہے۔

ٹھیک ہے جاؤ لیکن روزانہ کا یہ معمول نہیں بننا چاہیے تمہیں پتہ ہونا چاہیے ناشتہ گھر سے ہی کرنا بہتر ہوتا ہے بے جی نے حکمانہ لہجہ اپنایا-

اس نے ہاں میں سر ہلایا اور جانے کیلئے قدم بڑھائے تبھی بے جی کی آواز نے اسے پھر روکا-

دھیان سے جانا اور اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ تم اذلان سکندر کی منگیتر ہو اسے جاتے جاتے ہمیشہ کی طرح یاد دلایا گیا تھا کہ وہ اذلان کی ہے اور اسے جب تک وہ چاہے اسی کا رہنا ہے-اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں چلنی وہ دوسروں کے رحم و کرم پر ہے اور اسے انہیں کے رحم و کرم پر ہی رہنا ہے-وہ بے جی کے اشارے پر ہی چل سکتی ہے بے جی اس سے جتنی مرضی محبت کرتی ہوں لیکن اذلان سکندر جتنی محبت نہیں کرتی تھی اور جاننا بھی نہیں چاہتی تھیں کہ وہ ان کی لاڈلی اور نازوں سے پلی پوتی کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے-

انہیں یہی لگتا تھا دونوں کے مزاج میں فرق ہے شادی کے بعد دونوں کو ہی ایک دوسرے کی سمجھ آجائے گی- لیکن ایسا کب تک تھا یہ تو وقت اور حالات نے ہی فیصلہ کرنا

تھا حورین کیلئے کیا گیا یہ فیصلہ کس حد تک درست ثابت ہونے والا تھا اور کس حد تک غلط ثابت ہونا تھا اس بارے میں نہیں سوچا گیا تھا-وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی اسے پسند نہیں کرتی تھی-اس کا آئیڈیل تو کوئی اور تھا- جسے اس سے دور کر دیا گیا تھا-

اس نے ہمیشہ کی طرح ہاں میں سر ہلایا اور چلی گئی - یہی طریقہ ہی تھا جو وہ اپنا کر اس روز کے اس ٹارچر کو خود سے نکالتی تھی-

---

وہ تیز تیز قدم بڑھاتی ہوئی باہر آئی اس دوران اسکا سر پھر سے چکرایا لیکن جلدی ہی اس نے خود کو سنبھال لیا پتہ نہیں اسے ایسے خنودگی کیوں محسوس ہو رہی تھی جیسے ابھی بھی نیند آ رہی ہو-اس نے ہمت کی اور ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کیلئے کہا اس سب کے چکر میں وہ کالج سے لیٹ ہو چکی تھی-اب اسے ڈر تھا کالج کا گیٹ ہی بند نہ ہو جائے واپس آنے پر

اسے بے جی کی جلی کٹی پھر سے سننی پڑتی-اس کے اندر بے چینی بڑھ رہی تھی وہ پہلے سے ہی پریشان تھی یہ پریشانی بھی اسکی زندگی کا حصہ تھی-

چلتے چلتے فراٹے کھاتی گاڑی ایک جھٹکے سے رکی-وہ جو گہری سوچ میں تھی ایک دم سے ہوش میں واپس آئی اور ڈرائیور کو سوالیہ نظروں سے دیکھا-

حورین بی بی گاڑی خراب ہو گئی ہے اسے کیا مسلہ ہوا ہے-میں چیک کرتا ہوں رحیم بابا گاڑی سے اترتے ہوئے بولے-

اسے بھی ابھی خراب ہونا تھا وہ منہ میں ہی بڑبڑائی-

رحیم بابا نے کوشش کی لیکن گاڑی ٹھیک نہیں ہوئی-

حورین بی بی اسے ورکشاپ میں دیکھانا پڑے گا یہ ایسے ٹھیک نہیں ہو رہی-

رحیم بابا میں کالج سے لیٹ ہو چکی ہوں میرے ایگزیمز ہونے والے ہیں چھٹی بھی نہیں کر سکتی آپ ایسا کریں مجھے ٹیکسی کروادیں-اس نے پریشانی سے کہا-

تھوڑی دیر میں ہی وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر جا رہی تھی-کالج پہنچتے ہی وہ ایک گھنٹہ لیٹ ہو چکی تھی-

اسنے ٹیکسی والے کو پیسے پکڑائے جو اسکے بیگ کی سائڈ والی زیپ میں موجود تھے اور گیٹ پر کھڑے ہو کر گارڈ کی مینتیں کرنے لگی کہ وہ اسے جانے دے وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا اور مجبور ہو کر اسے واپسی کی راہ لینی پڑی-

پیدل چلتے ہوئے سٹاپ تک جانے لگی کہ کوئی ٹیکسی مل جائے-اسے بھوک ستانے لگی وہ بھوک کی کچی تھی اور بے جی کی ہدایت بھی تھی اور وہ ان سے اکثر جھوٹ نہیں بول پاتی تھی پکڑی جاتی تھی-

اس لیے سامنے بنے tasty plus میں چلی گئی جہاں کے پراٹھے اسے بہت پسند تھے وہ آرڈر دے کر آرام سے بیٹھ گئی۔

ابھی ناشتہ ختم ہی ہوا تھا بیگ سے کلچ نکالا پیمنٹ کرنے کیلئے پیسے نکالے لیکن پیسے نہیں تھے۔

میرے اللہ پیسے کہاں گئے پھر کچھ یاد آنے پر اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اس نے کل شام کو اذلان کو اپنے بیگ کی تلاشی لیتے دیکھا تھا لیکن کچھ کہا نہیں وہ اسکے منہ اس وقت نہیں لگنا چاہتی تھی۔

تو اس نے میرے پیسے جان بوجھ کر نکالے ہیں تاکہ مجھے ذلیل کروا سکے۔تو صبح جب نماز پڑھ کر سوئی تھی دودھ پینے کے بعد مجھے نیم بے ہوشی سی ہوئی تھی تو مطلب میں خود نہیں

سوئی تھی مجھے سلایا گیا تھا میرا پاؤں پھسلا نہیں تھا اسی خنودگی کی وجہ سے میں لڑکھڑائی تھی اور صبح صبح میرے سامنے اسکا آنا صرف مجھے چیک کرنے آیا تھا اور پھر گاڑی خراب ہونا میرے خدا یہ تو سوچا سمجھا منصوبہ لگ رہا ہے۔آخر اسے مجھ سے کیا مسلہ ہے نہیں کرنا یہ رشتہ تو ختم کردے میں کون سا اس کیلئے مری جارہی ہوں اس طرح مجھے رسوا تو نہیں کرے۔

شکر ہے اس وقت ٹیکسی والے کو دینے کیلئے میرے پاس پیسے تھے جو میرے بیگ کی چھوٹی پاکٹ میں تھے ورنہ میں تو وہیں جلی کٹی سن چکی ہوتی۔

اگر میں اس وقت گھر نہیں پہنچتی تو مطلب میں کالج نہیں گئی ہوں اس بات کی خبر گھر بے جی کو پہنچائی جائے گی یا اللہ کیا کروں۔جیسا میں سوچ رہی ہوں ایسا کچھ نہیں ہوا ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔

میرے اللہ میں کیا کروں مجھے اس مشکل سے نکال دے-جیسا میں سوچ رہی ہوں ایسا بلکل نہیں ہوا اس نے دل سے دعا کی-

اور چہرے پر آئی پسینے کی بوندیں ٹشو سے صاف کیں اور ادھر ادھر دیکھا جیسے مدد کیلئے پکار رہی ہو-

اس نے گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے اپنا موبائل نکالا اور بے جی کو کال ملائی-

آپ کا بیلنس اس کال کیلئے ناکافی ہے-

اسے بھی آج ہی ختم ہونا تھا وہ پریشانی سے بڑبڑائی- لیکن اسکی بڑبڑاہٹ ساتھ والی کرسی پر بیٹھے شخص نے سن لی تھی اسنے جلدی سے اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا اور پریشانی سے اسکی نظر اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی پر پڑی - یہ اسے اذلان نے پہنائی تھی جب ان کی منگنی کی رسم ہوئی تھی-اسے وہ انگوٹھی یہاں سے نکلنے کا ذریعہ لگی-

مجھے اسے ضمانت کے طور پر رکھوا دینا چاہیے-

نہیں نہیں میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں یہ مجھے واپس نہیں ملی تو مزید پریشانی ہو جائے گی-

لیکن اس مشکل سے نکلنے کا حل بھی تو یہی ہے کوئی اور راستہ بھی تو نہیں ہے-

کسی اور سے موبائل لے کر کال کی تو بے جی نے نہیں چھوڑنا یہی بہتر طریقہ ہے مجھے یہ انگوٹھی دے دینی چاہیے-

نہیں اس انگوٹھی کی جگہ موبائل دینا بہتر ہے کل آ کر لے جاؤں گی-

وہ خود سے خود ہی باتیں کرتی ہوئی اٹھی ساتھ والی ٹیبل پر بیٹھا شخص اسے مسلسل نوٹ کر رہا تھا-اس کی خود سے باتیں کرنے کی عادت نے اسکی ساری باتیں اس شخص تک پہنچا دی

تھی وہ اسکی مدد کیلئے اسکے پاس آنے کیلئے اٹھا اور حورین بھی اسی وقت اٹھی اور کاؤنٹر پر خود ہی جانے لگی ایک دم سے وہ اس سے ٹکرائی اور اسکا بیگ اور موبائل نیچے گرا اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور دوسری نظر موبائل پر ڈالی جو ٹوٹ چکا تھا۔

اب آخری اوپشن میرے پاس انگوٹھی ہے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

اس نے ایک بار پھر اس شخص کو دیکھا اور پھر موبائل کو وہ اس کی چیزیں اٹھا کر اسکے ہاتھ میں پکڑاتا ہوا معذرت کر رہا تھا۔

وہ اپنا بیگ پکڑ کر بغیر کچھ کہے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

ارے ارے آپ کہاں جا رہی ہیں میری وجہ سے آپ کا نقصان ہوا ہے اور آپ مجھے موقع تک نہیں دے رہی ہیں کہ میں آپ کے نقصان کی تلافی کر سکوں وہ ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بول رہا تھا۔

دیکھیے مسٹر مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی ہے اس لیے آپ مجھ سے چھ فٹ کے فاصلے پر رہیں تو آپ کیلئے مناسب ہو گا۔

مسٹر نہیں میرا ایک عدد نام ہے جس سے آپ بھی مجھے پکار سکتی ہیں۔ تہامی اس نے اپنا نام بتاتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا۔

او کے مسٹر تہامی میں اجنبیوں سے ہاتھ نہیں ملاتی حورین نے ایک نظر اسکے ہاتھ کو اور پھر اسے دیکھ کر کہا۔

اور کاؤنٹر پر رک کر اسے گھورا۔

تب تک وہاں کا منیجر آ چکا تھا۔

جی میم !اس نے بڑے سلیقہ مند انداز سے سیدھے کھڑے ہو کر کہا۔

میں اپنا والٹ گھر بھول آئی ہوں اس وقت میں آپکے پاس اپنا موبائل رکھوا سکتی تھی لیکن وہ ان محترم نے توڑ دیا ہے اب یہ انگوٹھی ہے امانت کے طور پر رکھ لیں کل میں آپ کے پیسے دے جاؤں گی اور یہ انگوٹھی لے جاؤں گی لیکن پلیز یہ امانت سمجھ کر رکھیے گا۔

حورین نے ایک نظر تہامی کو دیکھا اور مدعے کی بات کی۔

اسے اب اس مشکل سے بہر حال نکلنا تھا اور جلد سے جلد گھر پہنچنا تھا کیونکہ ابھی جو ہنگامہ گھر میں تیار ہو چکا ہو گا اسے بھی فیس کرنا تھا اس لیے اس نے بغیر لگی لپٹی کے کہہ دیا۔

اوہو تو آپ اس وجہ سے وہاں بیٹھی پریشانی سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔تہامی نے اپنی جیب سے والٹ نکالتے ہوئے کہا۔

مسٹر آپ خاموش رہیں میرا کام ہے تو مجھے ہی کرنے دیں اور پلیز آپ یہاں سے تشریف لے جائیں۔حورین نے بڑے دھیمے انداز میں کہا۔

آپ مجھے بل بتائیں ان محترمہ کا کتنا بنتا ہے تہامی نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کاؤنٹر سے بل مانگا۔

حورین کے بولنے سے پہلے ہی اسنے منیجر سے کہہ کر بل لے لیا۔

حورین نے اسے گھور کر دیکھا تب تک وہ بل دے چکا تھا۔

آپ اب مجھے اپنا نام بتانا پسند کریں گی بل دینے کے بعد وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

حورین نے اسے پھر سے گھور کر دیکھا۔

اور تیز تیز قدم بڑھاتی باہر نکلی ابھی اسے گھر بھی جلدی پہنچنا تھا لیکن کیسے اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا اس لیے اس نے دل میں گھر پیدل جانے کا ہی سوچا تھا ایک تو یہاں سے اس وقت کوئی ٹیکسی بھی نہیں ملنی تھی۔کالج اس جگہ پر تھا کہ اسے روڈ تک تو کم از کم پیدل ہی جانا تھا اور گھر پہنچ کر وہ بے جی سے پیسے لے کر دے سکتی تھی۔

تہامی بھی اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

آپ میرا پیچھا کر رہے ہیں اس نے تہامی کو اپنے ساتھ چلتے دیکھ کر کہا۔

جب آپ نہیں رکیں گی مجھ سے بل پے کروا کر ایسے اگنور کر کہ جائیں گی تو مجھے آپ کا پیچھا ہی کرنا پڑے گا اسنے رکتے ہوئے کہا۔

حورین کا پارا ہائی ہو چکا تھا اس نے غصے میں تہامی کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

اور سڑک پر آتے جاتے لوگوں پر بھی ایک نظر ڈالی۔

تو مسٹر کیا کہنا چاہتے ہیں کہیے پہلے میں آپ کی سن لیتی ہوں پھر گھر چلی جاؤں گی اب ٹھیک ہے اس نے تنزیہ کہا۔

میں نے پہلے بھی بتایا ہے میرا نام ہے دنیا میں ہر کسی کا ایک نام ہوتا ہے اسی طرح میں بھی دنیا میں ہی رہنے والا انسان ہوں اگر آپ مجھے میرے نام سے پکار لیں گی تو مناسب ہو گا۔

کیا چیز ہو آپ؟ حورین نے جھنجلا کر کہا۔

وہی جو آپ سمجھنا نہیں چاہتی ہیں۔اس نے اپنے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

دیکھیں مسٹر تہامی آپ مجھے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے یہاں سے چلے جائیں حورین نے زچ ہوتے ہوئے کہا-

اور میں آپکی بات کیوں مان لوں اسنے ہنستے ہوئے کہا-

یااللہ میرا آج کا دن میرے لیے اتنا برا ثابت کیوں ہو رہا ہے پہلے کیا کم مصیبت آئی ہوئی ہے اب یہ آفت بھی میرے سر پر منڈلا رہی ہے-

ہاہائے بھلے کا زمانہ ہی نہیں رہا ایک آپکی انگوٹھی بچائی ہے کل کو ملنی بھی نہیں تھی میرا احسان ماننے کی بجائے مجھے آفت بولا جا رہا ہے-وہ فٹ پاتھ پر بیٹھ گیا-

نہ جان نہ پہچان میں تیرا مہمان والا معاملہ آپ نے اپنا لیا-اس نے آگے چلتے ہوئے پیچھے مڑ کر کہا-

ارے ارے آپ پھر سے چل دی ہیں ابھی جان پہچان ہوئی تو ہے میرا احسان ماننے کی بجائے آپ نے تو مجھے جان پہچان کا تانہ دے کر ہری جھنڈی دیکھادی ہے-وہ فٹ پاتھ سے اٹھااور جلدی جلدی پھر سے اس کے راستے میں آ کھڑا ہوا-

آپ کیا چاہتے ہیں؟حورین نے ہار مانتے ہوئے اسکے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا-

پہلی بات میرا شکریہ ادا کریں میں نے آپ کی مدد کی ہے-اس نے ہانیہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا-

اوکے آپ کا بہت شکریہ آپ نے آج میری مدد کی اس نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا-

دوسری بات میرے یہ پیسے کیسے واپس کریں گی جو میں نے ابھی ادا کیے ہیں-

حورین تو صدمے میں ہی آچکی تھی یہ اسے کیوں پکار رہا تھا اب سمجھ آئی-

آپ ہی بتادیں کیسے واپس کروں اس نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا-

مجھے اپنا نمبر دیں-اس نے اپنا سر کھجایا اور اصل بات کہہ ڈالی-

حورین نے اسے اس بات پر گھور کر دیکھا-

اتنی بڑی بڑی آنکھوں سے گھور کر مت دیکھیں میں ان جھیل جیسی آنکھوں پر مر مٹا تو پھر پچھتانا آپ ہی کو پڑے گا-

آپ مجھ پر لائن مارنے کی کوشش مت کریں یہ لیں میرا نمبر اور اب آپ میری جان چھوڑیں-حورین نے رجسٹر سے پیج کا چھوٹا سا ٹکڑا پھاڑا اور نمبر لکھ کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا-

اس نے جانے کیلئے قدم بڑھائے اور تہامی نے اسکا پھر سے راستہ روکا۔

اب کیا آفت آن پڑی حورین اب رو دینے کو تھی پہلے ہی وہ اتنی پریشان تھی اوپر سے یہ سب اس کی حالت یقیناً ایسی ہی ہونی تھی۔

آپ کو میرے ساتھ ہی جانا ہو گا مجھے ترس آرہا ہے کہ میں آپ کو گھر چھوڑ دوں ایسے اتنی خوبصورت لڑکی کو اکیلے تو نہیں چھوڑ سکتا ہوں اسنے پھر اسکی سنے بغیر اپنی بات ہی کہی۔

آپ کے ساتھ مسلہ کیا ہے اتنی دیر سے آپ نے میری جان عذاب میں کر دی ہے۔

جان عذاب میں نہیں آپ کی جان کو سکھی کر رہا ہوں آپ مجھ پر اعتبار کر سکتی ہیں اسنے اب کی بار دھیمے انداز میں کہا اور اسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

اور اسکا ہاتھ بغیر پوچھے تھام لیا۔

اور چلنے لگا اور وہ بھی نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ چلنے لگی۔

اور سڑک پر چلتے لوگوں کی آپنی طرف آتی نظروں کو بھی دیکھ رہی تھی۔

آپ یہ ٹھیک نہیں کر رہے ہیں حورین نے دبی دبی آواز میں کہا۔

ویسے تو آپ نے بات ماننی ہی نہیں تھی تو سوچا یہ طریقہ ہی اپنا لیا جائے اس نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہہ دیا۔

اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔

گبھرائیں نہیں آپ اس وقت میری ذمہ داری ہیں آپ کو آپ کے گھر پہنچانا میری ذمہ داری ہے آپ کی جگہ کوئی اور بھی اس سیچوایشن میں ہوتی میں تب بھی اس کی مدد اپنے اوپر فرض قرار دیتا-

اب آپ سکون سے بیٹھیں اور مجھے اپنا ایڈرس بتائیں تاکہ آپ پریشانی سے بچ جائیں اور اپنے گھر پہنچ جائیں اس نے آرام سے تحمل سے الفاظ کا چناؤ کیا کہ کہیں اسے برا ہی نہ لگ جائے-

حورین کے پاس بھی کوئی اور راستہ نہیں تھا اور یہ طریقہ اسے بہتر لگا اسکا گھر جلدی پہنچنا ضروری تھا-

تہامی نے راستے میں گاڑی روکی اسنے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا-

اپنا موبائل دیں-

لیکن آپ نے کیا کرنا ہے؟

جو کہا ہے وہ کریں پلیز زیادہ سوال جواب نہیں کریں ابھی آپ بہت چھوٹی ہیں- تہامی نے ہنستے ہوئے کہا-

اور اسکے ہاتھ سے موبائل لے کر موبائل شاپ پر بننے کیلئے دے آیا-اور واپس ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی-

وہ حیران تھی وہ اسکے ساتھ ایسے پیش کیوں آرہا ہے-

محترمہ آگے کس طرف جانا ہے وہ گھر کی پچھلی گلی میں آچکے تھے-

بس یہیں رک جائیں میں آگے چلی جاؤں گی-

میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں پریشان مت ہوں آپ کے گھر نہیں آؤں گا- تہامی نے ہنستے ہوئے کہا-

میں نے آپ کی ہر بات مانی ہے تو آپ میری یہ چھوٹی سی بات مان لیں- حورین نے اس تمام دورانیے میں پہلی بار ہنستے ہوئے کہا-

چلیں پھر اپنا نام بتا دیں اب آپ سے بے نام کنٹیکٹ تو نہیں کروں گا آپ کا موبائل بھی میری وجہ سے ٹوٹ گیا-

مجھے حورین کہتے ہیں لیکن آپ میرا موبائل شاپ پر دے آئے ہیں آپ مجھ سے کنٹیکٹ کیسے کریں گے حورین نے پریشانی سے کہا-

پریشان مت ہوں یہ آپ کی سم ہے آپ مجھے اپنے گھر کا نمبر دے دیں میں اس پر رابطہ کر لوں گا-

حورین نے گھر کا نمبر اسے لکھ کر پکڑایا اور شکریہ ادا کیا-

اس نے جانے کیلئے قدم بڑھائے ہی تھے کہ تہامی نے اسے روکا-

یہ میرا کارڈ ہے کل آپ خود مجھ سے جس وقت مناسب سمجھیں کنٹیکٹ کر لیں- تہامی نے ہنستے ہوئے کہا-

اور حورین نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا اور گھر کیلئے جلدی سے قدم بڑھائے اور دل میں خاص طور پر اپنے لیے اپنے رب سے دعا مانگتے ہوئے گھر کی راہ لی-

وہ بہت سست قدموں سے اندر داخل ہوئی اور اسنے سیدھا بے جی کے پاس جانے کا سوچا!

حورین اندر سے ڈر رہی تھی ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اسکا دل کسی نے مٹھی میں قید کر لیا ہو جیسے اسکی زندگی ابھی رک رہی ہو اسے سانس لینا مشکل محسوس ہو رہا تھا لیکن اس مسلے کا حل چھپ کر بیٹھنا نہیں تھا بلکہ اس ساری سیچوایشن کا حل ہی یہی تھا کہ وہ بے جی کے پاس جائے اور ساری بات بتادے اس نے خود سے فیصلہ کیا اور بے جی کے کمرے کا رخ کیا۔

جیسے ہی وہ دروازہ کھولنے لگی اس سے پہلے اس نے اندر ہونے والی باتوں کی آتی آوازوں پر غور کیا۔

اذلان آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔وہ جان بوجھ کر کالج نہیں گئی وہ کالج سے ہی کسی اور کے ساتھ چلی گئی ہے۔بے جی نے اذلان کی بات سنتے ہی کہا۔

جو وہ انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

جی میں یہی کہنا چاہتا ہوں اذلان نے بڑے آرام سے بے جی کی کہی بات کی تصدیق کر لی۔

میں تمہاری بات کا کیسے یقین کر لوں بے جی نے گرج دار آواز میں کہا۔

وہ ابھی تک گھر نہیں آئی ہے ڈرائیور نے آپ کو بتایا ہو گا وہ کالج ٹیکسی میں گئی ہے جبکہ وہ مجھے کال کر کہ کہہ سکتی تھی میں چھوڑ آتا وہ میری ذمہ داری تھی اور میں اپنی ذمہ داری اچھے سے نبھانا جانتا ہوں۔

میں مانتی ہوں وہ کالج ٹیکسی میں گئی ہے لیکن اس میں یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ کالج نہیں گئی ہے۔بے جی نے اپنے مخصوص انداز میں سوال کیا۔

بے جی آپ ابھی اسکے کالج میں کال کریں اور ان سے پوچھیں حورین کالج گئی ہے یا نہیں۔

ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا وہ صبح 7:30 کی نکلی ہوئی ہے اور اب 10 بج رہے ہیں 2.5 گھنٹے سے وہ کہاں ہے؟

اذلان نے جال بچھایا جو اسکے پلان کا حصہ تھا۔ وہ جانتا تھا وہ کالج نہیں گئی ہے کالج میں کسی نے اسے اندر نہیں آنے دیا ہو گا اور نہ ہی اس کے پاس پیسے ہیں کہ وہ اتنی جلدی گھر آ سکے۔

ملاؤ کال بے جی نے حکمانہ لہجے میں کہا۔ جیسے انہیں حورین پر اعتبار ہی نہیں رہا ہو۔

السلام علیکم! آج گاڑی خراب ہونے کی وجہ سے حورین کالج وقت پر نہیں پہنچ پائی کیا اسے گارڈ نے اندر آنے کی اجازت دے دی ہے۔ یا وہ گھر واپس آ رہی ہے۔ اذلان نے کال ملاتے ہی سپیکر آن کر کہ کہا تا کہ بے جی آرام سے بات سن لیں۔

اذلان نے طریقے سے بات کو گھما کر پوچھا کہ اس پر آنچ آئی تو بدنامی انہیں کے گھر کا مقدر بنے گی بس اسے رسوا کرنا گھر والوں کے سامنے ہی تھا تاکہ وہ سر اٹھا کر نہیں جی سکے اور یہ رشتہ ختم کرنے کا اسکے پاس جواز موجود ہو-اس سے رشتہ طے ہونے کی اتنی بڑی سزا اس کے لئے تجویز کر رہا تھا-

وہ آج کالج نہیں آئی ہیں مختصر سا جواب دیا گیا تھا-

بے جی سنتے ہی سکتے کی سی کیفیت میں بیٹھ گئیں اور اذلان نے شکریہ ادا کرتے ہی کال بند کر دی وہ بے جی کے قدموں میں کالین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا-

بے جی میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا لیکن آپ ہی نہیں مانتی تھی آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں تھا آپ کو مجھ سے زیادہ اس پر بھروسہ تھا کہ وہ نیک پاک کچھ کر ہی نہیں سکتی تھی جبکہ وہ اچھی طرح جانتی ہے کہ وہ صرف اذلان کی ہے لیکن اذلان کے ساتھ ہی دغہ کر رہی ہے یہ جانتے ہوئے کہ وہ میری امانت ہے-اسے خود پر داغ لگانے سے پہلے سوچنا

چاہیے تھا کہ مجھے داغ پسند نہیں ہیں داغ لگی چیزوں کو میں پھنیک دیا کرتا ہوں قبول نہیں کرتا۔

بے جی بلکل خاموش تھی ان کی خاموشی اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ حورین کو قصوروار مان چکی ہیں جانے کیسے انہوں نے ایک لمحے میں اسے بے مول کر دیا جانے کیسے انہوں نے ایک لمحے میں سارا بھروسہ جھاگ کی طرح بہادیا۔

مجھے اس لڑکی سے یہ امید بلکل نہیں تھی اسے ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہیے تھا ہمارے بڑے بزرگوں کی عزت کو یوں مٹی تلے روندنے لگی تھی جانتی بھی ہے عزت کس طرح سے بنائی جاتی ہے برسوں کی بنی بنائی ساکھ پر دھبہ لگانے چلی تھی اسے اسکی سزا بھگتنی ہی ہو گی۔
بے جی نے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد اذلان کی طرف دیکھ کر کہا۔

وہ دل ہی دل میں مسکرایا کیونکہ اسنے جو گڑھا حورین کیلئے کھودا تھا وہ اس میں کامیاب ہوتا نظر آرہا تھا۔

حورین نے دروازے پر کھڑے کھڑے تمام گفتگو سنی سن کر وہ اندر تک لرز گئی ایسا کیسے ممکن ہے کہ اسکی بے جی مانا کہ اذلان سے اسکی نسبت زیادہ محبت کرتی تھی لیکن کم تو اس سے بھی نہیں کرتی تھیں اعتبار اس پر بھی کرتی تھی یقین اس پر بھی تھا اور یہی ایک چیز اعتبار ہی تو اس کے پاس تھا, اس کے پاس اسکا کردار ہی تو تھا جو اسے معتبر بناتا تھا وہی کرچی کرچی کر دیا گیا تھا جسے چن کے جوڑنے میں وقت لگنا تھا اتنی تکلیف اسے اذلان کے اس کے ساتھ پیش آنے والے رویے پر نہیں ہوئی تھی جتنی اسے اس وقت بے اعتبار سمجھ کر اسکے کردار کو داغ دار کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اسکی دھجیاں بکھیرنے پر محسوس ہوئی تھی اور ہوتی بھی کیوں نہیں اسکے پاس تھا ہی کیا صرف ایک چیز جو وہ بھی اس سے چھین لی گئی تھی-

اسے ایک پل میں بے مول کر دیا گیا تھا اس کیلئے یہ سب سننا بے حد مشکل ہو گیا تھا وہ اندر جانا چاہتی تھی انہیں بتانا چاہتی تھی کہ چاہے دنیا جو مرضی کہے اسکی بے جی ایسا ہر گز نہیں کہے گی اسکی بے جی اس کیلئے ایسے الفاظ نہیں سوچے گی اسکی بے جی اسے غلط نہیں سمجھے گی

اسکا مان نہیں توڑے گی لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا وہ یہ سب برداشت نہیں کر پائی تھی اس کے قدم لڑکھڑائے تھے وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی اور کب وہ دنیا سے بے گانہ ہوئی کسی کو کچھ خبر نہیں ہو سکی وہ بے جی کے کمرے کے دروازے کو پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن اگلے ہی پل وہ پھر سے لڑکھڑائی اور زندگی کی اس ستم ظریفی کو سہنے کی کوشش کرنے کا عزم کیا لیکن اس سے پہلے ہی وہ ایک بار پھر سے لڑکھڑائی خود کو سنبھالنے کیلئے جلدی سے ساتھ ہی کونے میں پڑے سٹول پر ہاتھ رکھے لیکن اس پر پڑے گلدن سے ہاتھ ٹکرایا گلدان فرش پر گر کر کرچی کرچی ہو گیا۔

اور اسکے کچھ کانچ اسکے ہاتھ میں چبھے اور وہ مکمل طور پر اس وقت اپنے ہواس کھو بیٹھی اس کے ہاتھ سے خون نکل رہا تھا لیکن وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں جا چکی تھی یہ زندگی کا امتحان تھا یا اس سب سیچوایشن کا حل نکلنا تھا لیکن وہ دنیا سے بیگانی ہو چکی تھی

بے جی نے جیسے ہی گلدان کے ٹوٹنے کی آواز سنی وہ جلدی سے باہر آئیں باہر کا منظر دیکھ کر وہ حیران بھی ہوئیں اور انہیں ساری بات سمجھنے میں ذرا برابر بھی دیر نہیں لگی۔

اسکا بیگ فرش پر گرنے سے کھل چکا تھا کتابیں بکھری ہوئی تھیں ہاتھ سے خون مسلسل بہہ رہا تھا بند آنکھوں سے نکلتے آنسو اسکی تکلیف واضح کر رہے تھے خون نکلنے سے رنگت پیلی میں پیلی پڑی تھی۔

بے جی گھبرا کر اسکے پاس بیٹھی تھی اس کے ہاتھ کو پکڑ کر دیکھا جہاں زخم گہرا تھا بے جی نے جلدی سے رشید ابی کو آواز دی گاڑی نکالے وہ بھی پریشان ہو گئیں تھیں حورین کو جلدی سے ہاسپٹل لے جایا گیا تھا۔ بے جی کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے انہیں اپنی کی گئی سنگین غلطی کا احساس ہو رہا تھا وہ پریشان سی حورین کے پاس بیٹھی تھیں جو بازو پر پٹی کروائے دنیا جہان سے بیگانی بے سد پڑی تھی۔

اسے گہرا صدمہ پہنچا تھا اسکے اپنے اس سے بچھڑ گئے تھے وہ اذلان کی ہر زیادتی برداشت کرتی آئی تھی یہ سوچ کر کہ ان کے مزاج نہیں ملتے ہیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا وہ اپنے پیار سے اپنے خلوص سے اپنے محبت بھرے دل سے اسے

سمجھادے گی اسے احساس دیلائے گی اسے اگر وہ پسند نہیں ہے تو یہ رشتہ ختم کر دے۔ کیونکہ وہ بھی نہیں چاہتی تھی ایسا ہو۔ لیکن وہ بدلنے والوں میں سے نہیں تھا وہ اسے سوائے تکلیف کے کچھ نہیں دے رہا تھا آج تو اس نے حد کر دی تھی اسکے کردار کی دھجیاں بکھیر دی تھیں اور بے جی نے ایک بار بھی اس پر اعتبار نہیں کیا تھا اسے اس حال تک پہنچانے میں بے جی نے بھی انجانے میں اپنا حصہ ڈال لیا تھا۔

بے جی نوافل پڑھ کے اس کیلئے اللہ سے گڑ گڑا کر دعائیں مانگ رہی تھیں جو پہلے ہوا تھا وہ اب دوبارہ نہیں ہو جائے وہ اس بات سے ڈر رہی تھیں۔

وہ بہت چھوٹی تھی جب اسکی امی جان کی ڈیتھ ہوئی تھی۔ اس کیلئے یہ لمحات بہت مشکل گزرے تھے اس نے جیسے تیسے صبر کر لیا تھا زندگی کے یہ لمحات بھی آخر اس نے گزارنے ہی تھے اس لیے گزر رہے تھے ستم تو اس پر تب ٹوٹا جب وہ اپنے بابا کو چھوڑ کر اپنے بھائی کے ساتھ بے جی کے پاس آ گئی وہ اسکی نانی جان تھی سب بے جی کہہ کر انہیں پکارتے

تھے اس لیے اس نے بھی بے جی کہنا شروع کر دیا بے جی کے پیار سے ہی اس نے دوبارہ زندگی جینے کی کوشش کی تھی دوبارہ سے اس زندگی میں قدم رکھے جہاں اسے بے جی کی آغوش میں خوشیاں ملتی چلی گئیں لیکن اذلان کی صورت میں اسے زندگی کے سفر میں مزید تنگی کا, مزید تشنگی کا, مزید تکلیفیں سہنے کا سامنا کرنا پڑا تھا-اس کیلئے کیسے یہ لمحے گزرنے تھے وہ سوچ کر بھی خوف محسوس کرنے لگی تھی- لیکن اب جو ہوا تھا اسے سہنا تھا- صبر کے گھونٹ ایک بار پھر سے پینے تھے زندگی کو ایک بار پھر سے کھڑے ہو کر جینا تھا اتنا سب ہونے کے بعد بھی اسے خود کو سنبھالنا تھا لیکن کتنا وقت لگتا یہ وہ بھی نہیں جانتی تھی-

---

تہامی کی امی کی طبیعت خراب تھی-وہ تو ڈاکٹر کے پاس آنا نہیں چاہتی تھیں لیکن وہ جب تک اپنی تسلی نہیں کر لیتا اسے سکون نہیں ملنا تھا اسکی کل کائنات اسکی امی ہی تھی جن کے سہارے, جن کی مدد سے وہ اس مقام پر پہنچا تھا کہ اسکا ایک نام تھا اسکا آج ایک مقام تھا وہ

اپنی زندگی کو انجوائے کرنے والا انسان تھا تھوڑا سنجیدہ بھی تھا اور کسی حد تک اپنا آپ اپنے اندر اپنے وجود میں موجود دل کے کسی کونے میں رکھنے والوں میں سے تھا وہ زندگی کے یہ لمحے غموں کو دفن کر کے خوشیوں کو سمیٹ کر انہیں میں جینے والوں میں سے تھا-وہ ہاسپٹل میں آیا تھا ڈاکٹر سے امی کا چیک اپ کروایا تھا اور واپس جانے کیلئے قدم بڑھائے کچھ غلط ہونے کا احساس اسے ستا رہا تھا اسے لگ رہا تھا کچھ برا ہوا ہے اسکی چھٹی حس بہت تیز تھی وہ اسے بار بار احساس دیلا رہی تھی-

اس نے امی کو گھر چھوڑا اور خود ضروری کام کا کہہ کر باہر آ گیا اور اب گاڑی ایک سائیڈ پر کھڑی کر کہ وہ خالی سڑک پر چلنے لگا اور ایک لمحے میں اس نے موبائل نکالا اور حورین کے گھر کے نمبر پر کال ملائی کسی نے کال رسیو نہیں کی-

اسکا پتہ نہیں کیوں بار بار دل حورین کی طرف کھنچے چلا جا رہا تھا اس نے جلدی سے دوبارہ کال ملائی اس بار بھی کال رسیو نہیں کی گئی تھی-

اب وہ سہی معنوں میں پریشان ہوا تھا اب اسے محسوس ہوا تھا کہ حورین کے ساتھ ہی کوئی مسلہ ہوا ہے وہ پریشانی سے سڑک کے کنارے چلنے لگا چلتے چلتے وہ کتنی ہی دور نکل آیا تھا اسے اس بات کا احساس ہی نہیں ہوا اس کی ایسی کیفیت ہر آتی جاتی لڑکی کیلئے کبھی نہیں ہوئی تھی اس کی فکر اسے بار بار کیوں ستا رہی تھی-اس کیلئے یہ سب پریشان کن بھی تھا اور حیران کن بھی تھا- کیونکہ وہ جو اس کیلئے تھی وہ اسے پہچان چکا تھا-

اس نے خود کو ریلیکس کرنے کیلئے ایک طرف بنے چھوٹے سے پارک کا رخ کیا جہاں بچے کھیل رہے تھے بچوں کو کھیلتے دیکھ کر اسکی زندگی میں اسکے گزرے بچپن کے دن اسے یاد آ گئے وہ بھی ایسے ہی اپنی امی کے ساتھ آیا کرتا تھا اور ساتھ ہی وہ لمحے بھی یاد آئے تھے جب بابا کے چھوڑ کے جانے کے بعد اسکی ماں نے اسے پالنے میں اس مقام پر لانے کیلئے تکلیفیں برداشت کی-

ایک لمحے میں اس نے یہ سوچا اور اگلے ہی پل اس کا دل اچاٹ ہو گیا اور وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا پارک سے باہر آ گیا-

اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی ایک بار پھر سے حورین کے گھر کا نمبر ڈائل کیا تھا اس بار کال رسیو کر لی گئی تھی وہ پریشان تھا لیکن اسنے خاموشی اختیار کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ حورین کیلئے کوئی مسلہ نہ پیدا ہو جائے اس کی فیملی کی سوچ کو وہ نہیں جانتا تھا اس لئیے اسے اس بات کا خیال رکھنا تھا۔

اسے ہیلو کی آواز سنائی دے رہی تھی لیکن وہ بغیر کچھ بولے خاموشی سے کھڑا رہا۔

نوراں کہاں ہو اذلان نے چیخ کر کہا۔

اس کے ہاتھ سے اذلان کے ڈر سے رسیور گر گیا نوراں ہمیشہ اسکے غصے سے ڈرتی تھی جب بھی اذلان غصے میں ہوتا نوراں تھر تھر کانپتی تھی اور اس سے جان بچاتی پھرتی تھی۔ کب اسکا غصہ نوراں پر نکل جائے پتہ نہیں چلتا تھا۔

بے جی ہاسپٹل سے آ گئی ہیں اذلان نے روب سے کہا۔

صاحب جی ابھی تک تو نہیں آئی ہیں نوراں نے نظریں جھکا کر کہا۔

تم بے جی کے ساتھ گئی تھی حورین کا زیادہ مسلہ تو نہیں تھا اذلان نے ادھر ادھر دیکھ کر تسلی کی اسے کوئی تفتیش کرتے دیکھ تو نہیں رہا اور پھر پوچھا۔

صاحب جی ان کی طبیعت سیریس ہے بے ہوش ہیں ابھی تک ہوش نہیں آیا ہے۔

ایسا بھی کیا ہو گیا جو وہ محترمہ ہوش میں ہی نہیں آ رہی ہیں یہ مر کیوں نہیں جاتی ہے میرے گلے کا عذاب بن کر رہ گئی ہے اذلان نے حقارت سے نوراں کی طرف دیکھ کر کہا۔

نوراں نے گھبراہٹ سے نظریں نیچے کر لیں۔

کس ہاسپٹل میں ہے ؟اس نے جاتے جاتے پھر گرج دار آواز سے پوچھا-

وہ صاحب جی سٹی ہاسپٹل میں ہیں-نوراں نے خشک ہوتے ہونٹوں کو زبان سے تر کرتے ہوئے جلدی سے کہا-

اذلان ہمیشہ سے ایسا ہی تھا جب بھی کوئی اسکے راستے میں آتا اسے وہ ایسے طریقوں سے خود سے علیحدہ کرتا تھا

اسے کبھی انسانوں سے فرق ہی نہیں پڑتا تھا کہ وہ جی رہے ہیں یا مر رہے ہیں اس میں احساس نام کی کوئی چیز تھی ہی نہیں وہ صرف اپنے لیے جینے والا انسان تھا وہ صرف اور صرف اپنا آپ دیکھتا تھا کسی اور کیلئے نہ تو اسکے پاس وقت تھا اور نہ ہی اسکے پاس کوئی ایسا لمحہ جس سے وہ کسی کو خوشی دے سکے وہ خوشیاں چھیننے والوں میں سے تھا خوشیاں دینے والوں میں سے نہیں تھا یہی وجہ تھی کہ وہ خوشیاں حاصل کرنے کیلئے دوسروں کی زندگیوں کو برباد کرنے میں دیر نہیں لگاتا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی خوشی حاصل کرنے

کیلئے اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے اچھا بنانے کیلئے حورین کی زندگی تباہ کرنے کیلئے موجود تھا اور کر بھی رہا تھا-

اسکے جاتے ہی نوراں نے سکھ کا سانس لیا اور فون کو واپس رکھ دیا-

تہامی نے یہ ساری گفتگو رسیور واپس نہ رکھنے کی وجہ سے سن لی تھی اور پریشانی میں وہ تیز تیز چلنے لگا گاڑی کے پاس پہنچ کر اسنے سیدھا ہاسپٹل کا رخ کیا-اسکا دل گھبرا رہا تھا-

وہ کون تھا جو حورین کیلئے اسطرح کے الفاظ استعمال کر رہا تھا اسے ایسے الفاظ استعمال کرنے کا حق کس نے دیا ہے وہ میری ہے تہامی کی ہے اسے ڈھونڈنے میں کتنا وقت لگایا ہے کہاں کہاں میں نے اسے تلاش نہیں کیا ہے, میری زندگی ہے میری زندگی کا محور ہے, لمحہ لمحہ میں نے اسے سوچتے ہوئے گزارا ہے پل پل میں اس کیلئے تڑپا ہوں-اسے تلاش کرنے کیلئے کتنے ہی سال میں نے گزار دیے اور اب اچانک مجھے ملی بھی تو اللہ نے اس کیلئے آزمائش رکھ دی اور وہ میری حور کے بارے میں بولنے والا ہوتا کون ہے اس نے میری حور کیلئے ایسا

سوچ کیسے لیا ہے-وہ سوچتے ہوئے گاڑی سے اترا اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا وقت کیسے گزرا اور وہ یہاں تک چلا آیا تھا کیسے وہ مرے مرے قدموں سے گاڑی سے اترا کیسے وہ ہاسپٹل کے اندر آیا اور حورین کے بارے میں پوچھا-

روم میں جاتے ہوئے اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے اسکا دل دعا کر رہا تھا وہ ٹھیک ہو اسے کچھ نہیں ہوا ہو زیادہ سیریس مسلہ نہیں ہو اللہ اس کیلئے آسانیاں پیدا کر دے-

وہ دل سے دعا کرتے ہوئے روم کے اندر داخل ہوتے کچھ سوچتے ہوئے رک گیا-

کہیں اسکے علاوہ کوئی اور نہیں ہو وہ باہر انتظار کرنے لگا کچھ دیر وہ ادھر ادھر ٹہلتا رہا اسکی زندگی اندر تڑپ رہی تھی تکلیف میں تھی اور وہ یہاں اس کیلئے پریشان تھا اسے ایک نظر دیکھنے کیلئے تڑپ رہا تھا اس کے قریب جانے کیلئے اسے اپنا احساس دینے کیلئے اسے بتانے کیلئے کہ وہ اسکا ہے اسکا تھا اور اسکا ہی رہے گا چاہے وہ جس بھی حال میں ہو اسے قبول ہے

اسکے ساتھ بیتا وقت اسکے ساتھ گزری زندگی کے وہ لمحے اسے آج بھی یاد تھے وہ نہ سہی لیکن تہامی اس سے محبت کرتا تھا وہ حقیقت نہیں جانتی تھی لیکن تہامی حقیقت جانتا تھا-وہ اسکی کیا تھی اب اسے بہت جلد حورین کو بتانا تھا وہ اسکی حور تھی صرف اور صرف اسکی حور اسکا پیارا اسکی محبت اسکا خلوص اسکی چاہت اسکا سب کچھ وہ اسکے بغیر رہ نہیں سکتا تھا-اسے رہنا آتا ہی نہیں تھا وہ اسکے بغیر رہ سکتا ہی نہیں تھا جتنا عرصہ وہ اسکے بغیر رہا وہ لمحے جو اسنے اسکے بغیر گزارے وہ سب کے سب ہی اسکی زندگی کا محور تھے وہ اسکے بغیر ان لمحوں کو ساتھ لیے ہوئے جیتا آیا تھا-اور اب وہ ملی تھی تو وہ اسے جانے کیسے دے سکتا تھا اسے اسکے ساتھ ہی رہنا تھا-ہر لمحہ ہر پل ہر وقت اسکے ساتھ اسی کا ہو کر رہنا تھا-

وہ روم کے باہر ہی گیلری میں ٹہل رہا تھا کہ حورین کے کمرے کا دروازہ کھلا اور کمرے سے کسی عورت کو جاتے دیکھا وہ سوچ میں پڑ گیا یہ کون تھی وہ تھوڑی دیر نرس کو ہدایت دیتے ہوئے چلی گئی وہ کچھ سامان لینے گھر جانا چاہتی تھی-

تہامی نے منہ دوسری طرف کیے رکھا تاکہ اسے ابھی کوئی پہچان نہیں سکے وہ ابھی اپنا آپ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا وہ زندگی کے یہ لمحات صرف اپنی حور کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا۔ سب سے پہلے اسے بتانا چاہتا تھا

بے جی کے بعد نرس بھی چلی گئی وہ میڈیسن لینے کا کہہ کر گئی تھی جو اس وقت حورین کو دینی تھی وہ موقع دیکھ کر روم میں چلا گیا۔اس کیلئے یہ تھوڑا سا وقت بھی غنیمت تھا۔

وہ بے سدھ لیٹی تھی دنیا جہان سے بیگانی زندگی کے اس سفر میں بلکل تنہا سی صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی آج صبح جب وہ اسے ملی تھی وہ تو کچھ اور ہی تھی وہ تو پریشان ہونے کے باوجود بھی اتنی خوش لگ رہی تھی اور آج تو وہ بلکل ہی ٹوٹی ہوئی بکھری ہوئی سی لگ رہی تھی وہ بکھر کر ریزہ ریزہ محسوس ہو رہی تھی ایسے اس حال میں اسے دیکھ کر تہامی کا دل کٹ کر رہ گیا۔

اسکے بازو پر بندھی پٹی کو دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے وہ اسکی حالت نہیں دیکھ پا رہا تھا وہ اس کیلئے کیا تھی یہ وہ جان جاتی تو زندگی کی ہر اونچ نیچ کو بھول جاتی وہ صرف اسے سوچتی صرف اسکے لیے ہوتی لیکن وہ تو اس رشتے سے انجان تھی جو ان دونوں کے درمیان تھا- وہ اسکے پاس جا کر بیڈ پر بچی تھوڑی سی جگہ بنا کر اسکے قریب ہو گیا-

وہ بلکل انجان اس کی محبت کی گرفت میں تھی وہ اسکے مزید قریب ہو گیا اور اسکا ہاتھ تھام کر اس کے ہاتھ کو نرمی سے دباتا رہا اور پھر بے اختیار ہی اپنے لب اسکے ماتھے پر رکھ دیے اس دشمن جان کی محبت جس کیلئے وہ ترستا رہا تھا جس کیلئے وہ تڑپتا رہا تھا وہ اتنے عرصے بعد پہلی بار اسے ملا تھا کتنی ہی دیر وہ اس پر جھکا رہا دنیا جہان سے بے خبر بلکل انجان وہ اسکے اتنے قریب تھا کہ اسکی دل کی دھڑکنیں وہ سن سکتا تھا اگر اس وقت وہ ہوش میں ہوتی تو جانے کیا سوچتی وہ اتنا بے تاب کیسے ہو گیا ہے وہ اتنی اس پر محبتیں لٹا کیسے رہا ہے-

اور وہ یقیناً اسے غلط سمجھتی- اس نے حورین کے سینے پر اپنا سر رکھ لیا اور اسکے مزید قریب ہو گیا- اسے جو سکون مل رہا تھا وہ کہیں اور نہیں مل سکتا تھا-

میری جان چاہے یہ دنیا تمہیں جو مرضی سمجھے چاہے تمہارا یقین نہیں کرے لیکن میں تمہارا یقین کروں گا میں تمہاری ہر بات کو آنکھیں بند کر کہ قبول کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں میری حور کیسی ہے میں جانتا ہوں میری حور کے پاس میرا سکون ہے-

بس جان تہامی تم ایک بار ہوش میں آجاؤ میں سارے کانٹے تمہارے سمیٹ لوں گا میں تمہیں ہر پریشانی ہر تکلیف سے نکال کر لے جاؤں گا بس تم مجھے میرا سکون دے دو مجھے تم سے اور کچھ نہیں چاہیے ہے-

اپنے غم مجھے دے دو اور خود میری آغوش میں پر سکون ہو جاؤ-

وہ سوچ رہا تھا اور اسکے پاس رہ کر اسے محسوس کر رہا تھا وہ اپنی کل کائنات کے پاس تھا- لیکن اسے یہ احساس بھی تھا کہ حورین کے پاس کسی بھی وقت نرس آسکتی ہے وہ اسے رسوا نہیں کر سکتا وہ اپنی محبت کو اپنے ساتھ ساتھ سب کی نظروں میں معتبر رکھنا چاہتا تھا-

اس لیے اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی خود کو حورین سے الگ کیا اس نے بے ہوشی میں تھوڑی سی حرکت کی جیسے اسے احساس ہوا ہو کوئی یہاں موجود ہے۔

تہامی نے اسکے جسم میں ہوتی حرکت کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا اور ایک بار پھر اسکے ماتھے کے لمس کو محسوس کیا اور ایک نظر دیکھ کر باہر جانے کیلئے قدم بڑھائے۔

اس سے پہلے دروازہ کھلنے لگا دروازے کا ہیڈل گھمایا گیا تھا وہ جلدی سے پردے کے پیچھے ہو گیا تاکہ آنے والا اسے نہیں دیکھ سکے۔

حورین نے آہستہ سے آنکھیں کھول لیں اور اندر آتی نرس کو ایک نظر دیکھا اور پھر سے نیم بے ہوشی میں چلی گئی نرس جیسے آئی تھی ویسے ہی واپس جانے کیلئے قدم بڑھائے وہ ڈاکٹر کو بلانے کیلئے گئی تھی۔

تہامی پردے کے پیچھے چھپے یہ منظر دیکھ رہا تھا اور اسے گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی حورین کو کچھ ہو نہ جائے وہ دل سے اسکی سلامتی کیلئے دعا مانگ رہا تھا۔

ڈاکٹر نے آکر چیک کیا اور کچھ ہی دیر میں وہ ہوش میں آگئی تھی۔اس نے ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھا جیسے کسی کو تلاش کر رہی ہو۔

آپ کے ساتھ آپ کی بے جی تھی وہ گھر کچھ سامان لینے گئیں ہیں نرس نے اسکی بے چینی سے دیکھتی نظروں کو دیکھ کر کہا۔

ان کے علاوہ یہاں کوئی آیا تھا اسنے پھر سے روم کو دیکھتے ہوئے پوچھا جیسے ابھی بھی یہاں کوئی موجود ہے اسے اپنے آس پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔

کوئی بھی نہیں آیا اس نے اسکی پریشانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اسنے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہاں کوئی نہیں آیا تھا اسے ابھی بھی محسوس ہو رہا تھا یہاں کوئی موجود ہے۔

اسنے اپنے ماتھے کو اپنے ہاتھوں سے چھوا اسے محسوس ہوا انہیں کسی نے چھوا تھا پھر اسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا جیسے کسی کا لمس یہاں موجود ہو۔

کوئی تھا یہاں ابھی بھی ہے لیکن کون ہے اسکی محبت کا احساس مجھے کیوں محسوس ہو رہا ہے جسے میں بہت عرصہ پہلے گنوا چکی ہوں۔ مجھے کبھی بھی محبتتں راس نہیں آئی ہیں۔

اسنے سوچتے ہوئے پھر سے آنکھیں بند کر لیں۔

اسکی بے چینی کو دیکھ کر تہامی کو سکون ملا تھا وہ اسے محسوس کرتی تھی وہ اسے آج بھی اپنے اندر محسوس کرتی تھی چاہے وہ اسے نہیں پہچانتی تھی چاہے وہ اسکے اور اپنے درمیان تعلق کو نہیں جانتی تھی لیکن اسے محسوس کرتی تھی۔

تہامی کا دل اندر تک سرشار ہو گیا تھا اسے لگا تھا اسکی محبت اسکی چاہت بیکار نہیں تھی بلکہ اسکی حور بھی اسے محسوس کرتی تھی لیکن کس تعلق سے یہ ابھی اسے جاننا تھا۔

نرس اور ڈاکٹر اسے آرام کرنے کا کہہ کر روم سے باہر چلے گئے۔

وہ خاموشی سے کھڑکی کو آہستہ آہستہ کھولنے لگا کیونکہ اسے یہیں سے ہی جانا تھا ابھی وہ حورین کے سامنے نہیں آسکتا تھا ابھی اس کے خدشے کو حقیقت کا روپ نہیں دے سکتا تھا اس لیے وہ پردے کے پیچھے سے کھڑکی کھول کر باہر نکل گیا اور وہیں سے حورین کی طرف دیکھا۔

جلدی ملتے ہیں۔

اللہ حافظ جان تہامی!

اس نے دل سے کہااور چل دیا ابھی اسے ڈاکٹر سے مل کر حورین کی کنڈیشن بھی معلوم کرنی تھی۔

اس کے ہوش میں آنے کے بعد

بے جی بھی آگئی تھی جیسے ہی حورین نے انہیں دیکھا منہ دوسری طرف کر لیا وہ اپنے رویے سے ظاہر کر رہی تھی کہ وہ بات نہیں کرنا چاہتی وہ سخت ناراض ہے۔

بے جی سے بھی اس کا یہ رویہ برداشت نہیں ہوا تھا وہ اسکے پاس آ بیٹھی۔

اس طرح مت کرو جو اس وقت ہوا تھا اس سب سے یہی ظاہر ہوتا تھا تم نے یہ سب کیا ہو گا- لیکن اب مجھے تم پر یقین آ گیا ہے مجھے اس طرح بے رخی نہیں دیکھاؤ- انہوں نے تڑپ کر کہا-

آپ کو مجھ پر یقین ہی نہیں تھا آپ کو ایسا کیسے لگا میں ایسا کر سکتی ہوں آپ کی حورین ایسا کر سکتی ہے؟

ارے آپ کو تو ایسا سوچنا بھی نہیں چاہیے تھا- آپ نے تو مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا میں مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی آپ کی وجہ سے مجرم ٹھہرائی گئی ہوں- مجھے اپنے آپ سے الجھن محسوس ہو رہی ہے جیسے میں کوئی بیکار چیز ہوں کاش میں بھی اپنی مما کے ساتھ اس دنیا سے چلی گئی ہوتی تو کم از کم میرے ساتھ یہ سب نہیں ہوتا-

کیسی باتیں کر رہی ہو اللہ نہ کرے تمہیں کچھ ہو- اللہ تمہیں لمبی عمر دے غلطی ہو گئی ہے معاف کر دو- بے جی نے افسردگی سے اسکی بے رخی کو دیکھ کر کہا-

آپ جائیں اپنے اذلان کے پاس جو آپ کو مجھ سے زیادہ عزیز ہے جو آپ کو مجھ سے زیادہ بہتر لگتا ہے جو آپ کو لگتا ہے کبھی کچھ غلط کر ہی نہیں سکتا میں اکیلی اس دنیا میں تھی, ہوں, اور مجھے اکیلا رہنے دیں اس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا-

تم مجھے جو مرضی کہو لیکن اذلان کو کچھ کہنے کا حق تم نہیں رکھتی ہو-اس سے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے بس اور اس نے کچھ نہیں کیا اور اس کیلئے میں تم سے معافی مانگ رہی ہوں- لیکن اب تم ضد پر آڑی ہو-

کیا کہا ابھی بھی وہ ٹھیک ہے اس نے میری ذات کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں مجھے رسوا کرنے کا پورا سامان تیار کر لیا اور آپ کہتی ہیں اسے کچھ نہیں کہوں-

وہاب جی لگتا ہی نہیں ہے کہ آپ کی میں کچھ لگتی ہوں سب کچھ آپ کیلئے وہی ہے کبھی تو مجھے بھی سوچ لیا کریں کبھی تو غلط اور سہی کا فیصلہ انصاف پر کر لیا کریں-

میں کبھی آپ کے سامنے نہیں بولی ہمیشہ خاموش رہی ہوں آپ نے جو کہا وہی کیا جیسے کہا ویسے کر لیا آپ نے دن کہا میں نے دن مانا آپ نے مجھے رات کا کہا میں نے رات مان لیا اور ہمیشہ آپ کے انصاف کی منتظر رہی اذلان سکندر مجھے گراتا چلا گیا اور آپ مانتی چلی گئیں اور آج اس نے انتہا کر دی میں نے وہ بھی اپنی جان پر کھیل کر وہ بھی برداشت کر لیا لیکن آپ کو ہم دونوں کے درمیان انصاف کرنا نہیں آیا۔

اور آج بھی کہتی ہیں میں کچھ نہیں کہوں آج بھی آپ کو میں نظر نہیں آرہی آپ کو وہ نظر آرہا ہے۔

وہ بول رہی تھی اور بے جی خاموشی سے سن رہی تھی۔

آپ کو میں نظر کیوں نہیں آتی ہوں میں انسان نہیں ہوں؟ کیا میں آپ کی بیٹی کی نشانی نہیں ہوں؟ اپنی بیٹی کو اس کے پاس جا کر کیا جواب دیں گی؟ یہ بتائیں گی کہ ان کے جگر کے ٹکڑے کے ساتھ آپ نے یہ سلوک کیا ہے۔

بولیں بے جی اب آپ چپ کیوں ہیں۔ میں خاموش تھی آپ کیلئے آپ کے رحم و کرم پر رہی لیکن آپ نے کبھی مجھے وہ سب نہیں دیا جو مجھے چاہیے تھا آج پہلی بار بول رہی ہوں

پہلی بار جواب طلب کر رہی ہوں اگر آپ کہتی ہیں تو خاموش رہوں گی اپنے ہونٹوں کو پھر سے سی لوں گی-

ایک بار پھر اس نے کروٹ بدل کر آنکھیں بند کر لیں بند آنکھوں سے نکلے آنسو اسکے گالوں کو چھو رہے تھے اسکی پلکیں بھیگ چکی تھیں وہ بے آواز آنسو بہا رہی تھی اور اسکا دل اندر سے پھٹنے کو تیار تھا وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی اپنے دل پر لگے زخموں کو صبر کی تلقین کر رہی تھی کیونکہ اس کے علاوہ اسکے پاس کوئی چارہ نہیں تھا زندگی اسی طرح چل رہی تھی جانے اسے اپنی منزل مل بھی پاتی یا نہیں یا وہ اسی طرح بھٹکتی رہتی-

اس بار بے جی کی آنکھوں سے بھی آنسو نکلے تھے وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی اس نے کبھی کوئی سوال نہیں کیا کبھی کچھ پوچھا نہیں جو بے جی نے کہا اس نے وہی کیا جس طرح وہ اسے چلاتی گئیں اسی طرح وہ چلتی گئی اور آج اسکے کردار پر بات ہوئی تو اسکا ضبط جواب دے گیا تھا اور وہ اس حال تک آ پہنچی بے جی کو پہلی بار احساس ہوا تھا کہ اذلان کی غلطی کو اس پر مسلط نہیں کرنا چاہیے وہ بھی انسانوں کی ہی دنیا میں بستی ہے وہ بھی انسان ہی ہے اس سے

جو بھی انہیں تھوڑی بہت نفرت ہے نکال دینی چاہیے اس لیے بے جی اٹھ کر دوسری طرف اسکے سامنے آ بیٹھی اور اپنے ہاتھ سے اسکے آنسو صاف کرنے لگیں۔

حورین جلدی سے اٹھی اور بے جی کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ جیسے پہلی بار کوئی کندھا ملا ہو رونے کیلئے, جیسے پہلی بار اسے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہو وہ اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کر پائی تھی بس روتی چلی جا رہی تھی زندگی کے ان لمحوں کو وہ ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی وہ بے جی کی محبت سمیٹنا چاہتی تھی۔

بس اب مزید نہیں رونا, آج کے بعد تمہارے ساتھ میرے ہوتے ہوئے کوئی زیادتی نہیں ہو گی پہلی اور آخری بار تمہارے کردار پر بات ہوئی ہے دوبارہ اس طرح کبھی بات نہیں ہو گی۔ تم بے فکر ہو کر اپنی زندگی جیو تمہاری بے جی جب تک زندہ ہے تمہارے ساتھ ہے۔

انہوں نے اسے اپنے ہونے کا احساس دیلاتے ہوئے یقین دھیانی کروائی تھی کہ وہ اکیلی نہیں ہے وہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہیں اسکا بھروسہ اسکا یقین نہیں توڑیں گی۔

حورین نے اس سکون کے ملنے پر آنکھیں بند کر لیں اور خود کو ریلیکس کرنے لگی کیونکہ سب اب ٹھیک تھا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر تھا کہ وہ اس سازش سے بچ گئی تھی اللہ نے اسے اس آزمائش سے نکال لیا تھا۔اس کے صبر کا پھل تھا کہ بے جی نے اسے ٹھیک سمجھا تھا وہ سکون کی وادیوں میں اترتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی جسکی وجہ سے وہ آج پھر سے پر سکون ہو گئی تھی اسکا حال دل اللہ جانتا تھا اور اسی نے ہی اسکے کردار کو سب کے سامنے ثابت کر دیا تھا کہ وہ پاک دامن ہے اس پر لگایا گیا الزام بلکل درست نہیں ہے۔

حورین کے پاس سے واپس آنے کے بعد تہامی نے سیدھا ڈاکٹر کے روم کا رخ کیا تھا وہ جاننا چاہتا تھا وہ اس حالت تک کس وجہ سے پہنچی آخر اچانک اسے ہوا کیا تھا وہ بلکل ٹھیک تھی

اس حالت تک پہنچنے کی اسکی ابھی عمر نہیں تھی-اسے یہاں تک پہچانے میں یقیناً کسی کا ہاتھ تھا وہ کون تھا اسے جاننا تھا- جس کی اسنے کال پر آواز سنی تھی یقیناً وہ اسی کی وجہ سے آج اس حالت کو پہنچی تھی وہ سوچ رہا تھا اور ساتھ ساتھ قدم بڑھا رہا تھا-

وہ تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر کے روم میں تھا-

ڈاکٹر کیا میں روم نمبر 12 کی پیشنٹ کے بارے میں جان سکتا ہوں انہیں کیا ہوا ہے-اس نے سلام کرنے کے ساتھ اپنا مدعا بیان کیا-

لیکن آپ کون ہیں پیشنٹ کے کیا لگتے ہیں؟ڈاکٹر نے تفتیشی انداز میں اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھا-

میں اپنی مدر کو چیک کروانے کے سلسلے میں آیا تھا انہیں یہاں دیکھا تو رہا نہیں گیا فیملی ریلیشنز تھے اب فیملی اشو ہونے کی وجہ سے ان سے پوچھ نہیں پایا اس لیے اگر آپ مجھے بتا دیں گے تو مناسب ہو گا-اس نے بیٹھتے ہوئے اپنی بات بھی کلیئر کر دی-

جانے تہامی کے پاس اتنا دماغ آتا کہاں سے تھا جو وہ بات کو طریقے سے بنا لیتا تھا اور کسی پر آنچ بھی نہیں آنے دیتا تھا اور پھر یہ تو اسکی اپنی جان تھی اسکی اپنی حور تھی-

میں کسی کی اتنی مدد کرتا نہیں ہوں لیکن آپ کیلئے آپکی پریشانی دیکھتے ہوئے بتا رہا ہوں-

ان کا بی پی شوٹ کر گیا تھا کنٹرول کرنا مشکل تھا اس لیے وہ ہوش میں نہیں آ رہی تھی وقت پر لانے کی وجہ سے وہ اپنی زندگی کی طرف لوٹ آئی ہیں ان کو ہوش آ گیا ہے-ڈاکٹر نے تفصیل سے بتایا-

ان کے بازو پر پٹی بندھی تھی کیا کوئی چوٹ لگی تھی تہامی نے ایک بار پھر سے سوال پوچھا-

کانچ بازو میں چھب گئے تھے جسکی وجہ سے بلڈ کافی ضائع ہو گیا تھا اس لیے کانچ نکالتے ہوئے زخم مزید گہرے ہو گئے ہیں-ڈاکٹر نے اپنے مخصوص انداز میں بتایا-

اسنے سنتے ہوئے خود کو کمپوز رکھا لیکن اسکا دل اندر تک کانپ گیا تھا اسے شدید غصہ آرہا تھا اسے سمجھ آگئی تھی یقیناً اس کال کے دوران بولنے والا انسان ہی اصل میں اسکا دشمن تھا وہ بولنے والا انسان ہی اسکی زندگی کو ختم کرنے والا تھا تہامی نے خاموشی سے تحمل سے ساری بات سنی اور ڈاکٹر کا شکریہ ادا کر کہ روم سے نکلا-

وہ شدید غصے میں تھا حورین کی تکلیف اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی اسنے خود کو کمپوز کیا اور فل سپیڈ میں گاڑی سڑک پر دوڑاتے ہوئے سنسان علاقے میں نکل آیا جہاں اس نے گاڑی ایک طرف کھڑی کی اور سڑک کے درمیان بیٹھ کر چیخ پڑا-

اسکی چیخ اتنی اونچی تھی کہ کوئی اور سن پاتا یا نہیں لیکن اس کی چیخ نے آسمان کو ضرور ہلا دیا تھا وہ دونوں بچھڑے بھی تو اس ادا سے کہ زندگی صرف گزار رہے تھے دونوں میں ایک دوسرے کیلئے تڑپ آج بھی تھی دونوں کی محبت دونوں کے دلوں میں آج بھی دھڑک رہی تھی تہامی نے تو یہ لمحے سسک سسک کر اس کے بغیر رو رو کر گزارے تھے یہی زندگی ہی تھی جسکا حساب ان کے اپنوں نے اب چکانا تھا جن کی وجہ سے وہ دونوں اس حالت کو پہنچے تھے۔

جو اپنے تو تھے لیکن تہامی کو سمجھ نہیں پائے تھے اسکی زندگی کو اس سے دور کر کہ ہی رہے تھے جتنا اسنے حور کو اپنے پاس رکھنا چاہا تھا اتنا ہی اسے اس سے دور کر دیا گیا تھا۔

میں نے میرے رب تیرے راستے پر چل کر بہت کچھ پایا ہے تو بہت کچھ کھو دیا ہے لیکن مجھے یقین ہے جو تیرے راستے پر چلتا ہے اسے سب قربان کرنا پڑتا ہے لیکن توں اپنے بندے کو تڑپتا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتا کیونکہ تیرا بندہ تیری راہ پر اگر چل جائے توں تو اسے بن مانگے دینا شروع کر دیتا ہے مجھے بھی عطا کر دے میری حور مجھے میرے مانگنے پر واپس

کر دے اسے میرے جیسا کر دے اسے میرا بنا دے اسے مجھ تک واپس پہنچا دے میں اسکی حفاظت اپنی جان سے بھی بڑھ کر کروں گا بس میری زندگی کو ٹھیک کر دے اور مجھے لٹا دے میں اسکے دشمنوں سے اسے چھین کر لے آؤں اسے اپنی آغوش میں چھپا لوں اور اسے دنیا سے چھپا کر اپنے پاس رکھوں میرے اللہ میری اس سب میں مدد فرما۔

اس نے گڑگڑاتے ہوئے روتے ہوئے اللہ کے سامنے اپنے آنسو بہائے اور اپنا حال دل اسکے سامنے رکھ دیا بے شک اللہ دلوں کے حالوں کو بخوبی سمجھنے والا اور جاننے والا ہے, اور ان دلوں کے حالوں کو سہی سمت لے جانے والا ہے۔ صرف وہی کارساز ہے, صرف وہی دلوں کو جوڑنے والا ہے, صرف وہی دلوں میں الفت ڈالنے والا ہے صرف وہی دلوں میں محبت ڈالنے والا ہے, صرف وہی ہے جو دلوں میں اطمینان و سکون بخشنے والا ہے۔

جو دلی سکون اسکا حورین کی حالت دیکھ کر خراب ہوا تھا وہی دلی سکون اسے اللہ کے سامنے اپنا حال دل کھولنے پر واپس مل گیا تھا۔ اور یہ سکون و اطمینان انہیں کو ملتا ہے جو اللہ کو

راضی رکھتے ہیں اسکے بتائے ہوئے احکامات پر چلتے ہیں اور تہامی نے یہی کیا تھا تبھی اسکا دل سکون میں تھا۔

اسی لیے وہ اٹھا تھا اس نے اپنے آنسو صاف کیے تھے اور خاموشی سے گھر کی راہ لی تھی۔ کیونکہ اب وہ سوچ چکا تھا اسے حورین کے ساتھ سائے کی طرح رہنا ہے اسے خود سے الگ نہیں کرنا اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا ہے اسکی حفاظت اب تہامی کی ذمہ داری تھی۔

وہ گھر آچکی تھی زندگی کے اس موڑ پر اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ اب کیا کرے وہ بے جی کے حوصلہ دینے کے باوجود اندر سے ڈر رہی تھی اس سے اذلان سکندر کا سامنا کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا وہ اس سے دور رہنا چاہتی تھی اس کے سائے سے بھی دور بھاگنا چاہتی تھی۔ اس لیے وہ جب سے آئی تھی اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی زندگی کی اس تلخی کو اپنے اندر اتارنے کی کوششوں میں تھی۔

اور اندر سے اسکا ڈر مزید بڑھ رہا تھا اتنی سردی کے باوجود بھی اسے پسینہ آرہا تھا اسے اتنی بے چینی سی محسوس ہو رہی تھی وہ کمبل کو اپنے اوپر کر کہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی لیکن وقت کی ستم ظریفی دیکھیے وہ خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔

وہ ادھر سے ادھر کروٹ لیتی رہی جب بے چینی حد سے زیادہ بڑھ گئی تو وہ اٹھ بیٹھی ڈائری اور پین لے کر کمبل اپنے گرد لپیٹ کر بیٹھ گئی۔

اسے جو احساس, جو دل کی کیفیت محسوس ہو رہی تھی وہ اپنی ڈائری میں لکھنے لگی اور کچھ ہی دیر میں ایک نظم کی صورت میں وہ اپنے دل کا حال لکھ چکی تھی۔

کچھ برا ہونے والا ہے

اک درد سا پورے وجود میں پھیل رہا ہے

دل بھی دھک دھک کر کہ اپنی زبان میں سمجھا رہا ہے

دل میں سنسان کا عالم برپا ہے

وہ سنتا نہیں ہے میری,

سمجھتا ہے بس اپنی

اب تو اوسان خطا ہوتے محسوس ہو رہے ہیں

دنیا و مافیہا سے ,

خود کو دور محسوس کر رہی ہوں

کسالت جسم کے ہر حصے میں پل رہی ہے

زندگی کا چراغ ٹمٹما رہا ہے

دل بار بار کہہ رہا ہے

سنبھل جاؤ

وقت سے پہلے

ایک درد چہار سو پھیلنے والا ہے

آنسوؤں کو پونچھ لو

حوصلہ سمیٹ لو

کہ کچھ برا ہونے والا ہے-

)نظم تحریر: ثوبیہ امجد(

جب بھی اسکی کیفیت ایسی ہوتی تھی کبھی وہ اللہ کے سامنے گڑگڑا کر رو کر اپنا حال بیان کرتی تھی اور کبھی وہ اسی طرح اپنی ڈائری میں نظم, غزل, کچھ اشعار کی صورت میں لکھ کر اپنے اندر کی کیفیت کو اپنی ڈائری کا ہم راز بناتی تھی اور دل کا بوجھ ہلکا ہونے کے بعد وہ ہمیشہ پہلے سے بہتر ہو جاتی تھی اور پر سکون ہو جاتی تھی وہ اپنا حال دل کسی سے نہیں کہہ پاتی تھی کیونکہ کبھی کوئی اسے سمجھ ہی نہیں پایا تھا کوئی اسے جان ہی نہیں پایا تھا اور جسے وہ اپنا سمجھتی تھی جو اسے سمجھ سکتا تھا وہ اس کے پاس نہیں تھا دور تھا بہت دور اتنا دور کہ اسے لگتا تھا اب وہ کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا کس کی وجہ سے وہ اس سے دور تھا پتہ نہیں وہ سچ تھا بھی یا نہیں جو اسے بتایا گیا تھا- کیونکہ جو اسکے ساتھ اب ہوا تھا اسکے بعد وہ کسی پر یقین نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن یقین کرنا اسکی مجبوری تھی ورنہ وہ تو اپنے سائے سے بھی ڈر رہی تھی اپنے آپ سے بھی خود کو چھپا کر رکھنا چاہتی تھی-

اسنے نظم کو ایک بار دوبارہ پڑھا اور ان لفظوں کو غور سے دیکھا اور ہاتھ سے چھو کر دیکھا جیسے محسوس کر رہی ہو کہ یہ بھی ہو سکتا ہے

اور سختی سے آنکھیں بند کر لیں آنکھیں بند کیے ہی نظم کے درمیان میں پین رکھا اور ڈائری بند کر دی کچھ دیر وہ اسی پوزیشن میں لیٹی رہی لیٹے لیٹے ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈائری کو خود سے الگ کیا اور بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا اور آنکھیں بند کیے ہی کمبل منہ تک کر لیا- کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں تھی-

سہی کہتے ہیں جو کسی کا برا نہیں چاہتے کسی کے ساتھ برا نہیں کرتے وہ ہمیشہ پر سکون ہی رہتے ہیں چاہے کوئی بھی تکلیف آ جائے وہ اسکا سامنا کر لیتے ہیں ان کو ہمت, ان کو حوصلہ دینے والا ان کا رب ہوتا ہے اور پر سکون نیند بھی فراہم کرتا ہے جیسے اتنی بے چینی کے بعد بھی اللہ نے اسے پر سکون کر دیا تھا پر سکون نیند دے دی تھی-اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اتنی تکلیف میں بھی تھی-

---

تہامی بھائی آپ کہاں ہیں؟ کتنی دیر سے آپ کو تلاش کر رہی ہوں-ثانیہ آوازیں لگاتی ہوئی کچن میں آئی تھی-

آپ یہاں کر کیا رہے ہیں؟ کتنی دیر سے آپ کو تلاش کرتی پھر رہی ہوں-وہ اس کے سر پر پہنچ چکی تھی-

دیکھ نہیں رہی چائے بنا رہا ہوں تہامی نے اسے چڑاتے ہوئے دیکھ کر کہا-

وہ تو نظر آرہا ہے لیکن آپ خود بنا رہے ہیں یہ سورج آخر کہاں سے نکل آیا ہے؟اسنے ہنستے ہوئے شرارت سے تہامی کو دیکھ کر کہا-

تم زیادہ ڈرامے مت کرو مجھے تم یہ بتاؤ صبح صبح تمہیں میری یاد کس خوشی میں آرہی ہے بتانا پسند کریں گی- تہامی نے اسی کے انداز میں بات کا رخ ہی بدل کر رکھ دیا-

میں صدقے جاؤں اسے آپ صبح کہتے ہیں اگر یہ صبح ہے میرے صبح صبح اٹھنے پر مجھے شک ہو رہا ہے بلکہ مجھے تو لگ رہا ہے میں رات بھر سوئی ہی نہیں ہوں میری تو ساری رات آنکھوں میں کٹ گئی اس نے مسکراتے ہوئے کہا-

کیا کہنا چاہا رہی ہو دیر سے اٹھا ہوں اتنی دیر سے نہیں کہ تم میرا مذاق اڑاتی پھرو تہامی نے اسے گھور کر کہا-

ایسے مت دیکھیں میرے پیارے سے بھیا کیونکہ آپ صرف لیٹ نہیں اٹھے بلکہ بہت زیادہ لیٹ اٹھے ہیں ثانیہ نے اسکے ہاتھ سے چائے کا مگ لے کر چائے ڈالتے ہوئے کہا-

بہت زیادہ لیٹ---آپ اب بتانا پسند فرمائیں گی کتنی لیٹ اٹھا ہوں تہامی نے سوچنے والے انداز میں اپنے گال پر ہاتھ رکھے کہنی کو ٹیبل پر بیٹھ کر اسی پر ٹکائے بولا-

تہامی بھائی آج آپ کس دنیا میں ہیں دن کے تین بج رہے ہیں اور اب آپ ناشتہ کرنے کیلئے امی سے منہ چھپاتے ہوئے کچن میں تشریف لائے ہیں اس نے ہنستے ہوئے کہا-

وہ جب ہنستی تھی تو ہنستی چلی جاتی تھی اب بھی یہی ہوا تھا-وہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو چکی تھی اور تہامی حیران سا اسکے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑے لاؤنج کی طرف بھاگا تاکہ ٹائم دیکھ سکے وہ واقع سچ بول رہی ہے یا اسے تنگ کرنے کیلئے جھوٹ کا سہارا لے رہی تھی-

جیسے ہی اسکی نظر گھڑی پر پڑی اسکے سچی مچی کے ہوش اڑے تھے وہ اتنی دیر تک سوتا رہا تھا-اس نے ذہن پر زور ڈالا وہ رات کو گھر بہت لیٹ آیا تھا اس وقت سب سو رہے تھے اور امی کو نیند کی ٹیبلٹ دے کر ثانیہ نے سلا دیا تھا تاکہ وہ پریشان نہیں ہو جائیں-

اس نے جیسے ہی قدم اندر رکھا تھا ثانیہ کو اپنا منتظر پایا تھا
اس کی حالت کے پیش نظر ہی شائد ثانیہ نے کوئی سوال نہیں کیا تھا خاموشی سے اسے کمرے تک چھوڑ آئی تھی وہ آرام سے تھکن کی وجہ سے سو گیا تھا اسے سوتے ہوئے خبر ہی

نہیں ہوئی تھی کب اسے نیند آئی تھی۔ لیکن وہ صبح میں اٹھا تھا اس نے نماز بھی ادا کی تھی لیکن وہ پھر سے سو گیا تھا اور ایسا سویا تھا کہ صبح اسکی آنکھ نہیں کھلی تھی۔

ثانیہ صبح سے کئی بار اسکے روم کا چکر لگا چکی تھی اسے چیک کر کہ آئی تھی کہ وہ ٹھیک تو ہے۔ زینب بھی اسکا کتنی ہی بار پوچھ چکی تھی اور اب تو ثانیہ بھی پریشان ہو چکی تھی آخر کتنا سوئیں گے وہ اسکے کمرے میں ایک بار پھر سے گئی تھی لیکن وہاں تہامی موجود نہیں تھا وہ اسے آوازیں دیتی ہوئی پورے گھر میں دیکھ آئی تھی لیکن وہ اسے کہیں نہیں ملا تھا کچن کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے کچن سے برتنوں کے کھٹکنے کی آواز آئی وہ اسی کے تعاقب میں وہاں چلی گئی۔

سامنے جو منظر دیکھا وہ حیران تھی جسے سارے گھر میں ڈھونڈتی پھر رہی تھی وہ یہاں کچن میں موجود تھا۔

وہ گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہی اپنے کمرے میں چلا گیا۔
وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے روم میں آئی تھی وہ اپنے کپڑے نکال رہا تھا۔

کپڑے پریس کرنے ہیں ثانیہ نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

تہامی نے ہاں میں سر ہلایا۔

آپ جائیں چائے ختم کریں میں کپڑے پریس کر دیتی ہوں اور پھر نہالیں ایسے بہت برے لگ رہے ہیں اس نے شرارت سے کہا۔

تہامی نے بھی مسکراتے ہوئے اس کے بال بگاڑے۔

اور وہ جب تک جوابی کارروائی کرتی تب تک وہ نہانے کیلئے جا چکا تھا۔

اور وہ منہ بسورتے ہوئے کپڑے استری کرنے لگی۔

تہامی تیار ہو کر نیچے آیا تھا آج اس کی آفس سے تو چھٹی ہو چکی تھی لیکن اسے حورین کا پتہ کرنے تو جانا تھا اس سے اب وہ بے خبر نہیں رہ سکتا تھا زندگی کے اس موڑ پر جب اسے وہ ملی تھی اسے خود کے پاس رکھنے کا دل کرتا تھا اسے خود کے قریب رکھنے کا دل کرتا تھا وہ اس کے لمس کو, اس کی سانسوں کی تپش کو اس کے ہاتھوں کی گرمائش کو اب تک مس کر رہا تھا اسے سوچ رہا تھا اس کی زندگی تھی کیوں نہیں سوچتا کیوں نہیں اس کے قریب رہتا لیکن اسے صبر کرنا تھا کیونکہ ابھی حورین کے قریب رہ کر اسکے بارے میں جاننا تھا اسے سمجھنا تھا اس کے حالات کو جاننا تھا اور پھر اسے اپنی موجودگی کا احساس دلانا تھا اپنی محبت کا احساس دلانا تھا اسے بتانا تھا اس کی محبت اس کیلئے کتنا تڑپی ہے اس کی محبت اس کیلئے کتنی بے قرار رہی ہے وہ اسے ہر لمحے, ہر پل کا احساس دلانا چاہتا تھا اسے بلکل اپنے قریب کرنا تھا اسے اپنے اندر محسوس کرنا تھا اپنی محبت کو ہر بری نظر سے بچا کر, اس بے درد دنیا سے بچا کر رکھنا تھا۔

ثانیہ اس کیلئے ناشتہ تیار کر کہ ٹیبل پر لگا چکی تھی وہ خاموشی سے آکر کرسی پر بیٹھ گیا اور ناشتہ کرنے لگا۔

ثانیہ نے اب بھی اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا وہ اسے پر سکون کرنا چاہتی تھی تاکہ مناسب وقت پر اس سے اسکی پریشانی کی وجہ پوچھے اور وہ بتانے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے وہ ہمیشہ سے ایسی ہی تھی رشتوں کو سپیس دینے والی, رشتوں کو وقت دینے والی, رشتوں کو اسی انداز سے جوڑنے والوں میں سے تھی۔

ناشتہ کر کہ وہ اٹھ کھڑا ہوا ثانیہ کو اللہ حافظ کہتا امی کے کمرے کی طرف بڑھا کیونکہ وہ جب تک ان سے نہیں مل لیتا انہیں سکون نہیں آتا اور نہ ہی اسکو خود کو سکون ملنا تھا۔

السلام علیکم ! صبح بخیر میری پیاری امی جان ! تہامی نے لبوں پر مسکان سجاتے ہوئے بڑے پیارے انداز میں دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

تمہیں اٹھنے کا وقت مل گیا اور یہ صبح کا وقت ہے؟ طبیعت تو ٹھیک تھی؟

زینب نے ڈاٹتے ہوئے تشویش سے اسکی طبیعت بھی پوچھ لی۔

اس وقت وہ ایک کتاب پڑھنے میں مگن تھیں اور اسے دیکھتے ہی سیدھی ہو بیٹھیں اس کی بات بھی سن لی اور اس کی بات کا جواب بھی دے دیا۔

میری پیاری امی جان بس تھوڑی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے آرام کر رہا تھا اس لیے اٹھا نہیں ہوں۔

آپ کو میری وجہ سے تکلیف ہوئی ہے اس کیلئے سوری بولتا ہوں یہ دیکھیں کان بھی پکڑ رہا ہوں تہامی نے باقاعدہ کان پکڑ کر کہا۔

مجھے مکھن نہیں لگاؤ تمہاری ہی ماں ہوں تمہیں نہیں پہچانوں گی تو کس کو پہچانوں گی تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں چلو بتاؤ ایسا کیا ہوا ہے جو تم کل سے اپنا آپ چھپاتے پھر رہے ہو۔

امی جان ایسا کچھ بھی نہیں ہے تھوڑا بہت تھا بھی تو اب وہ بھی بلکل ٹھیک ہے آپ بلکل پریشان نہیں ہوں ریلکس رہیں وقت آنے پر آپ کو سب کچھ بتا دوں گا ابھی مجھے آفس پہنچنا ہے اور میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے تو مجھے جانا چاہیے آپ ہی کہتی ہیں ہر کام وقت پر کرنا چاہیے۔

اس نے وقت پر زور دیتے ہوئے بڑے ہی شرارتی انداز میں کہا۔

تہامی تم بلکل نہیں سدھر سکتے اتنی سی بات کی اتنی بڑی وضاحت کون دیتا ہے۔زینب نے اس کا کان پکڑتے ہوئے کہا۔

امی جان اب بڑا ہو گیا ہوں اب تو چھوڑ دیں میری کان پکڑوانے والی عمر گزر گئی ہے- تہامی نے شرارت سے کان چھڑواتے ہوئے کہا-

ہاں اب تو تمہارا خیال رکھنے والی آجانی چاہیے تمہارا قصیدہ شروع ہو جائے گا وہ بھی اسی کی ماں تھی اسی کے انداز میں بولی تھی-

جی امی حضور اب آپ کے بیٹے کی عمر ہو گئ ہے اسکا خیال رکھنے والی لے آئیں تہامی نے آنکھ دباتے ہوئے کہا-

یہ تم کہہ رہے ہو؟ زینب نے حیرت سے پوچھا-

کیونکہ شادی کے نام پر ہی وہ بھڑک اٹھتا تھا-اسے گوارا ہی نہیں تھا حورین کے علاوہ اسکے نام کے ساتھ کسی کا نام جوڑا جائے وہ ساری دنیا سے لڑنے کیلئے تیار تھا صرف اور صرف

حور کے لیے وہ ساری دنیا کو چھوڑ کر حور کو حاصل کرنے کیلئے بے چین رہتا تھا اور آج وہ یہ بات کر رہا تھا تو ضرور کوئی نہ کوئی بات تھی۔

وہ خاموشی سے اٹھا اور زینب کے گال پر کس کی میری پیاری امی جان جسے میری زندگی بن کر میرے گھر میں آنا تھا میری دنیا سجانی تھی میرے دل کو آباد کرنا تھا جسے میں تلاش کرتا رہا ہوں مارا مارا جس کیلئے میں پھرتا رہا ہوں وہ مجھے مل گئی ہے میں بہت زیادہ خوش ہوں بے انتہا خوش ہوں۔

اسنے زینب کو گھوماتے ہوئے کہا۔اور خوشی سے باہر کی طرف قدم بڑھائے اسے آفس جانا تھا اور زینب اس سے اگلی بات نہیں پوچھ سکی تھی کیسے کب ملی کہاں ملی لیکن وہ انہیں تجسس میں چھوڑ کر جا چکا تھا اور ثانیہ بھی سب سن چکی تھی وہ بھی انہیں دیکھ کر مسکرا رہی تھی زندگی کے یہ لمحے اس کیلئے کتنے خوش گوار تھے کتنے سکون بخش تھے کہ وہ اسے مل گئی تھی اسکی زندگی کی تمنا پوری ہو گئی تھی اسکی محبت اسے مل گئی تھی بس اسے اپنی محبت کو اس جگہ سے نکالنا تھا اسے اپنے اور اس کے درمیان کا رشتہ بتانا تھا اسے پھر سے اپنے

قریب کرنا تھا تاکہ وہ تہامی کو جان سکے تاکہ وہ تہامی کے دل میں اپنی بنی ہوئی جگہ پہچان سکے اب تہامی کو اس کے نزدیک رہنا تھا تاکہ وہ جلدی ہی اسے پہچان لے جلدی ہی اس کے قریب آجائے اسے وہ احساس ہو جو وہ اس کیلئے رکھتا تھا اب اسے واپس لوٹنا تھا اور بہت جلد لوٹنا تھا کیونکہ تہامی پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں تھا۔

ثانیہ تہامی کی چچازاد بہن تھی بچپن دونوں نے مل کر ساتھ ہی گزارا تھا۔دونوں کی بے انہتا بنتی تھی اتنی زیادہ کہ ایک دوسرے کو نہ صرف سمجھتے تھے بلکہ ایک دوسرے سے ہر مسلہ ڈسکس کرتے تھے آج اتنا عرصہ ہو گیا بچپن سے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ لیا تھا لیکن دونوں ایک دوسرے کیلئے دوست اور بہن بھائی کے رشتے میں ہی منسلک رہے ان کے اس تعلق میں رتی برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔

ثانیہ بہت چھوٹی تھی جب اس کے بابا کی اور امی کی وفات ہوئی تھی اور اس وقت زینب نے ہی اسے سنبھالا تھا تہامی کی صورت میں اسے دوست اور بھائی مل گیا تھا اور زینب کی صورت میں ماں مل گئی تھی۔وہ اپنے دکھ انہیں کی وجہ سے کہیں چھپا کر رکھ آئی تھی۔ لیکن جب کبھی اسے پچھلے صفحوں کو پلٹنا پڑتا تو اپنوں کی یاد, اپنوں کا بچھڑنا اسے تکلیف سے دوچار کر دیتا تھا۔

اس کمزور لمحے میں ہمیشہ کی طرح اسے تہامی ہی سنبھال لیا کرتا تھا سمجھا کر, اس کا خیال رکھ کر اسے زندگی کے نئے رنگ دیکھا کر اسے زندگی کے خوشگوار لمحوں میں لے جا کر اپنی دوستی کا اپنے بھائی ہونے کا حق ادا کر دیتا تھا۔

یہی وجہ تھی وہ ہمیشہ تہامی کے قریب رہی تھی اور تہامی کے ہر دکھ درد کو ٹھیک اسی طرح سمجھتی تھی جس طرح سے وہ اسے سمجھتا تھا ٹھیک اسی طرح سے اس کا خیال رکھتی تھی جس طرح سے وہ اسکا رکھتا تھا یہی ثانیہ کی محبت ہی تھی جو اسے اس کے راستے پر چلنے پر ہمیشہ ثابت قدم رکھتی تھی اسے پر خلوص دوست اور بہن ملی تھی اسے اور کیا چاہیے تھا؟

سوائے اپنی محبت کے جس تک وہ پہنچ گیا تھا اور بہت جلد اللہ کی رضامندی سے وہ اسے مل جاتی جس کیلئے وہ کوشش جاری رکھے ہوئے تھے اس نے جو قسم کھائی تھی جو وعدہ کیا تھا وہ اسے نبھانا تھا اور اس میں ساتھ دینے والی کوئی اور نہیں بلکہ اسکی اپنی بہن ثانیہ تھی۔

حورین صبح کے 5:00 بجے اٹھ گئی اسے رات والے پل یاد آئے اس کے ساتھ کیا ہوا تھا کیسے وہ بے سکون ہوئی تھی اور کس طرح سے وہ سکون کے عالم میں واپس آئی تھی اب صبح اٹھ کر بھی وہ خود کو فریش محسوس کر رہی تھی۔

اس نے اٹھتے ہی اپنے بالوں کو کیچر میں قید کیا جو وہ رات کو سوتے وقت آزاد چھوڑ دیا کرتی تھی۔

ساتھ پڑے دوپٹے کو اٹھا کر سر پر لیا-اسی وقت اذانیں بھی ہونے لگی تھیں جسے وہ بغور سن رہی تھی زندگی کے اس سفر میں اسے اذان بہت خوبصورت لگتی تھی جسے وہ خاموشی سے دھیان سے سنتی تھی اور اسی طرح دل میں ہی اس کے جواب بھی دیتی تھی-

جیسے ہی اذان ختم ہوئی وہ وضو بنانے چلی گئی وضو بنانے کے بعد دوپٹہ اچھی طرح سر پر لیا جس سے سارے بال چھپ گئے تھے اور آ کر جائے نماز بچھا کر نماز کیلئے تیار تھی نماز پڑھنے سے پہلے ہی وہ آہستہ آہستہ اپنے ساتھ ہوئے تمام واقعہ کو بھلا کر نماز کی نیت کرنے لگی تاکہ یہ تمام باتیں اسکی نماز میں خلل پیدا نہیں کریں-

نماز ختم کرنے کے بعد اس نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تھے-

یااللہ میرے حال پر رحم فرما مجھے اس مشکل سے نکال لے جیسے تو نے اپنے پیارے بندوں کو اس مشکل سے نکال لیا تھا-

"یااللہ بلکل اسی طرح مجھے پریشانیوں سے نکال کر, اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لے آ, مجھے مشکلات سے ڈر نہیں لگتا میں نہیں گھبراتی ہوں کیونکہ وہ تیری طرف

سے آزمائش ہے اور آزمائشیں جلدی ختم ہو جایا کرتی ہیں- میری آزمائش کو ختم کر دے میرا تعلق اپنے آپ سے مضبوط کر لے آمین"-

اس نے بڑے ہی خوبصورت انداز میں رو کر گڑگڑا کر دعا مانگی اور اٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرنا شروع کی اس سے فارغ ہو کر وہ کالج جانے کا فیصلہ کر چکی تھی وہ گھر میں چھپ کر نہیں بیٹھ سکتی تھی- اس نے اپنا یونیفارم استری کیا- اور تھوڑی دیر کیلئے لیٹ گئ تاکہ کچھ دیر آرام کر لے اور پھر کالج کے لیے اسے تیار بھی ہونا تھا- وہ کالج جانے کا عزم کر چکی تھی-

وہ آفس آیا تھا میٹنگ اٹینڈ کرتے ہوئے بھی اس کے حواسوں پر حورین چھائی ہوئی تھی اس کا دل بار بار کسی چھوٹے بچے کی طرح اسے دیکھنے کیلئے, اس سے بات کرنے کیلئے اس کے پاس جانے کے لیے مچل رہا تھا وہ اپنی بے تابیوں کو کنٹرول کیے بڑی مشکل سے میٹنگ اٹینڈ کر پایا تھا اور میٹنگ ختم ہوتے ہی وہ سب کے نکلنے سے پہلے آفس سے نکلا تھا اور ہر بار ایسا نہیں ہوا کرتا تھا وہ پہلے نہیں نکلتا تھا وہ سب کے جانے کا انتظار کرتا تھا اور آخر میں

میٹنگ روم سے نکلتا تھا اس طرح سب ہی تہامی کو دیکھ کر حیران ہوئے تھے کہ آج اسے کیا ہوا ہے یہ اتنا جلدی کس طرح سے آفس سے گیا ہے اسے جاتا سب بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔

یہ پہلی بار ہوا تھا جو اس نے اپنے ہی بنائے ہوئے رولز کو اپنی ذات سے جڑے ہوئے رولز کو توڑ جانے میں پہل کی تھی سب کا حیران ہونا تو بنتا ہی تھا وہ ان سب کی پرواہ کیے بغیر دل ہی دل میں مسکراتے ہوئے لمبے لمبے قدم اٹھاتا نہ صرف میٹنگ روم سے باہر گیا تھا بلکہ وہ کمپنی کے دروازے کو عبور کر چکا تھا۔

اور اب گاڑی میں بیٹھ کر یہاں سے جا چکا تھا سب کیلئے یہ نہ صرف حیران کن تھا بلکہ سب کی زندگیوں میں پہلی بار ایسا ہوا کہ ان کا باس انہیں حیران کرنے پر مجبور کر رہا تھا کہ وہ کمپنی کے اندر سے ہی جا چکا تھا۔

اذلان اس کے واپس آنے کے بعد بلکل پاگل سا بپھرا ہوا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے اس نے جو پلان بنایا تھا وہ سارا ہی فلاپ ہو چکا تھا وہ حیران تھا اس نے جو چاہا تھا وہ پا کیوں نہیں سکا کہاں اسکے پلان میں کمی رہ گئی تھی جو وہ بری طرح سے فلاپ ہو چکا تھا۔ سب سے بڑی بات اسے یہ پریشان کر رہی تھی وہ اب تک اس کے سامنے نہیں آئی تھی وہ اس کا سامنا کیوں نہیں کر رہی تھی وہ اس بات کو لے کر پریشان تھا دوسری طرف بے جی نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی اسے کسی گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا اسے لگ رہا تھا کہیں بے جی کو اصل حقیقت کا علم تو نہیں ہو گیا کیونکہ بے جی کی خاموشی کسی بڑی بات کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی تھی۔

اس سے پہلے بے جی کچھ بولیں اس سے سوال کریں اس سے اپنے سوالوں کے جواب طلب کریں اس سب سے پہلے اسے کچھ اور سوچنا تھا اسے ہر طرح سے اسے رسوا کرنا تھا تاکہ وہ اپنی کی ہوئی نفرت اس سے نبھا سکے جانے وہ کس بات کا اس سے بدلہ لے رہا تھا لیکن جو بھی تھا وہ خوب نبھا رہا تھا۔

حورین یونیفارم پہن کر بال بنانے لگی تھی جیسے ہی وہ آئینے کے سامنے آئی تھی وہ خود کو دیکھ کر حیران رہ گئی تھی کچھ ہی دنوں میں اسکی آنکھوں کے نیچے ہلکے آ گئے تھے وہ بہت کمزور لگ رہی تھی وہ ایسی تو نہیں تھی ایک دم ہی اسے جھٹکا لگا تھا ایک دم ہی اسے اندر تک تکلیف محسوس ہوئی تھی اس نے زندگی ایسی تو نہیں چاہی تھی جیسی وہ ان دنوں میں بن گئی تھی۔اس نے تو کبھی کسی کا برا بھی نہیں سوچا تھا اس نے تو کبھی کسی کے ساتھ برا کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی پھر اسکے ساتھ ایسا کیوں ہوا تھا وہ حیران تھی لیکن راضی بھی تھی کہ بے جی نے ہی اسے بتایا تھا اللہ اپنے پیارے بندوں سے ہی امتحان لیتا ہے اس کے چہرے پر واضح خوشی چمکی تھی کہ اور کوئی اس سے پیار کرے یا نہیں کرے لیکن اللہ اس سے پیار کرتا ہے اللہ اس کیلئے آزمائش ضرور لے کر آیا ہے جو کہ بہت جلد ختم ہو جاتی اور اگر اس آزمائش میں دیر بھی ہو جاتی تب بھی اللہ نے اسے ایسا بنا دینا تھا جو کبھی کوئی نہیں بنا سکتا تھا وہ اندر سے سرشار ہوئی تھی اسکا یقین بے جی کی بات یاد کر کہ مزید پختہ ہوا تھا۔وہ تیار ہو کر دوپٹہ گلے میں ڈال چکی تھی اور اپنی بلیک کلر کی بہت ہی نفیس سی چادر جس کے چاروں اطراف میں لیس لگی ہوئی تھی جو چادر کو تھوڑا گریس فل بنا دیتی

تھی اس نے اوڑھ لی تھی اس نے اپنے بیگ کی تمام چیزیں چیک کر لیں کہ کہیں اس دن کی طرح اسے پریشانی نہیں اٹھانی پڑے لیکن اسنے جیسے ہی بیگ چیک کیا اسے وہ لمحہ بہت یاد آیا تھا جب اذلان نے اسے بدکردار ثابت کرنے کیلئے اتنا بڑا ڈرامہ کیا تھا وہ باہر قدم بڑھاتے ہوئے ڈر رہی تھی لیکن اس کے ذہن میں قرآن پاک کی آیت آئی تھی جو اسے دل کی گہرائیوں سے چھو گئی تھی۔

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

ترجمہ

"اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس مت ہو جاؤ"

)زمر: آیت نمبر 53(

اس آیت کے مطلب میں اگر جائیں تو بہت واضح پتہ چلتا ہے-اللہ تعالیٰ کی ذات وہ واحد ذات ہے جس پر ہمیں کامل یقین رکھنا ہے اس پر پختہ اعتبار کرنا ہے اس نے جو بھی حالات پیدا کیے ہیں ان کو اسکا امتحان سمجھ کر آزمائش سمجھ کر چلنا ہے اور چلتے جانا ہے جب تک وہ چاہے یہی بھروسہ ہی ہے جو ہر مشکل سے نکال دے گا کیونکہ اللہ ہی ہے جو مشکلوں کو آسان کر دیتا ہے وہی اس سب پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ آزمائش اپنے نیک بندوں سے ہی لیتا ہے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی آزمائشوں میں پورا اترتے تھے ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ قائم رکھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ وہ اللہ اور دنیا کے سامنے سرخرو ہوئے-

یہ آیت جیسے ہی پوری طرح سے اس کے ذہن میں گردش کرتی ہوئی اسے بہت کچھ سمجھا گئی تھی ویسے ہی اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے دل کو اطمینان اور سکون میسر آگیا تھا یہی وجہ تھی کہ اسے

قرآن پاک کی ایک اور آیت یاد آگئی تھی-

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"

"جان لو! اللہ کے ذکر سے دل کا اطمینان و سکون حاصل ہوتا ہے"۔

)الرعد: آیت نمبر 28(

توحید ایک ایسا عقیدہ ہے جو انسانوں کے دلوں کو اطمینان کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اللہ تعالیٰ پر ہی یقین رکھنا کہ وہ جو کہتا ہے وہ پورا کرتا ہے اور اندرونی ہی نہیں بلکہ روحانی طور پر بھی سکون میسر کر دیتا ہے اور یہی سکون یہی اطمینان ہی ہے جو اللہ کا بہت بڑا احسان ہے بہت بڑا انعام ہے ان لوگوں کیلئے جو اس کی آیتوں سے سیکھتے ہیں جو اسکی آیتوں پر ایمان لے آتے ہیں۔اور وہ تو ایمان رکھتی تھی کہ اللہ ہے اسکا یقین تھا کہ وہی ہے جو اس کو ہر مشکل سے نکال لے گا ہر مشکل کو آسان کر دے گا یہ یقین ہی ہر مسلمان کی منزل کو آسان کر دیتا ہے کانٹے چن دیتا ہے پھولوں کی سیج ان کے لئے سجا دیتا ہے۔

وہ ایک اعتماد سے باہر نکلی تھی اور ایک ہفتے کے بعد وہ ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کرنے آئی تھی اسے یہ بھی لگ رہا تھا کہ شائد اذلان سے اسکا سامنا ہو سکتا ہے وہ اس کیلئے بھی خود کو تیار کر کہ آئی تھی لیکن اسے وہ یہاں نظر نہیں آیا تھا اور آج بے جی بھی وہاں موجود نہیں تھیں۔

اس نے خاموشی سے ناشتہ کرنا شروع کر دیا جو اس کیلئے نوراں بنا کر لائی تھی۔

جیسے ہی اسکا ناشتہ ختم ہوا اس نے قدم بے جی کے کمرے کی طرف بڑھائے تھے وہ آرام سے لیٹی تھیں اسنے انہیں آواز دی لیکن کوئی جواب نہیں آیا اتنی دیر میں نوراں بھی اندر آ گئی تھی۔

حورین بی بی بے جی سو رہی ہیں وہ صبح نوافل پڑھتی رہی ہیں عبادت میں مشغول رہی ہیں بہت وقت لگ گیا اس لیے ابھی مجھے بتا کر لیٹی ہیں آپ فکر نہیں کریں پڑھنے جائیں میں انہیں بتا دوں گی آپ کالج چلی گئی ہیں۔

وہ جو گھبرائی ہوئی تھی اس کا دل جو ایک دم سے بند ہونے کو تیار تھا کہ بے جی کیوں نہیں اٹھی ہیں نوراں کی وجہ سے اسے تسلی ہوئی تھی کہ پریشانی کی بات نہیں ہے اسکا بند ہوتا دل بھی اپنی اصل حالت میں واپس آیا تھا اس نے جھک کر بے جی کے ماتھے پر پیار کیا اور خاموشی سے کمرے سے باہر آ گئی اور ڈرائیور کو کہہ کر کالج کیلئے نکل گئی۔

تہامی گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے بہت خوش تھا وہ اللہ کی دی ہوئی اس خوشی کو محسوس کرتے ہوئے موبائل شاپ پر پہنچا اس نے حورین کا موبائل لیا جو اب بن چکا تھا وہ لے کر شاپ سے باہر آیا اس نے حورین کے دیے گئے نمبر پر کال کرنے کیلئے اپنا موبائل نکالا تاکہ وہ اس سے بات کر لے اسے اس کا موبائل واپس کرے اور اسی بہانے وہ اسے دیکھ سکے اس کے دل کو سکون اس کو دیکھ کر آجانا تھا یہ اللہ کی طرف سے اس کیلئے خاص عنایت تھی۔

وہ کال کرنے ہی والا تھا کہ اسے یاد آیا کافی وقت گزر گیا ہے وہ موبائل اسے کل واپس کر دے گا ابھی کال کرنا مناسب نہیں ہے وہ سوچتے ہوئے واپس گھر گیا جہاں ثانیہ اسکا انتظار کر رہی تھی کیونکہ جب سے اسے حورین کا پتہ چلا تھا وہ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی وہ جاننا چاہتی تھی۔

حورین کیسی ہے؟

کیا کرتی ہے؟

تہامی کو کیسے ملی؟

کہاں رہتی ہے؟

وہ انہیں پہچانتی بھی ہے یا نہیں؟

اس کے ذہن میں بہت سے سوال گردش کر رہے تھے جن کے جواب اسے تہامی ہی دے سکتا تھا۔

جیسے ہی وہ گھر آیا تھا ثانیہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا تہامی بھائی اتنی دیر کر دی میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔

میری پیاری سی گڑیا کیوں میرا انتظار کر رہی ہے تہامی نے اس کے بالوں کو بگاڑا۔

مجھے حورین کے بارے میں جاننا ہے مجھے بتائیں اس کے بارے میں ویسے ہی جیسے وہ آپکو ملی۔

آپ نے کیا بات کی؟

وہ کیسی ہے؟

کس کی طرح بڑی ہو کر دیکھتی ہے؟

ثانیہ نے اتنے سارے سوالات ایک ساتھ کر لیے تھے۔

صبر کرو لڑکی سانس تو لو اتنے سارے سوال ایک ساتھ ہی پوچھ لیے ہیں کیسے جواب دے دوں اس نے شرارت سے اس کے گال کھینچتے ہوئے کہا۔

تہامی بھائی اس کے آنے سے آپ بہت بدل رہے ہیں اپنی ہی بہن کو بھول رہے ہیں ثانیہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

ہاہاہاہاہاہا---------- یہ سن کر تہامی کا قہقہ زوردار تھا وہ ہنستا ہی چلا جا رہا تھا۔

آپ مجھ پر ہنس رہے ہیں اور یہ بلکل بھی اچھی بات نہیں ہے آپ ایک بار حورین کو آنے دیں اور پھر دیکھنا اسے اپنے ساتھ ملا کر آپ سے گن گن کر بدلے لوں گی ثانیہ نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

اچھا جی ابھی تو وہ آئی ہی نہیں ہے ابھی سے یہاں پر منصوبہ بندی شروع ہو گئی ہے تہامی نے اسے مزید زچ کرتے ہوئے کہا۔

اب آپ مجھے بتا رہے ہیں یا میں بلاؤں امی کو وہی آ کر آپ کو سیدھا کر سکتی ہیں میری بات تو آپ سنتے ہی نہیں ہیں ثانیہ نے ناراضگی والی شکل بنا کر دھمکی دی۔

میری گڑیا ناراض ہو گئی ہے تہامی نے اسے مناتے ہوئے پیار سے کہا۔

آپ امی سے ڈر رہے ہیں بات مان لیں ورنہ آپ کو کوئی فکر نہیں میری ناراضگی کی اس نے تہامی کو بلیک میل کیا تھا۔

اور وہ تو خود ہی اس کی بات سن کر صدمے میں آ گیا تھا۔

اچھا آؤ سب بتاتا ہوں اس نے ہنستے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ چلتے ہوئے سب بتانے لگا وہ کہاں اور کیسے اسے ملی تھی ہاسپٹل والی بات وہ گول کر گیا تھا کیونکہ وہ انہیں حورین کی طبیعت بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا آخر وہ ان کیلئے بھی اتنی ہی اہمیت رکھتی تھی ثانیہ اور زینب بھی اس سے اتنی ہی محبت کرتی تھی جتنی تہامی کرتا تھا ہاں بس تہامی کی محبت کچھ زیادہ ہی شدت اختیار کر گئی تھی۔

آج وہ ایک ہفتے کے بعد کالج آئی تھی زندگی اس ایک ہفتے میں اس کی بہت حد تک بدل گئی تھی وہ پہلے والی شوخ و چنچل سی لڑکی نہیں تھی جو اتنی باتیں کیا کرتی تھی ہر پریشانی کو خوشی خوشی قبول کرتی تھی لیکن آج وہ بلکل بدل گئی تھی اسی طرح وہ بدلی تھی جس طرح سے حالات ایک دم اچانک سے اس پر آن ٹپکے تھے وہ مطمئن تھی لیکن خود کو اندر سے مضبوط رکھنے کی کوشش کر رہی تھی اسے جینا تھا بلکل ایسے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہوا سے سب بھلا کر ہمیشہ کی طرح آگے بڑھنا تھا اسے ہمیشہ کی طرح خود کو سمیٹنا تھا اور اپنا حال دل اللہ کے سوا کسی کو نہیں بتانا تھا کوئی ایسا تھا بھی نہیں جسے وہ اپنے اندر اٹھتی ٹیسیں دیکھا سکتی اپنا اندر جلتا ہوا دیکھا سکتی زندگی کے اس سفر میں اسے شاید اکیلے ہی چلنا تھا۔

وہ کلاس روم میں پہنچی تھی ابھی کوئی بھی سٹوڈنٹ نہیں آیا تھا کلاس بلکل خالی تھی وہ پریشان ہوئی تھی ابھی تک کوئی کیوں نہیں آیا وہ تھوڑی ہی دیر میں کچھ سوچتے ہوئے روم سے باہر نکل آئی اب اسکا رخ سٹاف روم کی طرف تھا تاکہ وہ کسی ٹیچر سے معلومات لے سکے باقی سب سٹوڈنٹ آئے ہیں لیکن اسکی کلاس خالی کیوں ہے۔

ابھی وہ سٹاف روم نہیں پہنچی تھی کہ اسے کسی آواز نے روکا تھا۔

حورین نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ جینی تھی جو ہاتھ ہلا کر اسے دور سے آتی رکنے کا کہہ رہی تھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی اسکی طرف آئی۔

جینی اس کی کلاس فیلو تھی اسکی پوری کلاس میں صرف جینی سے ہی زیادہ دوستی تھی وہ سب سے ہی اچھے سے بات کرتی تھی لیکن جینی سے وہ بہت کلوز ہوتی جا رہی تھی یا پھر شائد جینی ہی اس سے چپکی رہتی تھی وہ اپنے بارے میں اسے بتاتی رہتی تھی جبکہ حورین خاموشی سے اسے سنتی تھی۔

وہ ہر لحاظ بہت اچھی دوست ثابت ہو رہی تھی لیکن

ایک بات حورین کو پریشان کرتی تھی جب بھی اس کے سامنے اللہ اور اسکی ذات پر کامل یقین کی بات کی جاتی تھی وہ خاموشی سے بڑے ہی بہترین انداز میں اس بات کو نظر انداز کر دیتی تھی اور حورین کو اس بات کی خبر ہی نہیں ہو پاتی تھی لیکن اب اسے بھی تھوڑا بہت محسوس ہوا تھا وہ تھوڑی سی عجیب ہے۔

حورین وہیں رک گئی تھی تھوڑی ہی دیر میں وہ بھی اس کے قریب آ کر اسکے گلے لگی تھی اور حورین نے بھی اسے پیار سے گلے لگایا تھا آخر کو وہ اسکی دوست تو تھی۔

اتنے دن سے کیوں نہیں آرہی تھی؟

ایک ہفتے سے میں تمہارا روزانہ انتظار کرتی تھی خیریت تھی؟

تمہارا نمبر بھی آف جارہا تھا کیوں؟

جینی اس سے گلے ملتے ہوئے اتنے سارے سوال ایک ساتھ پوچھ رہی تھی۔

جبکہ حورین اسکی اس قدر محبت دیکھ کر حیران ہوئی تھی اسے لگا تھا دنیا میں کوئی ہے جو اس سے اپنائیت رکھتا ہے وہ اس سے اپنا آپ بیان کر سکتی ہے لیکن اگلے ہی پل وہ سچ بتاتے رکی تھی جو وہ بتانے والی تھی۔

سب خیریت ہے جینی تم میرے لیے اتنی پریشان مت ہو میرا موبائل خراب ہو گیا تھا اور کچھ دن مجھے بخار رہا ہے جسکی وجہ سے میں تم سے رابطہ نہیں رکھ پائی تمہیں بتا نہیں پائی ہوں حورین نے شرمندہ ہوتے ہوئے بتایا۔

کوئی بات نہیں نیکسٹ ٹائم خیال رکھنا مجھے تم بہت عزیز ہو مجھے تمہاری فکر رہتی ہے جینی نے محبت سے کہا۔

حورین نے مسکرا کر سر ہاں میں ہلایا۔

سلیپ لینے آئی تھی جینی نے جلدی سے پوچھا۔

کس چیز کی سلیپ؟اور ہماری کلاس ابھی کیوں نہیں ہو رہی کوئی بھی سٹوڈنٹ نہیں ہے حورین نے حیرانی کے ساتھ پوچھا تھا۔

تمہیں نہیں پتہ ہے ہمارے ایک ہفتے کے بعد بورڈ کے پیپرز ہیں اس لیے تو میم نے ہمیں فری کر دیا ہے میں بھی آج سلیپ لینے آئی ہوں۔

حورین نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور سوچنے لگی کہ وہ کب سے اتنی بھلکڑ ہو گئی ہے اسے تو پہلے ہی پتہ تھا اسکے پندرہ دن بعد پیپرز ہیں-اسکا پورا ایک ہفتہ ضائع ہو چکا تھا جس میں اس نے کچھ نوٹس بنانے تھے جن ٹاپکس میں اسے پرابلم ہو رہی تھی وہ اپنی ٹیچر سے ڈسکس کرنا تھا وہ پریشانی سے جینی کو دیکھنے لگی تھی-

تم پریشان مت ہو میرے پاس تمام نوٹس ہیں ابھی ہم باہر سے جا کر کاپی کروا آتے ہیں اور جس چیز کی بھی ہلیپ چاہیے ہو مجھ سے رابطے میں رہنا میں مدد کروں گی جینی نے مسکرا کر کہا-

جس پر حورین اسے تشکر بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی-

اب ایسے ہی دیکھتی رہو گی یا پھر چلو گی-

ابھی وہ اسے دیکھ ہی رہی تھی کہ جینی جلدی سے بول پڑی تھی-

لیکن کہاں جانا ہے؟حورین نے غائب دماغی سے جواب دیا۔

حورین کس دنیا میں ہو پہلے سلیپ لیتے ہیں اور پھر نوٹس فوٹو کاپی کرواتے ہیں جینی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور وہ دونوں ہی سلیپ لینے کیلئے چلی گئی تھی۔

وہ ابھی لے کر واپس ہی آئی تھی کہ جینی اور وہ فوٹو سٹیٹ شاپ پر آئی تھیں جہاں سے جینی نے اسے نوٹس فوٹو کاپی کروا کر دیے تھے اور اب وہ گھر چلی گئی تھی کیونکہ اسے لینے آ گئے تھے اسکی مدد کر کہ آج پہلے سے زیادہ جینی کیلئے حورین کے دل میں جگہ بنی تھی وہ اپنی انہیں باتوں اور عادتوں کی وجہ سے بہت جلدی حورین کو اپنا گرویدہ بنا رہی تھی۔

جب کوئی انسان محبت حاصل کرنے کیلئے بھٹک رہا ہو اسے کوئی سہارا چاہیے ہو تو وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے خوش ہو کر خود کو اہمیت ملنے پر اندر تک سرشار ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اندر

سے رشتوں کے معاملے میں کنگال ہوتا ہے اور ایسا کچھ حورین کے ساتھ تھا وہ رشتوں کے معاملے میں کنگال تھی اسے کوئی بھی رشتہ سچائی پر مبنی نہیں ملا تھا سب ہی مطلبی ملے تھے سب ہی اس کی زندگی سے کھیلنے والے ملے تھے تو اسے جینی کی محبت جیسے ہی ملی تھی وہ اندر تک سرشار ہو گئی تھی وہ اسکے خلوص کو سچے دل سے ایکسیپٹ کر رہی تھی مان رہی تھی اسے اپنے قریب آنے دے رہی تھی کیونکہ وہ رشتوں کی بھوکی تھی اور جینی اس کیلئے ایک رشتہ بن کر اسکی زندگی میں داخل ہوئی تھی۔

وہ گھر کال کرنے کیلئے سٹاف روم گئی تھی تاکہ وہ گھر جانے کیلئے میم سے کہہ کر کال پر بے جی سے بات کر سکے۔

وہ مسلسل کال کر رہی تھی لیکن بے جی نہیں اٹھا رہی تھی اس نے پی ٹی سی ایل کے نمبر پر کال کی جو نوراں نے اٹھائی تھی۔

نوراں بے جی کال کیوں نہیں اٹھا رہی ہیں؟ جیسے ہی نوراں نے ہیلو کہا جھٹ سے حورین نے یہ سوال پوچھا۔

بی بی جی وہ سو رہی ہیں ان کے سر میں درد ہے اور ان کا فون بند ہے رات کو گرا تھا ان کے ہاتھ سے اور ٹوٹ گیا تھا۔

نوراں نے تفصیل سے بتایا۔

اچھا رحیم بابا گھر ہیں تو انہیں کہیں مجھے کالج سے لے جائیں میں اس وقت فری ہوں حورین نے اصل بات کہی جس کیلئے اس نے فون کیا تھا۔

وہ نہیں ہیں زمینوں کی طرف گئے ہیں نوراں نے اسے بتایا۔

ٹھیک ہے بے جی پوچھیں تو انہیں بتا دینا میں ٹیکسی سے آ رہی ہوں اس نے مدعے کی بات کی تھی۔

نوراں نے ہاں میں سر ہلایا اور منہ سے بولا ٹھیک ہے بی بی جی میں بتا دوں گی۔

اور حورین نے فون بند کرتے ہوئے میم کو واپس کیا اور سٹاف روم سے ہوتے ہوئے کالج سے باہر نکل آئی۔

میر تہامی حورین کی ساری انفارمیشن لے چکا تھا اس کیلئے یہ کام زیادہ مشکل ثابت نہیں ہوا تھا پچھلے ایک ہفتے سے وہ اس کے کالج کے باہر اس کا انتظار کرتا تھا کہ شائد وہ آج آجائے آج اس نے حورین کو کالج کے اندر جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور باہر کھڑے ہوئے موقع کی تلاش میں تھا کہ کسی طرح حورین سے اس کی بات ہو جائے آج جب اتنے دنوں کے انتظار کے بعد اسے نظر آئی تھی اس کو اندر تک سکون بخش گئی تھی۔

وہ ابھی اسی انتظار میں تھا کہ وہ چھٹی کے وقت ہی آئے گی بہتر ہے وہ چلا جائے لیکن اسے وہ دن یاد آیا جب حورین اسی سڑک سے پیدل چل کر اسی ریسٹورنٹ تک گئی ہو گی وہ بے اختیار گاڑی سے باہر نکلا تھا اور پیدل چلنے لگا تھا اسے پیدل چلنا اچھا لگ رہا تھا وہ بہت ہی

آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہا تھا جیسے کسی کے حصار میں ہو اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا وہ اس سے کب محبت کر بیٹھا تھا وہ اسکے دل میں بستی تھی اسکے دل کی ملکہ حورین اسکی اپنی حور اس کی اپنی زندگی اسکے بچپن کی ساتھی جس کے ساتھ اس نے کتنے ہی لمحے گزارے تھے کتنا ہی وقت گزارا تھا وہ ہمیشہ اس کے ساتھ وقت گزار کر اچھا محسوس کرتا تھا یہی محبت تھی اسے معلوم تو اس کے جانے کے بعد ہوا تھا کچی عمر میں اس کے دل میں وہ پختہ ہو چکی تھی۔

اسے چلتے چلتے یہ نظم یاد آئی تھی جو حورین نے بچپن میں خود لکھی تھی میر تہامی کے سوال پر اس نے اسے سنائی تھی۔

حور ایک سوال پوچھوں؟ تہامی نے اپنے ساتھ گھاس پر چلتے اپنے سے چھوٹی حور کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

پوچھیں آپ کو اجازت لینے کی ضرورت کب سے پڑ گئی حور نے چہرے پر آتے بالوں کو ہٹاتے ہوئے کہا۔

محبت کے بارے میں کیا جانتی ہو؟ تہامی نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا-

زیادہ تو نہیں لیکن ایک نظم لکھی تھی جسکا عنوان محبت جو ہو جاتی ہے-

آپ کو سناتی ہوں اس سے مجھے لگتا ہے میں محبت کو کچھ اتنا ہی جانتی ہوں حور نے اس کی طرف دیکھ کر کہا-

حور یہ انقلاب کب سے ہوا تم نے نظم لکھی ہے؟ تہامی نے حیرت سے پوچھا کیونکہ اسے حور کی یہ خوبی اچھی لگی تھی جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا تھا-

کبھی کبھی جب دل خود سے باتیں کرنے کو کہے تو لکھ لیتی ہوں حور نے اپنے ہاتھوں میں پہنی چوڑیوں کو آگے پیچھے کرتے ہوئے کہا-

میری حور میں یہ خوبی بھی ہے مجھے تو علم ہی نہیں تھا تہامی نے اشتیاق سے اسے دیکھا۔

اور حور اسے دیکھ کر مسکرادی تھی۔

اور وہ اسے نظم سنانے کی فرمائش کر رہا تھا۔

حور کے لب نظم سنا رہے تھے اور تہامی اسکی محبت میں سرشار ہو کر مدہوشی میں سن رہا تھا۔

محبت جو ہو جاتی ہے

ایک ایسا جذبہ ہے,

جو دل میں اتر جاتا ہے

اترتا ہے ایسے,

جیسے زندگی,

اسی ایک لفظ کی منتظر رہتی ہے

قدم دھیرے دھیرے سے بڑھاؤ

چاہے قدموں کو تیز راستہ دیکھاؤ

یہ ہمیشہ ساتھ رہتی ہے---

اگر ایک بار دل کی سرد فضاؤں کو چھو جائے-----

تو نکل نہیں پاتی

اگر مل جائے تو,

خوشیوں کا سما ہوتا ہے

دل بھی منور اس سے ہو جاتا ہے

دل کی تسکین ہوتی ہے

اگر نہ ملے تو----

غموں کے بادل ہر سو چھا جاتے ہیں

دل اجڑ جاتا ہے--

خوشیوں کے بادل جھٹ جاتے ہیں----

ہر لمحہ گزری یادیں ستاتی ہیں----

گزرے لمحے دل کو بہلاتے ہیں

پھر دل سے ایک آہ نکلتی ہے

یہی تو ہے محبت جو ہو جاتی ہے!

)از قلم:-ثوبیہ امجد(

تہامی سن کر حیران ہوا تھا اس نے کس طرح سے لکھ لی تھی اس نے کس طرح سے لفظ چنے تھے اتنی چھوٹی سی عمر میں اس نے محبت کو اسطرح بیان کر دیا تھا وہ حیران ہی تو تھا-

ایک بات کہوں تہامی نے اسکی نظم کو سہراتے ہوئے کہا-

جی کہیں وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی-

کبھی لکھنا مت چھوڑنا اپنے الفاظ اپنی باتیں اپنے جذبات کبھی مجھ سے نہیں چھپانا ہمیشہ انہیں مجھ پر ظاہر کرتی رہنا-ایسا کرو گی نہ وہ اس سے ایک آس سے پوچھ رہا تھا- کیونکہ وہ اسے جاننا چاہتا تھا پہچاننا چاہتا تھا اسے محسوس کرنا چاہتا تھا-

حور نے اسے دیکھ کر بڑے پیار سے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے اسکا مان رکھا تھا-

---

وہ چلتے چلتے ماضی میں کب پہنچا تھا اسے معلوم ہی نہیں ہوا تھا لیکن جیسے ہی وہ ماضی سے حال میں واپس آیا تھا اسکے لبوں پر مسکراہٹ تھی وہ خوشی سے جھوم اٹھا تھا وہاں سڑک پر چلتے ہوئے آتے جاتے لوگوں نے اسے دیکھا تھا وہ دیوانہ وار جھوم رہا تھا تبھی اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے جو اس کے گالوں پر پھسلے تھے جنہیں اس نے اپنی انگلیوں کی پوروں پر چن لیا تھا

اس کے آنسوؤں نے اسے یاد دیلایا تھا کہ وہ متاع حیات اب اسکی دسترس میں نہیں ہے اسکی ہوتے ہوئے بھی وہ اس سے دور تھی۔

اسے اپنوں سے ہی ملے دکھ یاد آئے تھے جن کی وجہ سے وہ آج اپنی حور سے دور تھا بہت دور تھا آج وہ اسے ملی بھی تھی تو میلوں دور محسوس ہو رہی تھی جانے اسے کیا بتایا گیا تھا جانے وہ اسکا یقین کرتی بھی یا نہیں یہ وقت اور حالات بتاتے۔

لیکن ان نام نہاد اپنوں نے انہیں کھرچ ڈالا تھا منافقت میں آگے بڑھ گئے تھے بہروپیے بن گئے تھے جن کے دو روپ تھے ایک وہ روپ جو وہ دنیا سے چھپا کر رکھتے تھے اور ایک وہ روپ جو وہ دنیا کے سامنے لاتے تھے اسی بہروپیے پن سے انہوں نے ان دونوں کو الگ کر دیا تھا۔

"ہم کو اپنی پُر فشانی کا صلہ کیوں کر ملے
چاند پر جا کر بھی اے دُنیا ہمیں پتھر ملے

صحنِ گلشن کا یہ عالم تھا کہ جب آندھی رُکی

ہر طرف بکھرے ہوئے کچھ تتلیوں کے پر ملے

شام کے سینے میں خنجر گھونپ کر دِن چُھپ گیا
جِس قدر منظر تھے سب خونِ شفق میں تر ملے

اپنی شکلیں دیکھنے سے کر رہے تھے سب گریز
آئنوں کے رُوبرُو جتنے بھی اسکندر ملے

رہبروں کے دم سے اب راہوں میں اِتنی بھیڑ ہے
سوچتے ہیں اپنے گھر کا راستہ کیوں کر ملے

کوئی رسمِ دیر تھی یا کوئی دستورِ حرم
ہم کو سب معیار اپنی سوچ سے کمتر ملے

کس کو اب سجدوں کی حسرت کس کو ذوقِ بندگی
سر کے دُشمن تھے سبھی جتنے بھی سنگِ در ملے

کر چُکے ہیں ختم ہم بہروپیوں سے میل جول
جِس کو ملنا ہے وہ اصلی روپ میں آ کر ملے

اُن کے ہاتھوں میں قتیلؔ اِک دِن چھری دیکھو گے تُم
وہ منافق جو گلے لگ کر تمھیں اکثر ملے"

)قتیل شفائی(

وہ آج ٹھیک اسی طرح اس سڑک پر پیدل چل رہی تھی جس طرح سے وہ ایک ہفتہ پہلے چلتی ہوئی جارہی تھی لیکن فرق صرف اتنا تھا آج وہ کسی سازش کا شکار نہیں ہوئی تھی وہ آزاد اپنی مرضی سے پر سکون جارہی تھی چلتے چلتے اسکے ذہن میں وہ لفظ گھومے تھے محبت کیا ہوتی ہے؟ جب اس نے اس سے پوچھا تھا اور اسنے اپنے دل کی بات اس کو بتائی تھی۔ اور اس دن حورین کو لگا تھا وہ ہے ہی اسی کیلئے کچی عمر میں اس کے دل میں بھی محبت نے بسیرا کیا تھا اسے بھی محبت نے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا تھا لیکن اچانک کیا ہوا تھا جو وہ ایک دم بدل گیا تھا اسے توڑ کر اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اور وہ اس دنیا میں رشتوں کیلئے ترستی رہی تھی اسے زندگی میں پہلی بار لگا تھا محبت ایک دھوکہ ہے محبت کرنا اسے جرم لگا تھا اپنے ہی رشتے کے خلاف اسکا دل خراب ہوا تھا اسے لگا تھا زندگی نے اسے توڑ دیا ہے لیکن وہ تب ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھی تب بھی اس نے اللہ کے فیصلے کو قبول کیا تھا اور اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر جیتی رہی تھی۔

کہاں ہم؟؟

کہاں محبت؟؟

جانے دیجئے, رہنے دیجئے,

بس کیجئے!...

یہ جو "ع"

یہ جو "ش"

یہ جو "ق" کرتا ہے

یہ لاحق جس کو ہو جائے

اسے برباد کرتا ہے..

ریاضی دان بھی حیران ہیں

اس بات پہ آکر...

یہ کس کلیے کی نسبت سے

جفت کو طاق کرتا ہے.

)ناقل(

وہ چلتے چلتے ایک دم سے کسی سے ٹکرائی تھی اور لڑھک کر اسی کی ہی بانہوں میں جھول گئی تھی دھیان سے ابھی آپ گر جاتی اور آپ کو چوٹ بھی لگ سکتی تھی وہ جلدی سے بولا تھا۔

حورین غور سے اسے دیکھ رہی تھی اور پھر ایک دم سے ہوش کی دنیا میں واپس آئی اور اس کی گرفت سے خود کو آزاد کروایا یہ کوئی اور نہیں تہامی تھا جو اسے تگودو کرتے دیکھ رہا تھا وہ تھوڑی دیر اسے دلچسپی سے خود سے الگ ہوتے دیکھتا رہا اور پھر خود ہی اس سے الگ ہو گیا وہ اسے مزید زچ کرنا نہیں چاہتا تھا۔

اس نے بڑے ہی آرام سے اپنی گرفت سے اسے آزاد کیا کہ کہیں اس کے ہاتھوں کی سختی سے اسے تکلیف نہ پہنچے۔

اس طرح کے رویے پر اسے اذلان یاد آیا تھا جس نے اسے سختی سے گھورتے ہوئے دھکا دینے والے انداز میں الگ کیا تھا اور چار باتیں اسکی روح تک کو زخمی کرنے کیلئے بولی تھیں۔

ایم۔رئیلی سوری میرا دھیان کہیں اور تھا وہ شرمندہ سی اپنی سوچوں سے واپس آکر بول رہی تھی۔

اٹس اوکے ! کیا اتفاق ہے نہ کہ آج میں آپ کو ہی یاد کر رہا تھا اور آپ مجھے اسی راستے پر پھر سے مل گئی ہیں اسے کہتے ہیں دل کو دل سے راہ ہوتی ہے تہامی نے مسکراتے ہوئے اپنی دل کی ملکہ کو اپنے سامنے دیکھ کر کہا اور وہ بری طرح سٹپٹا گئی۔

اس نے کوئی سوال نہیں کیا تھا وہ خاموشی سے آگے بڑھی تھی جس طرح وہ پیدل چل رہی تھی بلکل اسی طرح چلتے ہوئے وہ جا رہی تھی۔

ارے اتفاق سے مل ہی گئی ہیں تو دو منٹ میری بات سن لیں تہامی نے اسے جاتے ہوئے دیکھ کر جلدی سے کہا۔

جی بولیں کیا کہنا چاہا رہے ہیں حورین نے پیچھے پلٹ کر اسے دیکھا اور پھر سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

یہاں سڑک پر کھڑے ہو کر اس طرح بات کرنا مناسب نہیں لگتا ہے پلیز کہیں بیٹھ کر آپ میری بات سن لیں آپ کا موبائل بھی مجھے آپکو واپس کرنا ہے اس نے آتے جاتے لوگوں کو ایک نظر دیکھ کر کہا۔

میں آپ سے بات کرنا نہیں چاہتی ہوں اور میرا آپ سے اس طرح بات کرنا مناسب بھی نہیں ہے اس لیے بہتر ہے آپ مجھے میرا موبائل دیں اپنے پیسے لیں اور آپ اپنے راستے اور میں اپنے راستے چل دوں گی حورین نے آرام اسے اپنی بات کہی۔

وہ اب بہت زیادہ محتاط ہو چکی تھی جو کچھ اسکے ساتھ اس دن ہوا تھا وہ ڈر گئی تھی وہ کسی کو اپنے کردار پر انگلی اٹھانے کی اجازت نہیں دینا چاہتی تھی۔

ہمم تہامی کے پاس اس سے بات کرنے کا ایک ہی جواز تھا جو وہ اس طرح اتنی سختی سے بات کرنے کے بعد ختم کر چکی تھی وہ بے چارا اپنا سا منہ لے کر رہ گیا تھا اور اب اسے حورین کی بات ماننی تھی۔

اسنے اپنی پاکٹ سے اسکا موبائل نکال کر اسکی طرف بڑھایا۔

جسے حورین نے تھام لیا اور وہ پیسے جو اس دن تہامی نے ادا کیے تھے حورین نے اسکے ہاتھ میں تھمائے تھے جنہیں نہ چاہتے ہوئے بھی تہامی کو لینا پڑے تھے۔

وہ پیسے دینے کے بعد رکی نہیں تھی تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی وہ ایک ہفتہ پہلے نظر آنے والی حورین نہیں تھی وہ اس ایک ہفتے میں بہت زیادہ بدل گئی تھی تہامی کی

نظروں نے اسکا دور تک تعاقب کیا تھا جب تک کہ وہ ٹیکسی روک کر اس میں بیٹھ کر اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی تھی۔

اس نے ان پیسوں کو دیکھا جو حورین نے اسکے ہاتھ میں تھمائے تھے اور پھر سر جھٹک کر آہستہ آہستہ مرے ہوئے قدموں کے ساتھ اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔

واپس گاڑی تک کا راستہ طے کرتے ہوئے اسے "نصیر ترابی" کی لکھی ہوئی غزل یاد آئی تھی جو اقبال بانو نے گائی تھی اس کے لبوں پر خود بخود اس کے الفاظ آنے لگے اور آہستہ آواز میں گنگناتے ہوئے چلنے لگا۔

وہ ہمسفر تھا مگر اُس سے ہم نوائی نہ تھی
کہ دھوپ چھاؤں کا عالم رہا جدائی نہ تھی
محبتوں کا سفر اس طرح بھی گزرا تھا
شکستہ دل تھے مسافر، شکستہ پائی نہ تھی

کبھی یہ حال کہ دونوں میں یک دلی تھی بہت
کبھی یہ مرحلہ جیسے کہ آشنائی نہ تھی

نہ اپنا رنج، نہ اوروں کا دکھ، نہ تیرا ملال
شبِ فراق کبھی ہم نے یوں گنوائی نہ تھی

عداوتیں تھیں، تغافل تھا، رنجشیں تھیں مگر
بچھڑنے والے میں سب کچھ تھا، بے وفائی نہ تھی

بچھڑتے وقت ان آنکھوں میں تھی ہماری غزل
غزل بھی وہ جو کسی کو ابھی سنائی نہ تھی

عجیب ہوتی ہے راہ سخن بھی دیکھ نصیرؔ
وہاں بھی آ گئے آخر، جہاں رسائی نہ تھی

نصیرؔ ترابی

غزل بھی اختتام پزیر ہوئی تھی اور وہ بھی اپنی گاڑی تک پہنچ چکا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو اسکی پلکوں کی باڑ توڑ کر گالوں سے پھسلتے ہوئے اس کے دل پر جا لگے تھے اس نے کھو کھلی ہنسی ہنستے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا-اپنی آنکھوں سے آئے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کیا خود کو مضبوط بناتے ہوئے وہاں سے چلا گیا-

---

قرآن پاک کی کلاس چل رہی تھی جہاں ثانیہ بھی موجود تھی وہ کچھ عرصے سے کبھی کبھی لیکچر سننے آجایا کرتی تھی قرآن پاک میں سے لیے گئے ٹاپک اسے سکون بخشتے تھے وہ انہیں جاننے کیلئے نت نئے سوالات کرتی تھی جس سے اسے قرآن مجید کو سمجھنے میں آسانی ہوتی تھی اسے سکون میسر آتا تھا اسکی جو الجھنیں تھیں وہ بہت جلدی سلجھنے لگی تھیں وہ آج بھی اسی مقصد کے تحت آئی تھی-

مس تحریم کلاس میں موجود تھی وہ لیکچر کا آغاز کر چکی تھی۔ جس عنوان پر وہ آج بات کر رہی تھیں وہ انسانی معیار تھا کہ انسان کو برتری کس چیز پر حاصل ہے۔

ثانیہ نے بہت سے لوگوں کو دیکھا تھا جن کا معیار گورا اور کالا رنگ, ذات پات کا نظام انسانی زندگی کو بیگاڑ کر رکھنے کیلئے کافی تھا وہ جاننا چاہتی تھی اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے اسلامی الہامی کتاب قرآن مجید اس بارے میں کیا کہتا ہے وہ تجسس لیے مس تحریم کو دیکھ رہی تھی جو اپنے لیکچر کا آغاز کر چکی تھیں۔

انہوں نے اپنے لیکچر کا آغاز اس طرح سے کیا تھا۔

اسلام کے نزدیک ہر انسان برابر ہے وہ جسطرح کا بھی ہے چاہے وہ گورا ہے چاہے وہ کالا ہے چاہے وہ غریب ہے چاہے وہ امیر ہے چاہے وہ بھیک ہی کیوں نہ مانگتا ہو وہ اللہ کے نزدیک برابر ہے کوئی اسکی نظر میں برتر نہیں ہے سوائے ایک چیز کے اور وہ چیز صرف اور صرف تقوی ہے پرہیز گاری ہے ہمارے اعمال کا معیار ہے۔

چناچہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمادیا ہے کہ انسان کا برتری کا معیار کس چیز پر ہے-

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے-:

"ان اکرمکم عنداللہ اتقکم"

ترجمہ

"اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے"-

"یاھاالناس انا خلقنکم من ذکر وانثی و جعلنکم شعوباًو قبائل لتعارفواان اکرمکم عنداللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر"

)الحجرات 13(

ترجمہ

"لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو اور اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا سب سے خبر دار ہے"۔

"یاایھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا و بث منھا رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا"۔

)النساء: 1(

ترجمہ

"لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد اور عورت پھیلا دیئے اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔

ان دونوں آیات سے ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کا معیار کیا رکھا ہے انسان اکثریت اور اقلیت کے تصور میں ہی خود کو ڈبوتا چلا جا رہا ہے ذات پات میں بٹ چکا ہے اسے جتنی اپنی ذات عزیز ہے اتنی اسے کوئی اور چیز عزیز ہی نہیں رہی ہے ہمیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ ہم اپنی ساکھ اور پہچان چھوڑ کر صرف قومی شناخت تک محدود ہو کر اس سازش کا شکار ہو جائیں جو ہمارے لیے یہود کی طرف سے بچھایا گیا ہے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نسلی امتیاز ختم کر دیا اور انسان کی برتری کا معیار صرف تقوی رکھا ہم سب اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں جب تک ہم اپنے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لائی گئی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہو جاتے ہیں۔ مسلمان علماء نے ہمیشہ اس تخریب کاری سے

ہمیں بچائے رکھا ہے لیکن یہ مغربی استعمار کی ایجاد نے مسلمانوں کو مٹانے کیلئے ان کے خلاف ایک ہتھیار اٹھالیا ہے جس سے ہم اپنی پہچان خود چھوڑ کر مغربی تخریب کاری کے اس جال میں خود ہی جانے کیلئے مچل رہے ہیں لیکن ہم یہ نہیں جانتے ہیں کہ ہماری زندگیاں آگے چل کر ہمیں کس طرح سے آسمان سے زمین پر ایک دم سے پٹخ دیں گے اور ہمارے ہاتھ خالی ہونگے بلکل خالی جن میں کچھ نہیں بچے گا جیسے ریت ہاتھوں سے پھسل جاتی ہے بلکل اسی طرح ہم اپنا آپ اپنے ہاتھوں کے اعمالوں کی وجہ سے اپنے ہاتھوں سے خود اپنی تباہی کا سامان پیدا کریں گے۔

انہوں نے قرآنی آیات کو سمجھاتے ہوئے آخر میں اقبال کا نظریہ بھی ان کی شاعری سنا کر بیان کیا۔

یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی

غارت گر کاشانہ دین نبوی

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے

اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے

)ناقل(

انہوں نے قرآنی آیت کے بعد بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا-

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حجتہ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا:

"لوگوں تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے-ہاں عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے اور نہ ہی سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر مگر تقوی کے سبب ہے"-

)مشکوۃ شریف(

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور جگہ یوں اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا:

"تمہارے یہ نسب و نسل عار کا سبب نہیں ہیں تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو"۔

)کنزالعمال(

اسلام کو اگر سہی طرح سمجھا جائے اسکا حاصل نکالا جائے تو وہ ہمیں ہر اس چیز کی رہنمائی دیتا ہے جو انسانی زندگی کے لیے ضروری ہے اسلام نے ہمیں 14 سو سال پہلے بتادیا تھا کہ انسان نے کس طرح سے رہنا ہے اسے کونسے رہنما اصول اپنانے ہیں جن پر وہ چل کر

زندگی کے معاملات درست طریقے سے چلا سکتا ہے اور اپنے رب کے قریب ترین ہو سکتا ہے۔

تو میری تمام بہنوں میں آخر میں صرف اتنا کہوں گی کہ اللہ نے اپنے دین کو مکمل کر دیا ہے انہوں نے اس دین کی تکمیل اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی"

ترجمہ

"آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی"۔

)المائدہ:3(

تو ہمیں اللہ کے احکامات پر اسی کتاب کو لے کر چلنا ہے اسی کتاب سے رہنمائی لینی ہے سنی سنائی من گھڑت باتوں پر یقین نہیں رکھنا جو ہمیں صرف اور صرف تباہی کے دوھانے تک لے جاتی ہیں اور جہاں صرف اور صرف ہمارے لئیے رسوائی اور دھیکتی ہوئی آگ جیسا منظر موجود ہے

خدارا گھمنڈ مت کریں....

تکبر سے پرہیز کریں----

دوسروں کو بھی اسی طرح سے سمجھیں جیسے خود کو سمجھتے ہیں---

ذات پات رنگ نسل میں کچھ نہیں رکھا ہے اللہ کی مانیں خوش رہیں خوشیاں بانٹیں- یہی سچائی ہے اور اللہ کے قریب ہونے کا راستہ بھی ہے-

مس تحریم کا لیکچر اختتام پزیر ہو چکا تھا وہ جو اس سحر میں ڈوبی ہوئی تھی ایک دم سے نکلی تھی ساری کلاس خالی ہو چکی تھی اور مس تحریم نے ہمیشہ کی طرح اسے متوجہ کیا تھا کہ انہیں اگر کوئی سوال پوچھنا ہے تو پوچھ لیں ورنہ جانا چاہیے-

اس بار اس نے کوئی سوال نہیں پوچھا تھا بس ہاں میں سر ہلاتی ہوئی خاموشی سے اٹھ کر چلی گئی اور مس تحریم نے اسے حیرانی سے جاتا دیکھا تھا انہیں لگا تھا جیسے وہ کسی الجھن کا شکار ہو-

---

مرے مرے قدموں سے وہ ٹیکسی سے اتری تھی ٹیکسی والے کو پیسے دے کر وہ گھر میں داخل ہوئی تھی گھر میں مکمل خاموشی تھی ہر طرف سناٹا تھا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی بے

جی کے کمرے کی طرف گئی اسے بے جی کو دیکھنا تھا اسے ان کی طبیعت کا پوچھنا تھا لیکن آج پھر وہ دروازے کے پاس پہنچ کر ٹھٹھکی تھی جانے کیوں وہ اندر جاتے ہوئے گھبرا رہی تھی زندگی نے بھی کیا رنگ دیکھائے تھے اسے اس دن والا منظر یاد آیا تھا لیکن وہ خاموشی سے دبے پاؤں اندر بڑھنے لگی۔

جیسے ہی اندر گئی بے جی کسی فائل کو پڑھ رہیں تھیں اور سامنے ہی ان کے پاس وکیل صاحب بیٹھے تھے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ----

اس نے جلدی سے سلام کیا۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ-----

بے جی کے ساتھ ساتھ وکیل صاحب نے بھی جواب دیا۔

وہ انہیں دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔

بے جی اب آپ کی کیسی طبیعت ہے؟اس نے سوالیہ نظروں سے بے جی کو دیکھا۔

میں ٹھیک ہوں پریشان مت ہو جاؤ تم فریش ہو جاؤ کھانا کھالو پھر بات کرتے ہیں بے جی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

وہاں میں سر ہلاتی ہوئی خاموشی سے اپنے روم کی طرف بڑھی۔

جیسے ہی اس نے کمرے میں قدم رکھے۔

اس نے سامنے اذلان کو بیٹھے دیکھا-اس نے آنکھوں کو بند کیااور پھر سے کھولا جیسے یقین کر رہی ہو جس آفت سے وہ بچنے کی کوشش کر رہی تھی وہی آفت اس کے سامنے ہے-وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی ابھی وہ کشمکش میں تھی وہ سوچنے پر مجبور تھی کہ وہ یہاں اسکے کمرے میں کیا کر رہا ہے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی اس لیے وہ خاموشی سے چلتی ہوئی آگے بڑھی اپنا بیگ الماری میں رکھنے لگی-

اذلان اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا-

بیگ رکھنے کے بعد وہ اپنے کپڑے لیے واش روم میں گھس گئی اسنے کپڑے تبدیل کیے اور باہر کا رخ کیا کیونکہ ابھی اسکا موڈ اذلان کے منہ لگنے کا نہیں تھا وہ اس وقت بغیر پرمیشن کے اس کے روم میں تھا یہ بات ہی اسے غصہ دیلانے کیلئے کافی تھی لیکن اس سے کوئی بعید نہیں تھی کہ وہ کب کیا کر گزرے اس لیے اسکے منہ نہ لگا جائے یہی بہتر ہے سوچ کر اگنور کر دیا تھا-

جیسے ہی اس نے قدم باہر کی طرف بڑھائے اس نے شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکی اور اس کے سینے سے جا لگی اس حرکت پر اسکا صبر جواب دے گیا تھا-

حورین نے اسے گھور کر دیکھا اور ایک جھٹکے میں پیچھے ہوئی لیکن اسکی کلائی ابھی اس کے ہاتھ میں تھی جسے اس نے بے دردی سے پکڑا ہوا تھا-

وہ مسلسل چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ اسے چیلنج جیسے انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو چھڑوا کر دیکھاؤ-

اسکی آنکھیں درد کی شدت سے بھیگ گئیں تھیں اس نے آنکھوں میں آئی نمی کو دوسرے ہاتھ سے صاف کیا اور اس کی طرف دیکھا جیسے سوال کر رہی ہو آخر تم کیا چاہتے ہو؟

وہ اسکی نظروں کا مطلب بخوبی سمجھ گیا تھا لیکن وہ زچ کرنے کیلئے اسے تکلیف دینے کیلئے ہر وقت تیار ہوتا تھا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا تو آج کیسے جانے دیتا آج وہ اسے

پریشان دیکھ کر اسے درد دے کر تکلیف سے دوچار کر کہ وہ خوشی حاصل کر رہا تھا تو وہ موقع کیسے گنوا دیتا جبکہ اتنے دنوں بعد اسے یہ دن میسر آیا تھا۔

اس نے اس کی کلائی پر اپنے ہاتھ کی گرفت مزید تنگ کی جس سے حورین کی تکلیف میں مزید اضافہ ہوا اور اس نے اپنے آنسوؤں کو ضبط کرنے کی کوشش کی۔

وہاتم تو ابھی سے میری سختی برداشت نہیں کر پا رہی آگے کیا کرو گی۔

حورین نے اسے ایک نظر اٹھا کر دیکھا اور نا سمجھی سے اسے کچھ کہہ بغیر آنکھیں جھکا لیں کمال ضبط تھا اسکا جو وہ قائم کیے کھڑی تھی۔

ارے ارے اتنی پریشانی کس بات کی ہے آخر سارے حساب کتاب پورے کرنے ہیں پھولوں کی سیج پر تو بیٹھا کر نہیں رکھنا اس نے بے دردی سے اسکے ہاتھ میں پہنی چوڑیوں کو

اپنے ہاتھ کے دباؤ سے توڑا اور کچھ کانچ نیچے جا گرے اور کچھ اسکی کلائی کو زخمی کر چکے تھے۔

وہ اتنا بے رحم ہو چکا تھا اسے اس وقت کسی بات کا احساس نہیں تھا وہ کیا کر رہا ہے اسے اپنے وحشیانہ پن سے کوئی مسلہ نہیں تھا وہ خود کو تسکین دے رہا تھا اور خود کو سکون دے رہا تھا درحقیقت یہ سکون نہیں تھا درحقیقت یہ ایک مجبور اور بے بس لڑکی کا امتحان تھا جو وہ لے رہا تھا اسکی برداشت کو آزما رہا تھا وہ بھول گیا تھا کہ اللہ نے اسے یہ سب کرنے کیلئے پیدا نہیں کیا۔

حورین کی آنکھوں سے آنسو اسکی تکلیف کو واضح کر رہے تھے۔

کیا چاہتے ہو تم؟ حورین نے تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے پوچھا۔

تمہیں چاہتا ہوں اس نے اسکے چہرے پر نظریں گاڑھتے ہوئے کہا۔

اس طرح سے چاہا جاتا ہے؟اس نے ضبط کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور سوال کیا-

میرا یہی انداز ہے اس نے بے تاثر چہرہ لیے کہا-

اگر یہ تمہاری محبت ہے تو لعنت بھیجتی ہوں میں اس محبت پر جس میں تکلیف کے سوائے کچھ نہیں ہے اس نے اپنے بازو سے نکلتے ہوئے بلڈ کو دیکھتے ہوئے کہا جو اسکی تکلیف میں اضافہ کر رہا تھا بلڈ کے قطرے فرش پر گر رہے تھے فرش کچھ ہی دیر میں خون کے قطروں سے سرخ ہو چکا تھا-

میرے ساتھ رہنا بھی ہو گا اور تمہیں برداشت بھی کرنا ہو گا اور یہ لفظ جو تم استعمال کر رہی ہو یہ دوبارہ سنے تو تمہاری سزا یہ نہیں ہو گی تمہاری سزا اس سے بڑھ کر ہو گی جسے برداشت کرنا بہت مشکل ہو جائے گا اس لیے سوچ سمجھ کر بات کرنا اس نے اس کا ہاتھ بے دردی سے جھٹکا اور دروازے سے باہر نکلا-

حورین کانپ رہی تھی اسکی وحشت دیکھ کر لرز رہی تھی۔

وہ جاتے جاتے مڑا تھا۔

اور ہاں یہ صاف کر دینا اور پٹی کر لینا مر مرا گئی تو میرے ذمے لگو گی اور یہ رونا بند کرو زندہ ہوا بھی مری نہیں ہو۔

یہ سوگ بعد میں منا لینا وہ یہ کہتے ہوئے جا چکا تھا اور حورین اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔

وہ یونیورسٹی میں آج دیر سے آئی تھی رات بھر نیند بہت کم آنے کی وجہ سے صبح اسکی آنکھ دیر سے کھلی تھی اور یہ پہلی بار نہیں ہوا تھا اسکے ساتھ ایسا کئی بار ہو چکا تھا اس کو نیند نہیں آتی تھی کئی بار وہ راتوں کو اٹھ جاتی تھی اس نے شولڈر تک بال خوبصورت طریقے سے کٹوائے ہوئے تھے جو اس کے کندھوں پر کھلے لہرا رہے تھے اس نے جینز اور شرٹ پہن

رکھی تھی گلے میں ایک سٹالر کی طرح کا کپڑا خوبصورتی سے باندھا ہوا تھا اس کے بالوں کا کلر دو مختلف شیڈ دیتا تھا براؤن اور تھوڑا سنہری ریڈیش جو اسکی خوبصورتی کو مزید چار چاند لگا دیتے تھے لائٹ پنک کلر کی لپسٹک لگائے وہ بہت ہی ماڈرن لگ رہی تھی اور وہ تھی بھی ماڈرن ہی اس میں کوئی شک نہیں تھا وہ امریکہ جیسے ملک کی شہری تھی اسے ایسا ہی ہونا تھا۔

وہ تیز تیز قدم بڑھاتی کلاس روم کی طرف بڑھ رہی تھی۔

ہائے میگھا! اسے کسی نے آواز دی تھی اسکے تیز تیز قدم چلتے ہوئے رکے تھے اس نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تھا۔

یہ کوئی اور نہیں اسکا اپنا بیسٹ فرینڈ ہیری تھا وہ جلدی سے اسکی طرف بڑھی اور گرم جوشی سے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔

جسے ہیری نے جلدی سے تھام لیا تھا۔

آج اتنی لیٹ آئی ہو پہلا لیکچر گزر چکا ہے میں تمہارا کافی دیر سے انتظار کر رہا تھا ہیری نے شکایتی انداز اپنایا-

سو سویٹ آف یو ہیری---

تمہیں تو پتہ ہے میں لیٹ ہو جاتی ہوں صبح میری آنکھ نہیں کھلتی ہے میگھانے ایک ادا سے اپنے بالوں کو پیچھے کی طرف کرتے ہوئے کہا-

جانتا ہوں لیکن یہ عادت بدلو یہ نہ ہو تیاری نہیں کر پاؤ تمہارے بہت سے لیکچر مس ہو چکے ہیں ہیری نے سنجیدگی سے کہا-

کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو لیکن ابھی کیا کروں اتنا سب مس ہو چکا ہے میری ٹینشن دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے میگھانے پریشانی سے کہا-

پریشان نہیں ہو تمہارے اب تک کے نوٹس بنا دیے ہیں اگر کوئی مشکل پیش آئے تو میرے گھر آجانا سب سمجھا دوں گا ہیری نے خوشی سے میگھا کو دیکھ کر کہا۔

تھینکس ہیری!

تم نہیں ہوتے تو میرا کیا بنتا میں نے تو اس بار ایگزائمز میں یقینی طور پر فیل ہو جانا تھا وہ تشکرانہ انداز میں اسے کہہ رہی تھی۔

یہ شکریہ بعد میں کر لینا میں یہیں پر ہی ہوں کہیں نہیں جا رہا ابھی چلو نیکسٹ لیکچر شروع ہو گیا ہو گا یہ مس مت کرو ہیری نے اس کا ہاتھ پکڑا اور تیز قدموں سے چلنے لگا وہ بھی اسکے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل رہی تھی اور ساتھ ساتھ ہیری کی طرف دیکھ رہی تھی اسے ہیری اچھا لگتا تھا کہ وہ اسکا دوست تھا اسکا خیال رکھتا تھا۔

وہ عشق جو ہم سے روٹھ گیا، اب اس کا حال بتائیں کیا،
کوئی مہر نہیں، کوئی قہر نہیں، پھر سچا شعر سنائیں کیا،

اک ہجر جو ہم کو لاحق ہے، تادیر اسے دہرائیں کیا،
وہ زہر جو دل میں اتار لیا، پھر اس کے ناز اٹھائیں کیا،

اک آگ غمِ تنہائی کی، جو سارے بدن میں پھیل گئی،
جب جسم ہی سارا جلتا ہو، پھر دامنِ دل کو بچائیں کیا،

پھر آنکھیں لہو سے خالی ہیں، یہ شمعیں بجھنے والی ہیں،
ہم خود بھی کسی سے سوالی ہیں، اس بات پہ ہم شرمائیں کیا،

ہم نغمہ سرا کچھ غزلوں کے، ہم صورت گر کچھ خوابوں کے،

بے جذبۂ شوق سنائیں کیا، کوئی خواب نہ ہو تو بتائیں کیا،

تہامی جب سے حورین سے ملا تھا وہ کشمکش کا شکار تھا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا کرے وہ اسے تکلیف میں مبتلا بھی نہیں کر سکتا تھا وہ سوچنے پر مجبور تھا کیسے کس طرح سے وہ اس تک پہنچے یقیناً وہ بہت زیادہ اس سے بد گمان ہو گی ابھی تو وہ اسے اجنبی سمجھ رہی ہے لیکن جب اسے حقیقت پتہ چلے گی وہ کون ہے تو وہ اسکی کوئی بات سنے گی بھی یا نہیں۔

یہ بھی ہو سکتا تھا وہ اس سے بد گمان نہیں ہو اس پر یقین رکھتی ہو بلکل اسی طرح جس طرح وہ اپنے بچپن میں ہر چھوٹی چھوٹی بات پر اسکی ہاں کی منتظر ہوتی تھی کیونکہ اسے لگتا تھا تہامی کبھی اسکو کوئی بات جھوٹ نہیں بتائے گا کیونکہ وہ اس پر یقین رکھتی تھی لیکن اب بھی اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد اس کو پہچان لینے کے بعد کیا اسکا رویہ یہی ہو گا۔

یہی بات اسے ڈرا رہی تھی جسکی وجہ سے وہ اسکو حقیقت بتا نہیں سکتا تھا ابھی اسے حورین کو خود کے قریب کرنا تھا۔

وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا-اس نے سوچ لیا تھا وہ پیچھے نہیں ہٹے گا وہ آگے بڑھے گا اسے واپس لے کر آئے گا اسے واپس لانا ہی اسکی زندگی کا مقصد بن چکا تھا اور اسے اپنا مقصد پورا کرنا تھا-

وہ عزم لے کر اٹھا تھا اور اگلا کام اسے حورین کے گھر والوں کی انفارمیشن لینی تھی وہاں کون کون رہتا ہے؟اور حورین کس کے پاس رہتی ہے؟

سب سے بڑی بات اسے اس انسان کے بارے میں معلومات چاہیے تھی جو اسکی حور کو تنگ کر رہا تھا-

جسکی وجہ سے وہ ہاسپٹل میں تھی-

اسکے جانے کے بعد وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی اسکی آنکھیں مسلسل آنسوؤں کو باہر نکال رہی تھیں اس کی اس بے رخی کو وہ دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی کوئی اتنی نفرت کیسے کر سکتا ہے وہ اسے مرنے بھی نہیں دینا چاہتا زندہ بھی رکھنا چاہتا ہے لیکن اذیت دے کر, زخم دے کر, اسکی زندگی پر حکمرانی کرنا چاہتا تھا یہ کیسا وحشی انسان تھا جانے کس بات کا بدلہ وہ اس سے لے رہا تھا-

وہ لڑھکتے قدموں کے ساتھ اٹھی تھی اس نے ایک نظر اپنے بازو کو دیکھا تھا جہاں پر اس کے دیئے ہوئے زخموں کے نشان تھے-

وہ باتھ روم میں گئی تھی اسنے اپنے چہرے کو غور سے دیکھا تھا اور نل کھول کر پانی منہ پر ڈالا جس سے اسکے بازو میں درد کی ٹیس اٹھی تھی جو زخمی تھی-

اسنے ہاتھ سیدھا کیااور دیکھا جس میں ابھی بھی خون نکل رہا تھاجو بیسن کو بھی لال کر چکا تھا اسنے اپنے دوسرے بازو کو دیکھا جہاں ابھی بھی زخم موجود تھاجو کچھ دن پہلے اسے ملا تھا اسکی پٹی اتر چکی تھی لیکن وہ اس ہاتھ سے ابھی کام نہیں کر سکتی تھی۔

اس نے اذیت سے آنکھیں میچیں اسکا چیخنے کا دل کر رہا تھااسکا دل کر رہا تھاوہ ابھی کے ابھی روئے اتنا روئے اتنی چیخیں مارے کہ سبھی سنیں لیکن بے جی کا خیال آتے ہی وہ خاموش ہو گئی تھی اسکی خاموشی کوئی مستقل حل نہیں تھا۔

وہ باتھ روم سے باہر آکر فرسٹ ایڈ باکس لے آئی تھی اور خاموشی سے بے آواز آنسو بہاتی ہوئی پٹی کرنے لگی تھی۔

پٹی کرنے کے بعد اسنے کپڑے چینج کیے تھے جس میں اسے بہت دقت محسوس ہوئی تھی لیکن اسے یہ سب کرنا تھا۔

ابھی وہ چینج کر کہ آئی تھی اب اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ یہ سب صاف کیسے کرے اسکے بازو میں شدید درد تھا اسکا الٹا ہاتھ بھی پوری طرح سے ٹھیک نہیں تھا۔

اس نے جیسے تیسے کر کہ صاف کیا اور پین کلر لے کر کمبل خود پر منہ تک ڈال کر لیٹ گئی اور جانے کتنی ہی دیر بے آواز آنسو بہاتی رہی تھی۔

وہ سوچ رہی تھی اس کو اللہ سے ڈر کیوں نہیں لگتا ہے؟ اس نے کیا موت کا مزہ نہیں چکھنا ہے؟ اسے کیا موت سے ڈر محسوس نہیں ہوتا ہے کہ اسکے اعمال موت کے بعد اسکے سامنے ہونگے کیا اسے یہ محسوس نہیں ہوتا ہے؟ کیا اللہ سب دیکھ نہیں رہا؟ یہ انجان کیوں بنتا ہے اس سب سے کہ اللہ نے اسے بھی ہر انسان کی طرح اپنے پاس بلانا ہے کیا جواب دے پائے گا؟ وہ مختلف سوال خود سے کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ رو بھی رہی تھی۔ روتے روتے اسے یہ آیت یاد آئی تھی اس نے آہستہ آہستہ آواز میں پڑھی تھی۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ۔ ۱۸۵

ترجمہ:-

"ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور تمہیں قیامت کے دن پورے پورے بدلے ملیں گے پھر جو کوئی دوزخ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا سو وہ پورا کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کی پونجی کے اور کچھ نہیں۔"

)سورہ آل عمران(

اور کب کس لمحے اسے نیند آئی تھی اسے خبر نہیں ہوئی تھی نیند ہی اسکی زندگی کا واحد سکون تھی۔

لیکچرز لینے کے بعد میگھا آکر باہر بیٹھ گئی تھی ہلکی ہلکی سردی ہو رہی تھی موسم کا اثر تھا کہ وہ دھوپ دیکھ کر آرام سے ایک بینچ پر بیٹھ گئی تھی جہاں سورج اس کے چہرے پر چمک رہا تھا اس نے سورج کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں وہ خاموشی سے خود کو محسوس کر رہی تھی خود کو جاننے کی کوشش کر رہی تھی وہ اپنے آپ کو سوچ رہی تھی وہ اپنی زندگی کو انجوائے کرتے کرتے تھوڑی تھوڑی تھکنے لگی تھی پتہ نہیں یہ بے چینی اسے کیوں تھی لیکن جو بھی تھا وہ اسے اگنور کرتی تھی اور اپنی بات پر قائم تھی کہ وہ خوش ہے وہ انجوائے کر رہی ہے اپنی زندگی میں مگن ہے اسے کسی کی ضرورت نہیں ہے اسے صرف اپنا آپ چاہیے اسے صرف اب اپنا آپ سب سے پہلے دیکھنا ہے۔

وہ ابھی اسی سوچ میں گم تھی جب کسی نے اسکی سوچوں کے درمیان میں خلل ڈالا۔

ایکسکیوزمی کیا آپ میری مدد کر سکتی ہیں سرارحم مجھے اس وقت کہاں ملیں گے ؟

اس کے چہرے پر ارحم کا نام سن کر جو ناگوار پن آیا تھا۔

اسکے سامنے کھڑی لڑکی نے بخوبی محسوس کیا تھا۔

آپ کی تعریف؟ میگھا نے اس کے حلیے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت جینز اور شرٹ پہنے اوپر سے کوٹ پہنے ہوئے تھی جو اس کے گھٹنوں تک آتا تھا جس سے وہ مکمل طور پر خود کو چھپائے ہوئے تھی۔ سر پر خوبصورتی سے سکارف لپیٹا ہوا تھا جس سے وہ دلکش لگ رہی تھی۔ کندھے پر اس نے اپنا بیگ لٹکایا ہوا تھا جس کی سٹریپ بہت چھوٹی نہیں تھی وہ ایک کشش لیے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ جسے دیکھ کر میگھا ایک دم ٹھٹھکی تھی لیکن اگلے ہی پل کچھ سوچتے ہوئے اس نے خود کو نارمل کر لیا تھا۔

میرا نام فاطمہ ہے۔ میں سکالر ہوں۔ اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

نام سے ظاہر ہوتا ہے تم مسلمان ہو بہت عرصے بعد کسی مسلم لڑکی سے ملنے کا اتفاق ہو رہا ہے اس نے عجیب سا تاثر دیتے ہوئے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

فاطمہ تھوڑی سی کنفیوز ہوئی تھی لیکن اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

ایک اور آگئی اللہ پر یقین رکھنے والی مخلوق جانے اس ترقی یافتہ دور میں جہاں سائنس اتنی آگے بڑھ چکی ہے اتنی ترقی کر چکی ہے نئے نئے راز افشاں کر چکی ہے ان جیسے لوگ ان دقیانوسی باتوں پر یقین کیوں رکھتے ہیں وہ بڑبڑائی تھی۔

آپ نے مجھ سے کچھ کہا ہے؟ فاطمہ نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا۔

نہیں میں بھلا کیوں کچھ کہوں گی۔اس نے ناگواری سے ناک منہ چڑھایا۔
سرارحم اس وقت تمہیں لائبریری میں ملیں گے اس نے سنجیدگی سے کہا۔

اور آگے بڑھ گئی جبکہ فاطمہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی وہ لڑکی اسے عجیب لگی تھی تھوڑی بہت نہیں بہت زیادہ عجیب لگی تھی۔

وہ تھوڑی دیر تو اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی تھی لیکن پھر وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گئی تھی۔

حورین کے جانے کے بعد بے جی وکیل صاحب کی طرف متوجہ ہوئیں۔

یہ فائل بلکل ٹھیک ہے جیسے میں نے آپ سے کہا تھا آپ نے بلکل ویسے ہی وصیت تیار کروائی ہے لیکن اب میں اس وصیت میں تبدیلی کروانا چاہتی ہوں۔اور کچھ جائیداد میں ان بچوں کے نام کروانا چاہتی ہوں۔

جیسے میں اب بتا رہی ہوں بلکل اسی طرح سے تیار کر دیں بے جی نے اپنی بات وکیل صاحب کے گوش گزار کی۔

آپ مجھے تفصیل سے بتائیں کیا کچھ تبدیل کروانا چاہتی ہیں وکیل صاحب نے پوچھا۔

میں چاہتی ہوں آپ گاؤں والی حویلی اور نہر والی زمینیں حورین کے نام پر منتقل کر دیں اور یہ گھر میرے بعد حورین کو ملنا چاہیے۔

میری دو بیٹیاں تھیں دونوں میں برابر کی تقسیم ہونی چاہیے اور میری زندگی میں ہی یہ سب ان کی اولاد کے نام منتقل ہو جانا چاہیے آج اگر میری بیٹیاں زندہ ہوتیں تو وہ خود ہی یہ کام سرانجام دیتیں لیکن اب میں اپنی زندگی میں ہی یہ سب کرنا چاہتی ہوں۔

اور نہر کے پار والی زمینیں اور وہاں والی حویلی اذلان کے نام کر دیں اور ڈیفینس والا گھر بھی اسکے نام منتقل کر دیں۔

باقی رہی فیکٹریاں جب تک میں زندہ ہوں خود دیکھ رہی ہوں میرے بعد دونوں میں برابر حصوں میں ان کے نام منتقل کر دی جائیں۔

بے جی نے تفصیل سے وکیل صاحب کو بتایا اور وکیل صاحب نے ہاں میں سر ہلایا اور تسلی دے کر اجازت طلب کی۔

بے جی انہیں دروازے تک چھوڑنے گئی تھیں جہاں اذلان نے کمرے سے نکلتے ہوئے حیرانی سے وکیل صاحب کو دیکھا۔

اسے اپنی نیچر کے مطابق کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔

اس سے پہلے بے جی دیکھتی وہ اپنے کمرے میں جا چکا تھا اسے اپنا کیا ہوا کارنامہ بھی تو چھپانا تھا-

---

وہ سوتے ہوئے حورین کو دیکھ رہا تھا جو اس وقت بہت پریشان دیکھائی دے رہی تھی کوئی اسکے آس پاس موجود تھا جس کا چہرہ تہامی کو واضح محسوس نہیں ہو رہا تھا- حورین مسلسل آنسو بہاتے ہوئے اس انسان کے پاس سے موقع دیکھ کر بھاگی تھی تپتی ریت تھی جس پر وہ بھاگ رہی تھی

اسے کوئی بچانے والا موجود نہیں تھا کتنی ہی دیر وہ دوڑتی رہی تھی آگے آگ کا ایک آلاؤ تھا جو دھک رہا تھا اور پیچھے وہ شخص جس سے اسے بچنا تھا اسکو سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کس چیز کا انتخاب کرے وہ پیچھے چلی جائے یا آگے بڑھ جائے خود کو آگ کے حوالے کر دے اس کے پاس دو ہی راستے تھے-

پہلا راستہ: خود کو اس انسان کے رحم و کرم پر چھوڑنا جو وقت کا فرعون بنا ہوا تھا۔

دوسرا راستہ: اس آگ میں چھلانگ لگا دینا تھا جہاں اسے جل کر مرنا تھا اسے خود کو ختم کرنا تھا۔

وہ اسی کشمکش میں تھی جب
وہ انسان اس کے قریب آتا جا رہا تھا اسے کسی کھائی میں سے آواز آ رہی تھی حورین تمہیں واپس جانا ہو گا آگے مت بڑھنا۔

وہ اب مزید پریشان ہوئی تھی اور اگلے ہی پل حورین نے آگ میں چھلانگ لگا دی تھی۔

اور یہ آواز گونج رہی تھی تمہیں واپس آنا ہو گا۔

تہامی کی آنکھ کھل گئی تھی اسکا جسم پسینے سے بھیگا ہوا تھا اسکی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے اسکے جسم میں کپکپاہٹ جاری ہو گئی تھی۔

تہامی نے جلدی سے گلاس میں پانی ڈالا اور کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ پی لیا۔
وہ کچھ دیر اسی طرح بیٹھا رہا کچھ دیر کے بعد جیسے ہی وہ نارمل ہوا اس نے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کروٹ بدل لی اور دل سے دعا کی کہ اسکی حور ٹھیک ہو اسے کچھ نہیں ہوا ہو۔اور آنے والے ہر لمحے میں ہر پل میں وہ اذیت کا شکار نہیں ہو لیکن اسکا دل آج اندر سے ڈر رہا تھا۔

آج یونیورسٹی سے چھٹی تھی میگھا گھوڑے بیچے سو رہی تھی جب اسکے دروازے کی بیل بجی لیکن اس پر اس چیز کا کوئی اثر نہیں ہوا جب مسلسل بیل بجتی رہی تو اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا ابھی بھی وہ نیند میں ہی تھی۔

اسنے سستی سے کمبل خود پر سے ہٹایا چپل پہنی اور آنکھیں مسلتے ہوئے دروازے کے پاس گئی اور کھولا جیسے ہی اسنے دروازہ کھولا سامنے ہیری کھڑا تھا۔

مجھے پتہ تھا تم ابھی تک سو رہی ہو گی رات بھر پھر سے جاگتی رہی ہو گی ہیری نے اسے دیکھتے ہی جھٹ کہا۔

تم اتنی صبح صبح یہاں کیا کر رہے ہو ساری نیند میری خراب کر دی ہے میگھا نے آنکھیں مسلتے ہوئے کہا۔

یہ صبح ہے تمہارے لیے شام کے 5 بج رہے ہیں اور تم ابھی تک سو رہی ہو اور ہٹو آگے سے اندر آنے دو سارے سوال جواب یہیں دروازے پر ہی کرو گی اس نے میگھا کی نیند سے بھری آنکھوں کو دیکھ کر کہا۔

کیا پانچ بج چکے ہیں اسنے حیرت سے ایک نظر گھڑی کو دیکھا اور ایک نظر ہیری پر ڈال کر اسے اندر آنے کیلئے راستہ دیتے ہوئے کہا۔

جی میری نہ ہنجار دوست یہی وقت ہو رہا ہے اسنے اندر آتے ہوئے کہا-

اچھا ٹھیک ہے اب آ گئے ہو تو آرام سے بیٹھ جاؤ اور مجھے تھوڑی دیر اور سونے دو وہ دروازہ بند کرتی جلدی سے صوفے پر آ کر لیٹ گئی اور آنکھیں بند کر لیں اور ہیری اسے غصے سے کھڑا دیکھ رہا تھا-

گھر آئے مہمان کی قدر ہی نہیں ہے اسنے اسکے کان کے پاس جا کر کہا-

میگھا نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں لیکن اس جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی-

ہیری صرف اس وقت افسوس کر سکتا تھا اور وہ کرتے ہوئے کچن میں چلا گیا تھا اسے بھوک لگ رہی تھی-

---

وکیل صاحب کے جانے کے بعد بے جی نے نوراں کو آواز دی تھی وہ جلدی سے بے جی کے پاس آئی تھی۔

جی بے جی اس نے ادب سے کہا۔

حورین اور اذلان کہاں ہیں؟ دونوں نے کھانا کھایا ہے؟ بے جی نے سوال کیا تھا۔

بے جی حورین بی بی اپنے کمرے میں چینج کرنے گئی ہیں ابھی تک واپس نہیں آئی ہیں۔اور اذلان بھائی کھانا کھا کر چلے گئے ہیں بہت دیر ہو چکی ہے۔

اچھا تم ایسا کرو کھانا لگاؤ آتی ہی ہو گی پھر مل کر کھانا کھا لیتے ہیں بے جی کہتے ہی ڈائینگ ٹیبل پر آ بیٹھیں اور نوراں نے کچن کا رخ کر لیا۔

تھوڑی ہی دیر میں کھانا لگ چکا تھا اور اب تک حورین نہیں آئی تھی بے جی کے کہنے پر نوراں اسے بلانے چلی گئی۔

اس نے دروازہ بجایا لیکن کوئی رسپانس نہیں آیا وہ دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔

بے جی وہاں انتظار کر رہی ہیں اور یہ سو بھی گئی ہیں وہ دل میں سوچتے ہوئے دبے قدموں واپس آ گئی۔

بے جی وہ تو سو گئی ہیں آپ کہیں تو اٹھا دوں نوراں نے آ کر بتایا اور ساتھ ہی اٹھانے کا بھی پوچھ لیا۔

نہیں سونے دو تھک کر آئی ہو گی آرام کر لے گی ایک سونا ہی تو اسکی زندگی کا کچھ سکون ہے آؤ تم تو بیٹھو کھانا شروع کرو بے جی نے نوراں سے کہا۔

وہاں میں سر ہلاتی کرسی کھینچ کر بے جی کے پاس بیٹھ گئی اور کھانا کھانے لگی۔

نوراں بہت چھوٹی تھی جب بے جی اسے اپنے پاس لے کر آئی تھیں اسکے والدین بہت غریب تھے اس لیے بے جی نے اسکی ذمہ داری لی تھی وہ ملازمہ کم بیٹی زیادہ بن کر آئی تھی اسکی تربیت انہوں نے حورین کی طرح خود ہی کی تھی اسے وہ اپنے گھر کا ایک فرد ہی سمجھتی تھیں نوراں نے بے جی کے کہنے پر انٹر کیا تھا اور آگے پڑھائی کو خیر بعد کہہ دیا تھا لیکن حورین کے زبردستی کرنے پر اس نے گریجویشن کا ایڈمیشن پرائیویٹ بھیجا تھا حورین اسے ملازمہ کی بجائے بہن سمجھتی تھی اسکا خیال ایک بہن کی طرح ہی رکھتی تھی وہ اس گھر کی ملازمہ کم فرد زیادہ لگتی تھی یہ بے جی اور حورین کی محبت کی وجہ سے تھا۔

کھانا کھانے کے بعد بے جی اپنے کمرے میں چلی گئیں نماز پڑھنے کیلئے جبکہ نوراں برتن سمیٹ کر رکھنے لگی۔

شام ہونے کو تھی لیکن حورین ابھی تک نہیں اٹھی تھی بے جی کو پریشانی ہوئی تھی وہ اتنی دیر تک تو نہیں سوتی تھی وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کے کمرے میں جا پہنچی جہاں حورین بے سدلیٹی تھی وہ اسکے پاس آ بیٹھیں۔

جیسے ہی انہوں نے اس کے ماتھے پر ہاتھ لگایا وہ تیز بخار سے تپ رہی تھی۔

بے جی اب سہی معنوں میں پریشان ہوئی تھیں انہوں نے نوراں کو آواز دی تھی وہ جلدی سے دوڑتی ہوئی آئی تھیں۔

انہوں نے اسے پانی لانے کیلئے کہا اور پٹیاں بھی لانے کا کہا۔

وہ جلدی سے پانی اور پٹیاں لے کر آئی بے جی اور نوراں اسکے سرہانے بیٹھی پٹیاں کرنے لگیں بے جی کو سمجھ نہیں آرہی تھی اتنی سردی میں اسے بخار کیسے ہوا اور جسم ایسے گرم کہ پسینہ آیا ہوا تھا اور وہ نیم بے ہوشی میں تھی۔

بے جی نے اپنی ایک دوست جو ڈاکٹر تھی اسے بلا لیا جو چیک کر کہ دوائی دے گئی تھیں اور ساتھ یہ بھی کہہ گئی تھیں سٹریس کی وجہ سے ان کا بی پی بھی ہائی تھا اسکا خیال رکھیں ورنہ جان جانے میں دیر نہیں لگے گی۔

بے جی اسے دوائی کھلانے کے بعد پٹیاں رکھتی رہی تھی ساری رات وہ اس کے سرہانے بیٹھی تھیں اور حورین نیم بے ہوشی میں تھی کبھی اٹھتی تھی اور کبھی پھر سے سو جاتی تھی لیکن اسے کچھ خبر نہیں تھی۔

بے جی اور نوراں نے اسکے بازو پر لگا زخم بھی دیکھا تھا جہاں پٹی سہی نہ ہونے کی وجہ سے خون سم رہا تھا ڈاکٹر نے حیرانی سے دیکھتے ہوئے پٹی کھول کر دوبارہ کر دی تھی لیکن ایک

سوال ان کی زبان پر بھی تھا جو وہ بغیر پوچھے بے جی کی وجہ سے وہاں سے اسکا خیال رکھنے کی تاقید کرتے ہوئے میڈیسن دے کر اور حورین کو ایک انجیکشن لگا کر چلی گئیں۔

انجیکشن کی وجہ سے حورین کسمسائی تھی جسے سب نے وہاں موجود محسوس کیا تھا اور بے جی پریشانی سے اس کو دیکھتے ہوئے آنسو بہانے لگیں اور نوراں نے انہیں تسلی دی اور کمرے میں ہی جائے نماز بچھا کر اللہ سے اسکے ٹھیک ہونے کی دعا کرتی رہی پھر بے جی اسے دوائی کھلانے لگیں جو اس نے نیم بے ہوشی میں کھائی تھی۔

رات کے 4 بجے اسکے بخار کا زور ٹوٹا تھا۔وہ نارمل ہوئی تھی نوراں اور بے جی نے رب کا شکر ادا کیا تھا۔

اور وہ دونوں اسکے روم سے باہر گئی تھیں بے جی اپنے کمرے میں وضو کرنے چلی گئی اذان آنے والی تھی اور نوراں آذان کا انتظار کرنے لگی۔

جیسے ہی آذان ہوئی وہ نماز پڑھنے کے بعد چائے بنانے چلی گئی کیونکہ بے جی صبح صبح چائے پیتی تھیں۔

تہامی اسی کشمکش میں تھا کہ وہ اس شخص کے بارے میں کس طرح سے معلومات حاصل کرے جب تک اسے اسکا نام ہی معلوم نہیں ہو گا وہ کیسے اس کے بارے میں معلوم کر سکتا ہے۔

یہ سب اسے حورین ہی بتا سکتی تھی لیکن کیسے وہ اس سے پوچھے اسکی سمجھ سے باہر تھا۔

سوچتے سوچتے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا کیوں نہ ان کے چوکیدار سے رابطہ کیا جائے یہ کام غلط تھا وہ جانتا تھا لیکن اسے اپنی حور کیلئے یہ بھی کرنا تھا حور کی زندگی کا سوال تھا اسے اس سب سے نکال کر لانا تھا۔

اسی وقت اس نے گاڑی کی چابی اٹھائی تھی اور جانے کیلئے قدم بڑھائے تھے۔

تبھی ثانیہ کی آواز سن کر وہ رکا تھا۔

تہامی بھائی آپ کہاں جا رہے ہیں وہ تیز تیز چلتے ہوئے اسکے قریب آئی تھی تیز تیز چلنے کی وجہ سے اسکا سانس پھولا ہوا تھا۔

لڑکی کیا آفت آگئی تھی آرام سے نہیں چل سکتی تھی تہامی نے اسے اس طرح ھانپتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

اس میں بھی آپ ہی کا قصور ہے ثانیہ نے اسے چڑاتے ہوئے کہا۔

ہاہائے ایک تمہارا خیال کر رہا ہوں تمہاری فکر میں تمہیں کہہ رہا ہوں اور تم ہو نواب زادی سارا قصور ہی میرا بنا دیا۔

ہاں تو اور کیا نواب صاحب آپ ہی کا قصور ہے۔

بتانا پسند فرمائیں گی میں نے آپ کی شان میں کیا گستاخی کی ہے تہامی نے اس کے ہی انداز میں جواب دیا۔

ایک تو آپ مجھ سے پہلے کمرے سے نکل کر یہاں آ گئے میں آپ کے ہی کمرے میں آنے والی تھی۔

دوسرا اتنا تیز چلتے ہیں آپ کو فالو کرنے کیلئے یہ سب کرنا پڑا اور اگر آپ چلے جاتے تو میں کیسے انسٹیٹیوٹ جا پاتی ثانیہ نے منہ بناتے ہوئے جلدی جلدی روداد اسکو سنائی۔

اور تہامی کا زوردار قہقہہ بلند ہوا جس پر ثانیہ نے اسے گھور کر دیکھا۔

اچھا باباڈائن نہ بنو میں سوری کرتا ہوں گستاخی معاف کر دو اور بیٹھو پہلے آپ محترمہ کو چھوڑ دیتا ہوں-

وہ جلدی سے گاڑی میں آکر بیٹھی تھی اور تہامی کا جو کچھ دیر پہلے پریشانی کی وجہ سے برا حال تھا وہ اپنی بہن کی شرارتی باتوں کی وجہ سے کافی بہتر ہو گیا تھا-

---

صبح اسکی آنکھ پہلی آذان کے ساتھ کھلی تھی اس نے دوپٹہ اٹھا کر سر پر لینا چاہا لیکن درد کی شدت وہ برداشت نہیں کر پائی اس نے ایک نظر اپنے بازو کو دیکھا جہاں اسے تکلیف محسوس ہوئی تھی اور اسے کل دوپہر والا ہوا واقعہ یاد آیا تھا-

اس کے دل میں ایک درد کی لہر اٹھی تھی جسے اس نے خود میں ہی دبانے کی کوشش کی تھی-اسکے سر میں درد ہو رہا تھا اسے کمزوری سی محسوس ہو رہی تھی-

اسی لمحے اسے یاد آیا تھا اس نے تو کل کی چار نمازیں قضاء کر دی ہیں وہ کل دوپہر کی سوئی اب اٹھی رہی ہے۔

وہ دل میں افسوس کرتی وضو بنانے چلی گئی واپس آ کر نماز ادا کی اور اپنے اللہ سے معافی مانگتے ہوئے قضاء نماز ادا کرنے کا تہیہ کرتے ہوئے اٹھ گئی اس کے سر میں درد سا محسوس ہو رہا تھا پھر بھی اس نے تھوڑا سا قرآن پاک پڑھا اور اپنے لیے چائے بنانے کیلئے چلی گئی۔

وہ جیسے ہی کچن میں داخل ہوئی اسے نوراں ملی تھی۔

حورین بی بی اٹھ گئی ہیں؟ اب آپ کی کیسی طبیعت ہے نوراں نے اسکا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

میں تو ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے اس نے حیرت سے نوراں کو دیکھا۔

آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی

آپ نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا آپ جا کر سو گئی تھیں میں آئی تھی آپ کے پاس آپ سو رہی تھی پھر بے جی بھی پریشان ہو گئی تھیں رات بھر آپ کے کمرے میں رہی ہیں صبح نماز کے وقت اپنے کمرے میں آئی ہیں اس نے رات کی ساری بات بتائی۔

حورین کو تب یاد آیا کہ رات کو اسکے پاس کوئی موجود تھا وہ رات کو نیم بے ہوشی میں اٹھتی رہی تھی لیکن کسی بات کی اسے کوئی خبر نہیں تھی۔

حورین بی بی آپکے بازو پر کیا ہوا ہے؟ اس نے بازو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

پاؤں پھسل گیا تھا ہاتھ میں پہنی چوڑیاں ٹوٹ گئی تھیں تو کانچ سے چوٹ لگ گئی اس نے نوراں کی بات کا جواب دیا۔

اور تم زیادہ باتیں نہیں کرو اگر چائے بنا رہی ہو تو میرے لیے بھی ایک کپ بنا دو اس نے اسکے سوالوں سے بچنے کیلئے کہا کیونکہ ابھی وہ کچھ اور پوچھنے ہی والی تھی وہ یہ کہہ کر چلی گئی۔

وہ اسے تکتی رہی تھی اور وہ سوچنے پر مجبور ہو رہی تھی کیونکہ حورین اسے بدلی بدلی لگ رہی تھی۔

کچھ دیر تو وہ اسی جگہ کو دیکھتی رہی تھی جہاں سے حورین گئی تھی پھر وہ سر جھٹک کر چائے بنانے لگ گئی تھی۔

ہیری نے جیسے ہی کچن کا رخ کیا دیکھ کر حیران رہ گیا ہر چیز بکھری ہوئی تھی برتن سنک میں پڑے ہوئے تھے چائے بچی ہوئی پتیلی میں ابھی تک پڑی تھی فرش پر کیلے کے چھلکے پڑے ہوئے تھے جن سے چلتے ہوئے اسکا پاؤں پھسلا تھا اور گرتے گرتے وہ بچا تھا۔

میگھا تمہیں کون پوچھے گا سارا دن الٹے کام کرنے ہیں جب یہاں آئی تھی ایسی تو نہیں تھی اب تو وقت بے وقت سونا کچن کا یہ حال دیکھ کر تو بہوش ہونے کا دل کر رہا ہے پتہ نہیں تم کیسے سدھرو گی وقت گزرتا چلا گیا گزرتا چلا جا رہا ہے اور یہ بے مقصد زندگی گزارتی چلی جا رہی ہے۔

زندگی کو کب سمجھے گی ایک ہی بار ملی ہے اسے اچھے سے گزار لے اپنے گول اچیو کرے لیکن یہ تو سست ہوتی چلی جا رہی ہے۔

ہیری نے یہ سب سوچتے ہوئے فریج کھول کر دیکھا جس میں اسے چکن رکھا نظر آیا اس نے پاستہ بنانے کا سوچا شکر ہے اسے پاستہ کا پیکٹ رکھا مل گیا تھا۔

پاستہ بنانے کے ساتھ ساتھ اس نے کچن سمیٹا اور باہر آ کر میگھا کو اٹھایا جو ابھی بھی نیند میں کسمسا رہی تھی۔

ہیری مت اٹھاؤ سونے دو اس نے کروٹ بدلتے ہوئے کہا۔

میگھا تمہیں میرے جیسا شریف دوست ملا ہے قدر کر لو اور اب سدھرنے کی تیاری پکڑ لو بہت من مانیاں کر لی ہیں۔

ہیری نے اس کے اوپر سے کمبل اتار دیا وہ مجبوری میں اٹھ بیٹھی۔
اور اسے گھور کر دیکھنے لگی۔

یہ گھورنے والا کام بعد میں کر لینا ابھی تو تم جاؤ اور جا کر فریش ہو جاؤ۔

حکم ایسے چلا رہے ہو جیسے کوئی شوہر اپنی بیوی پر چلا رہا ہو دوست سے زیادہ اس وقت مجھے تم اپنے دشمن لگ رہے ہو میرا دل کر رہا ہے ان ہاتھوں کو کاٹ دوں جن سے تم نے میرا کمبل کھینچا ہے اور تمہارے اوپر ٹھنڈا پانی ڈال دوں تاکہ تمہیں سردی لگے سردی سے کانپو گے تب تمہیں اندازہ ہو گا اس وقت میری نیند خراب کرنے کے لیے آ گئے ہو۔

وہ ہمیشہ کی طرح آنکھیں مسلتے ہوئے ہوئے تھوڑی تھوڑی نیند میں بولتی چلی جا رہی تھی۔

اور ہیری ہمیشہ کی طرح سینے پر ہاتھ باندھے سن رہا تھا کیونکہ اسکے ساتھ کئی بار ایسا ہو چکا تھا۔

بس بس سن لیا میں نے اچھی طرح ذہن نشین کر لیا ہے اور اب آپ چلی جائیں فریش ہو جائیں ورنہ مجھے ہی تمہیں چھوڑ کر آنا پڑے گا بلکہ باتھ روم کی کنڈی لگا آؤں گا۔

میگھا منہ بسورتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

جیسے ہی وہ فریش ہو کر آئی تھی ہیری کھانا لگا چکا تھا۔

ہیری تم دنیا جہان کے اچھے ترین دوست ہو جیسے ہی اس نے پاستا دیکھا بھوک چمکی تھی کرسی کھینچ کر آرام سے بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔

ہیری اسے دیکھ کر مسکرانے لگا تھا۔

ابھی تو تم میرے ہاتھ کاٹنے والی تھی اور جانے کیا کیا کرنے کا بول رہی تھی اب اتنی سی دیر میں دنیا جہان کا اچھا دوست بھی بن گیا ہوں ہیری نے جلدی سے اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔

ہائے میرے پیارے سے دوست میری بات کو دل پر لے لیا ہے میں تو مذاق کر رہی تھی میگھا نے پاستہ کھاتے ہوئے کہا۔

تم نہیں سدھر سکتی ہو اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہیری کمال کا پاستہ بناتے ہو یہ تو سارا میں کھاؤں گی ہیری کو دیکھتے ہوئے میگھا نے کہا۔

ایسے ہی کھا جاؤ گی ہیری نے جلدی سے ٹرے اٹھائی جس پر میگھا کا قہقہہ گونجا۔

ہیری امریکہ میں ہی ایک یتیم خانے میں پلا تھا اسے معلوم ہی نہیں تھا اس کے ماں باپ کون ہیں؟ انہوں نے اسے یہاں کیوں رکھا ہے وہ اپنی محنت سے آگے بڑھنے لگا تھا زندگی کی اونچ نیچ کو وقت نے سیکھا دیا تھا وہ وقت سے پہلے ہی سمجھدار ہو گیا تھا لیکن جو حالات اسکے ساتھ پیش آئے تھے وہ مکمل طور پر اللہ کا منکر ہو گیا تھا اور امریکہ جیسے ملک میں رہ کر ایسا عقیدہ رکھنا اس کیلئے کوئی ایسی معیوب بات نہیں تھی وہ اپنی تعلیم کیلئے مزید محنت کرنے لگا تھا۔

وہ یونیورسٹی میں ایڈمیشن نہیں لے سکتا تھا کیونکہ اس کے پاس اتنے پیسے موجود نہیں تھے۔ وہ وہاں کے ماحول کے مطابق 18 سال کا جب ہو چکا تھا تو اس کی ذمہ داری حکومت پر عائد نہیں ہوتی تھی۔ اب وہ خود ذمہ دار تھا

وقت گزر رہا تھا اسکا شوق بڑھتا جا رہا تھا اسکے پاس روپے پیسے کی کمی ضرور تھی لیکن اس نے جو خواہش کی تھی وہ اسکی پوری ہوئی تھی۔

وہ اللہ کو نہیں مانتا تھا وہ جو کچھ کرتا تھا جو کچھ اسکے ساتھ ہوتا تھا وہ سمجھتا تھا اس نے خود کیا ہے کوئی اور اسکے ساتھ نہیں کھڑا تھا اسے لگتا تھا اگر اللہ کا وجود ہوتا تو وہ خود ظاہر ہوتا نظر آتا لیکن ایسا نہیں تھا اسکی سوچ تھی اگر کوئی کسی چیز کو تخلیق کرتا ہے بناتا ہے تو وہ خود سامنے آتا ہے خود بتاتا ہے کہ میں نے اسے بنایا ہے۔

لیکن اللہ کبھی سامنے نہیں آیا ہے جب وہ سامنے نہیں آتا تو اسکا کوئی وجود ہے ہی نہیں دنیا میں جتنے دن ہیں اچھے سے گزار لیے جائیں جو گول ہیں انہیں حاصل کر لیا جائے یہی زندگی ہے اور یہی زندگی کا اسکے نزدیک حاصل تھا۔

لیکن وہ اس بات سے انجان تھا کہ زندگی کا ایک رخ اس نے دیکھا ہے کہ وہ محنت خود کرتا ہے لیکن اسکی محنت اس کے بنانے والے کی وجہ سے ہوتی ہے۔اگر کوئی ایسا ہے جو چاہتا ہے کہ یہ چیز بنا دی جائے اور وہ بنا لیتا ہے کہ اسکا خالق موجود ہے تو کیا انسان خود ہی وجود میں آگیا ہے اسکا بھی تو خالق ہے اسکا بھی تو کوئی بنانے والا ہے اور اگر اسکا کوئی بنانے والا ہے تو وہ کون ہے؟ یہ وہ شائد جاننا نہیں چاہتا تھا یا پھر وہ سائنس کے جھوٹے دعوؤں کو بغیر تحقیق کے مان چکا تھا صرف عقل استعمال کی تھی وہ بھی وہاں تک جہاں سائنس ختم ہو جاتی تھی۔

ایک دن وہ پیدل چل رہا تھا سوچ رہا تھا وہ کس طرح سے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے کر پڑھائی جاری رکھ سکتا ہے تب ایک لڑکی اسکے پاس سے گزری اور تھوڑا سا آگے چل کر لڑکھڑائی اور لمحوں میں وہ زمین بوس ہو گئی تھی ہیری نے یہ منظر دیکھا تھا وہ کسی کی زندگی کو ضائع کرنے کے حق میں نہیں تھا اس لیے وہ بھاگ کر اس لڑکی کے پاس پہنچا تھا اور اسے جلدی سے ہاسپٹل لے کر گیا تھا- وہ ایک گھنٹہ مسلسل بے ہوش رہی تھی تب اسکے پاس جو تھوڑے بہت پیسے تھے وہ اس پر لگا چکا تھا جیسے ہی اسے ہوش آیا تھا وہ اس کے پاس جا پہنچا تھا اور یہاں سے ہیری کی میگھا سے دوستی ہو گئی تھی-

میگھا کی طبیعت ایک دن پورا کچھ نہ کھانے کی وجہ سے خراب ہوئی تھی وہ ان دنوں کسی ٹینشن میں تھی اور اسنے اپنا خیال رکھنا چھوڑ دیا تھا-

اسطرح میگھا کا خیال ہیری نے رکھا اسکے کھانے پینے کا خیال رکھتا اسکے فلیٹ میں ہی سارا دن اسکے پاس رہتا اسے سٹریس سے نکالنے والا ہیری ہی تھا۔

اس نے میگھا کو آگے بڑھنے کا مشورہ دیا تھا وہ خود بھی ہیری کے عقیدے پر عمل کرنے والوں میں سے تھی تبھی اس کی ہیری سے زیادہ بن گئی تھی پھر اسکا دکھ بھی تو اسکے اپنوں کا اسکے پاس نہ ہونا تھا وہ بھی تنہا تھی اور ہیری بھی بلکل تنہا تھا اس طرح انکی دوستی اتنی گہری ہوئی ایک دوسرے کے بارے میں جان کر وہ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ایک دن بیٹھے بیٹھے میگھا نے ہیری کو یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے کا مشورہ دیا لیکن ہیری نے اسکی بات کو اگنور کر دیا وہ بھی میگھا تھی کیسے چپ رہ سکتی تھی اسنے ایڈمیشن کی بات تب تک کی تھی جب تک اسے اصل وجہ معلوم نہیں ہوئی تھی۔

جیسے ہی اس نے وجہ بتائی میگھا نے اسکی فیس بھرنے کی ذمہ داری لے لی لیکن ہیری ماننے کو تیار نہیں تھا میگھا کے بار بار اسرار پر وہ اس شرط پر مانا تھا کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہی ایڈمیشن لے گی وہ بھی اسکے ساتھ ہی اپنی سٹڈی جاری رکھے گی۔

جیسے میگھا نے اپنی بات منوائی تھی ویسے ہی ہیری نے اپنی بات منوالی تھی۔اور اسطرح ہیری کی بہت بڑی خواہش پوری ہوئی تھی اور میگھا نے اپنی زندگی میں ایک نیا پن محسوس

کیا تھا ایک بار پھر سے اس نے اپنی زندگی کا آغاز کیا تھا اور اب ان کی ڈگری آدھی کمپلیٹ ہو چکی تھی لیکن وہ دونوں اب بھی اللہ کے منکر ہی تھے اتنا سہارا ملنے کے بعد بھی وہ دونوں منکر اللہ کی فہرست میں ہی کھڑے تھے۔

کسی نے پوچھا جو عمرِ رواں کے بارے میں
تو کیا بتائیں گے سود و زیاں کے بارے میں

حریمِ دیدہ وری خاک اڑ رہی ہے میری
میں جانتی تھی غبارِ مکاں کے بارے میں

دعا کرو کہ سلامت رہے مرا پندار
زمیں پہ سوچتی ہوں آسماں کے بارے میں

نجانے کتنے حریفوں کے نام یاد آئے
میں لکھ رہی تھی صفِ دوستاں کے بارے میں

ہر ایک قصے پہ دل اپنا تھام لیا
جو واقعات سنے داستاں کے بارے میں

یقین کر کہ ابھی تک ہے دل کو اس پہ یقیں
یہ حسنِ ظن ہے کسی بدگماں کے بارے میں

فریبِ سادہ دلی دیکھ اس ستمگر نے
بیان راز کیا رازداں کے بارے میں

نجانے کیسی گزرتی ہے جانے والوں پر

کوئی بتاتا نہیں رفتگاں کے بارے میں

تسنیم عابدی

وہ خود کو بہت حد تک کمپوز کر چکی تھی وہ ایک رات کمزور پڑتی تھی تو اگلی رات خود کو مضبوط بھی بنا لیتی تھی یہی اسکی زندگی کی بہترین خوبی تھی جو اسے اللہ نے عطا کی تھی۔ جس کے سہارے وہ جیتی تھی خوش رہنے کی کوشش کرتی تھی خود کو مطمئن کرتی تھی۔ وہ خود کو مطمئن کرتے ہوئے جیسے ہی سکون سے بیٹھی باہر کسی چیز کا شور ہونے لگا جیسے پانی بہت زور سے گر رہا ہو وہ اس وقت کے پہلے لمحے میں ہی سمجھ گئی تھی کہ باہر یقیناً بارش ہو رہی ہے وہ بیڈ سے اٹھی اور بھاگتے ہوئے کھڑکی کے پاس جا پہنچی تھی جلدی سے پردہ ہٹایا اور کھڑکی کے باہر بارش کا منظر دیکھنے لگی اس کا دل باہر جانے کے لیے مچل رہا تھا جیسے ہی اس نے اپنے قدم کمرے سے باہر کی طرف بڑھائے اسے اپنا ماضی یاد آیا تھا۔

تیز بارش ہو رہی تھی حورین نے اپنے کمرے سے باہر جھانکا تھا سردی کا موسم تھا دسمبر کا مہینہ چل رہا تھا دسمبر کی بارش ہو اور کوئی بارش میں بھیگتا رہے وہ بیمار نہیں ہو کیسے ممکن ہے-

اس نے جیسے ہی بارش کو دیکھا تھا باہر کی طرف بھاگی تھی بارش اسکی کمزوری تھی وہ بھاگتے ہوئے لان میں پہنچ چکی تھی جیسے ہی وہ بارش میں گئی بھیگتی چلی گئی تھی اس کا جسم ٹھنڈے ٹھنڈے بارش کے قطروں سے ٹھنڈا ہو چکا تھا اسکا جسم کانپ رہا تھا اور وہ مسلسل گول گول گھوم رہی تھی دنیا سے بیگانی ہو کر ہر چیز کو بغیر سوچے وہ صرف اس وقت بارش میں بھیگ رہی تھی-

اسی وقت وہ اسے ڈھونڈتے ہوئے باہر آیا تھا کیونکہ وہ اپنے کمرے میں موجود نہیں تھی اور اسے یقین ہو گیا تھا یہ بارش کی دیوانی لڑکی یقیناً بارش میں نہا رہی ہو گی-

جیسے ہی اس نے حور کو سامنے کھڑے گھومتے ہوئے بارش میں دیکھا تھا وہ حیران ہی تو ہوا تھا اسکی دل کی ملکہ اتنی خوبصورت ہے وہ اپنے بارش میں بھیگے وجود کے ساتھ موجود تھی اس کیلئے نظریں ہٹانا مشکل ہو گیا تھا-

اس نے اپنی نظریں جھکا لیں اور ایسے ہی چلتے ہوئے اس کے قریب جا پہنچا جہاں وہ بلکل ٹھنڈی یخ ہو چکی تھی وہ اسکا بازو پکڑتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا تھا وہ معصوم سی گڑیا کی طرح اس کے ساتھ کھنچی چلی جا رہی تھی۔

پلیز تھوڑی دیر اور نہانے دو پلیز میری بات مان لو وہ ساتھ ساتھ بول بھی رہی تھی لیکن اسکی بات پر اس کو کوئی اثر نہیں ہوا تھا کیونکہ اسے اپنی جان کی زندگی اس وقت زیادہ پیاری تھی وہ اسے بیمار ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اس نے حور کو اسکے کمرے میں لا کر بیٹھایا اور الماری سے اسکے کپڑے نکال کر اسے تھمائے تھے ساتھ ہی حکم جاری کیا وہ جلدی سے تبدیل کر کے آئے۔

حورین بغیر کچھ بولے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ اسے پتہ تھا وہ اسکے لیے کیا فیلنگز رکھتا ہے وہ اس کی زندگی میں کتنی اہمیت رکھتی ہے وہ اسکی کیا لگتی ہے سب جانتی تھی۔

وہ تھوڑی ہی دیر میں کپڑے تبدیل کر کے آئی تھی۔

اور وہ وہیں بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا جیسے ہی وہ سامنے آئی اسکے گیلے بال اس کی جان لینے کو تیار تھے ان میں سے ٹپ ٹپ برستا پانی جسے اب اس نے تولیے سے خشک کیا تھا۔

وہ چلتے ہوئے اس کے پاس آ بیٹھی تھی۔

ایم سوری!اس نے جلدی سے جملہ ادا کیا۔

اس نے اسے کوئی جواب نہیں دیا مکمل خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

میں دوبارہ بارش میں نہیں جاؤں گی اسنے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

پرامس کرو نہیں جاؤ گی اس نے اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے کہا۔

حورین نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے اسکا ہاتھ مضبوطی سے اپنے دوسرے ہاتھ سے تھام لیا۔

تبھی اس کو محسوس ہوا وہ کانپ رہی ہے۔

اس نے جلدی سے حورین کو اپنے قریب کر لیا وہ اسکی قربت سے گھبرانے لگی اسکے سینے سے لگی اسنے اپنا منہ اسکے اندر چھپانے کی کوشش کی جس پر اس کا قہقہہ بلند ہوا۔

وہ اسکی قربت سے ہمیشہ گھبراتی تھی لیکن وہ جب پاس نہیں ہوتا تھا اس کی قربت کیلئے مچلتی رہتی تھی۔

تو میری جان کو میرے پاس آنے میں شرم محسوس ہو رہی ہے اس نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

نہیں تو کس نے کہا اس نے جلدی سے منہ اوپر کر کہ کہا۔

اور اس نے اس کے گال پر اپنے پیار کی مہر ثبت کی جس پر حورین نے اسے گھور کر دیکھا۔ اور جلدی سے موقع دیکھ کر اس سے علیحدہ ہوئی تھی لیکن حورین کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رہ گیا تھا۔

کیسے آپ مجھ سے جان چھڑوا سکتی ہیں آپ بھول رہی ہیں یہ زندگی آپ ہمارے نام کر چکی ہیں اس نے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

آپ جائیں جا کر سو جائیں اس نے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے جھنپ کر کہا۔

میری جان اب نیند کس کمبخت کو آنی ہے اس نے اسے مزید چھیڑتے ہوئے کہا۔

تو جاگتے رہیے گا سوچتے رہیے گا کم از کم مزید یہاں بیٹھنے کی اجازت آپکو نہیں ہے اس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

جب آپ سے کبھی دور چلا جاؤں گا تب آپ کو میری یاد آئے گی اس نے سیریس ہو کر کہا۔

کیوں آپ چلے جائیں گے اس چھوٹی سی حورین نے گھبرا کر کہا تھا اسکا دل تیز تیز دھڑکنے لگا تھا۔

کیونکہ آپ کو میری ضرورت ہی نہیں ہے؟ اس نے سنجیدگی سے کہا۔

مجھے آپکی ضرورت ہے مجھے آپ کے پاس رہنا ہے آپ کیوں نہیں سمجھ رہے ہیں وہ چھوٹی سی پیاری سی بچی اسے کہہ رہی تھی۔

میرے پاس رہنا ہے تو پھر مجھ سے دور کیوں بھاگتی رہتی ہو اس نے اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے سیریس موڈ بناتے ہوئے کہا۔

وہ جلدی سے اس کے قریب ہوئی تھی اور اسکے ماتھے پر پیار کیا اسکے گلے سے لگ کر پوچھا اب تو نہیں جائیں گے ؟

اس نے اس کی دیوانہ وار محبت دیکھی تھی وہ خوش قسمت تھا کہ اسکو حور جیسی ہمسفر ملی تھی وہ خوشی سے چہک رہا تھا اس نے اسے پیار سے الگ کیا اور بیڈ پر لیٹا کر کمبل اڑا دیا۔

نہیں جاؤں گا ہمیشہ ساتھ رہوں گا میری جان بستی ہے تمہارے اندر اور میرے دل کے اندر میری حور بستی ہے اور جہاں حور بس چکی ہے میری رگوں میں سما چکی ہے وہ کیسے نکل سکتی ہے-اب سو جاؤ تم میں چلتا ہوں-

اس نے ہاں میں سر ہلایا اور وہ چلتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا حور نے اسے دیکھتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں وہ اب بھی اسے اپنے اندر محسوس ہو رہا تھا وہ خاموشی سے آنکھیں بند کرتے ہوئے سو گئی-

حورین ماضی سے حال میں واپس آئی تھی ایک آنسو اسکی گال پر پھسلا تھا جو اسکے غم کی عکاسی کر رہا تھا اس نے کھڑکی کی طرف قدم واپس بڑھائے تھے اور اس نے بارش کو کھڑکی سے کھڑے ہو کر ہی دیکھنا شروع کر دیا تھا-

میں بارش میں اب بھی نہیں جاتی ہوں مجھے اپنا وعدہ یاد ہے آپ نے مجھے نہیں چھوڑنا تھا یہ آپ کیسے بھول گئے ہیں-

اس کے ذہن میں ایک ہی سوال رہتا تھا اور آج اسکی زبان پر بھی آیا تھا-

میں تو آپکی رگ رگ میں بستی تھی پھر کیوں کیا میرے ساتھ آپ نے ایسا کہ میری روح تک کو زخمی کر دیا خود کو سنبھالتے سنبھالتے مجھے اکثر آپ یاد آتے ہیں میں جانتی ہوں آپ میرے نہیں رہے لیکن مجھے کبھی یقین نہیں آیا پھر بھی مجھے یقین کرنا پڑا ہے کیونکہ یہی حقیقت ہے کہ آپ میرے نہیں رہے ہیں-

اس نے آنکھیں ضبط سے بند کر لی تھیں-اسکی اذیت بڑھی تھی جسے اس نے ضبط کرنے کی کوشش کی تھی-

چراغ مانگتے رہنے کا کچھ سبب بھی نہیں،
اندھیرا کیسے بتائیں کہ اب تو شب بھی نہیں،

میں اپنے زعم میں اک بازیافت پر خوش ہوں،
یہ واقعہ ہے کہ مجھ کو ملا وہ بھی نہیں،

جو میرے شعر میں مجھ سے زیادہ بولتا ہے،
میں اس کی بزم میں اک حرف زیر لب بھی نہیں،

اور اب تو زندگی کرنے کے سو طریقے ہیں،
ہم اس کے ہجر میں تنہا رہے تھے جب بھی نہیں،

کمال شخص تھا جس نے مجھے تباہ کیا،
خلاف اس کے یہ دل ہو سکا ہے اب بھی نہیں،

یہ دستکیں، یہ مری زندگی کی آدھی رات،
ہوا کا شور سمجھ لوں تو کچھ عجب نہیں،

یہ دکھ نہیں کہ اندھیروں سے صلح کی ہم نے،

ملال یہ ہے کہ اب صبح کی طلب بھی نہیں،

حساب دربدری تجھ سے مانگ سکتا ہے،

غریب شہر مگر اتنا بے ادب بھی نہیں،

ہمیں بہت ہے، یہ سادات عشق کی نسبت،

کہ یہ قبیلہ کوئی ایسا کم نسب بھی نہیں،

پروین شاکر

ثانیہ کو تہامی نے انسٹیٹیوٹ چھوڑا تھا اور خود چوکیدار سے ملنے کیلئے چلا گیا تھا۔

ثانیہ جلدی جلدی قدم بڑھاتی ہوئی کلاس روم میں داخل ہوئی تھی جہاں مس تحریم کا لیکچر ابھی ابھی شروع ہو رہا تھا۔

شکر ہے وقت پر آ ہی گئی ہوں ورنہ مس ہو جاتا آج کا لیکچر تو ویسے ہی میرے لیے بہت اہم تھا ثانیہ نے دل میں سوچا چلتے ہوئے اس کرسی پر جا بیٹھی جو سب سے آخر میں خالی پڑی تھی۔

اب وہ مکمل طور پر مس تحریم کی طرف متوجہ ہو چکی تھی اور ان کا لیکچر ذہن نشین بھی کرنے کیلئے تیار تھی اور ساتھ ہی نوٹ بک پر نوٹ کرنے کیلئے پین اور نوٹ بک کھول چکی تھی۔

مس تحریم نے اپنے لیکچر میں بولنا شروع کیا تھا
وہ غور سے اسے سن رہی تھی اتنی سننے میں مگن تھی کہ ایک ایک لفظ پر غور کر رہی تھی ایک ایک چیز کو سمجھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ نوٹ بک پر نوٹ بھی کر رہی تھی۔

توحید کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ ایک ہے یکتا ہے اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی رہے گا باقی دنیا تباہ ہونے والی ہے فانی ہے ختم ہونے والی ہے اس دنیا کی بجائے اللہ کو پالیں اس ایک کو منالیں اسے ایک مانیں ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہی یہی ہے کہ اللہ ایک ہے لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بہت سے خداؤں پر یقین رکھتے ہیں کچھ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہی نہیں ہیں وہ کہتے ہیں دنیا کا وجود خود ہی ہوا ہے لیکن اللہ ایک ہے اسکا وجود ہے یہ ہم مسلمان مانتے ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

والھکم الہ واحد

ترجمہ

"اور تمہارا معبود ایک معبود ہے"

(البقرہ:163)

لاالہ الا ھو یحی ویمیت

ترجمہ

"اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے"۔

(الاعراف158)

قل ھواللہ احد

ترجمہ

"کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے"

)اخلاص: 1(

ان آیات میں اللہ نے ہمیں خود بتادیا ہے کہ وہ ایک ہے اس پر یقین کرنے اس کو ایک ماننے میں ہی ہماری بھلائی ہے۔

اس وقت مجھے علامہ اقبال کا ایک شعر یاد آرہا ہے مس تحریم نے گہرا سانس لے کر شعر بلند آواز میں پڑھا جو آخر میں بیٹھی نشست پر ثانیہ نے بھی غور سے سنا تھا۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

)اقبال(

کمرے میں تالیوں کی آواز گونج اٹھی تھی لیکن ثانیہ کسی حد تک کنفیوز ہوئی تھی اس وقت اس نے لیکچر غور سے سننے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

لیکن اسکے پاس بیٹھی ایک لڑکی نے ہاتھ کھڑا کیا تھا وہ کوئی سوال کرنا چاہتی تھی۔
مس تحریم نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور سوال کرنے والی کو سوال پوچھنے کی اجازت دے دی۔

میرا سوال یہ ہے کہ کیا اللہ ہے؟ اگر ہے تو اسکا وجود ثابت کریں اس نے بڑے ہی اعتماد کے ساتھ سوال کیا تھا۔

مس تحریم اسے دیکھ کر مسکرائی تھیں۔

وہ لڑکی انتہائی ماڈرن تھی گلے میں بے نام سا سٹالر لیے ہوئے پینٹ شرٹ پہنے خود کو بہت ہی باوقار ثابت کر رہی تھی لیکن در حقیقت وہ وہاں بیٹھی کسی بھی عورت جیسی نہیں دیکھتی تھی وہ وہاں ایک الگ ہی مخلوق لگ رہی تھی۔

تو بیٹا آپ ملحد ہیں؟ مس تحریم نے بہت ہی آرام سے سوال پوچھا۔

ملحد کیا ہوتا ہے؟ اس نے ایک الگ ہی انداز میں سوال پوچھا تھا۔

ہم عمومی طور پر ملحد کی بجائے الحاد کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔الحاد کے عربی زبان میں اگر معنی کیے جائیں تو انحراف, راستے سے ہٹ جانے کے ہیں الحاد کو انگریزی زبان atheism کہا جاتا ہے۔اگر اب اسکا مطلب اردو زبان میں لیا جائے تو یہ لامذہبیت یا لادینیت ہے۔الحاد اسلامی زبان کا لفظ ہے اب یہ لوگوں کے لیے ایک اصطلاح کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جو کافر ہیں وہ ایک اللہ کو نہیں مانتے لیکن بہت سے خداؤں کو مانتے ہیں

بہت سے شریک ٹہراتے ہیں لیکن الحاد وہ لوگ ہیں جو سرے سے اللہ کو مانتے ہی نہیں ہیں-

اب آجاتے ہیں ملحد کی طرف یہ وہ لوگ ہیں جو الحاد کو ماننے والے ہیں ان کے ہی نقشے قدم پر چلنے والے ہیں ان کی تعداد دنیا بھر میں صرف سات فیصد ہے اور سب سے زیادہ ملحد اس وقت چین میں ہیں جن کی تعداد ایک اندازے کے مطابق 40 کروڑ ہے-

مس تحریم نے تفصیل سے ملحد کے بارے میں بتایا-

اس لڑکی نے بخوبی سنا اور سمجھنے کے بعد اس نے ہاں میں سر ہلا دیا کہ وہ ملحد یعنی Atheism ہے-

اب کی بار مس تحریم نے گہرا سانس لیا پوری کلاس میں خاموشی چھائی ہوئی تھی سب ہی غور سے سن رہے تھے ان میں سے کوئی تو اس بارے میں تھوڑا بہت جانتا تھا اور کتنی ہی لڑکیاں ایسی تھیں جنہیں سرے سے پتہ ہی نہیں تھا کہ کوئی ایسی مخلوق بھی ہے جو اللہ کو نہیں مانتی ہے-

تو بیٹا اب آپ کا سوال یہ ہے کہ اللہ کا وجود نہیں ہے اگر ہے تو نظر کیوں نہیں آتا ہے ؟

مس تحریم نے اسکا سوال دہرایا تھا-

اور اس نے ہاں میں سر ہلا دیا تھا-

کلاس میں موجود سبھی لوگ کبھی اس لڑکی کی طرف اور کبھی مس تحریم کی طرف دیکھتے تھے-

سب تجسس میں تھے آخر اسکا جواب کیا ہو گا کیا مس تحریم اسے لاجواب کر پائیں گی یا وہ لڑکی اپنی بات میں چھپے جھوٹ کو سچا ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائے گی-

میں ایک مثال آپ سب کے سامنے پیش کروں گی نہ تو میں قرآن سے دلیل لاؤں گی اور نہ ہی گزری کسی الہامی و غیر الہامی کتاب سے ثابت کروں گی مس تحریم نے خاموشی کو توڑتے ہوئے بات کا آغاز کیا-

جو بھی کوئی چیز بنائی جاتی ہے اسکا ایک خالق موجود ہوتا ہے اس بات کو سبھی ہی مانتے ہیں میں زیادہ دور نہیں جاؤں گی میرے ہاتھ میں یہ بورڈ مارکر ہے مس تحریم نے سب کے سامنے بورڈ مارکر کو بلند کر کے دیکھاتے ہوئے کہا-

یہ مار کر جس نے بنایا ہے وہ اسکا خالق ہے اس کا بنانے والا ہے اب اگر ہم کہیں کہ یہ مار کر تو بن گیا ہے لیکن اسکا خالق نہیں ہے یہ مار کر خود ہی تو وجود میں نہیں آیا ہے اسکے بنانے والا کوئی نہ کوئی موجود ہے مثال کے طور پر یہ آپ نے بنایا ہے مس تحریم نے اس لڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

اب آپ اسکی خالق ہیں آپ اسکی بنانے والی ہیں لوگ جانتے ہیں کہ اسے آپ نے ہی تخلیق کیا ہے۔آپ اس بات کو مانتی ہیں مس تحریم نے آرام سے پیار سے تحمل سے اس سے پوچھا۔

جی بلکل مانتی ہوں کیوں کہ اسے بنانے والا موجود ہے۔

سہی آتے ہیں اب اس اصل بات کی طرف جس میں آپ کے سوال کا جواب موجود ہے۔ مس تحریم نے بورڈ مار کر کو گھوماتے ہوئے اس کے چہرے کے تاثرات کو نوٹ کرتے ہوئے کہا۔

جب ایک مار کر کا بنانے والا موجود ہے تو پھر یہ زمین آسمان یہ کائنات میں موجود چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بنانے والی بھی تو کوئی نہ کوئی ہستی موجود ہو گی جب مار کر کی تخلیق ہو چکی وہ خود بخود وجود میں نہیں آیا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ ساری کائنات خود سے وجود میں آ گئی ہو-اسکا بنانے والا بھی تو آخر کوئی نہ کوئی موجود ہے تو کیا اب آپ کہہ سکتی ہیں کہ تخلیق کائنات از خود ہی وجود میں آ گئی ہے؟ مس تحریم نے غور سے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا-

اس نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموش ہی رہی تھی-

تو بیٹا جس نے یہ کائنات اور اس میں موجود ذرے ذرے کو تخلیق کیا ہے وہی اللہ ہے وہی ایک ہے وہی یکتا ہے جسے ہم مسلمان مانتے ہیں عبادت کرتے ہیں اسی کے ہو کر اسی کی حدود میں رہ کر ہم اس کے ہی بندے ہیں-

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے

نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

)اقبال(

اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتی پوری کلاس میں تالیوں کی آواز گونج اٹھی تھی وہ لڑکی اپنا بیگ سمیٹ کر وہاں سے جا چکی تھی مس تحریم خوش تھیں کہ وہ اس کے ذہن میں کچھ اچھا ڈال پائی تھیں اسکے سوچنے کی راہ ہموار کرنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔

لیکن باقی سب کے ذہنوں میں بھی بہت سے سوال ابھرے تھے جنہیں مس تحریم نے اگلی نشست میں دینے کا وعدہ کیا تھا اور اسی ٹاپک پر ہی بات کرنے کیلئے دن مخصوص کر دیا تھا۔ کیونکہ کلاس کا وقت بھی ختم ہو چکا تھا۔

ثانیہ بھی اس ٹاپک پر جاننا چاہتی تھی یہ اس کیلئے معلوماتی ثابت ہوا تھا اور وہ سوچ رہی تھی ایسے کند ذہن لوگ بھی ہوتے ہیں۔ ساری کلاس خالی ہو چکی تھی وہ بھی اپنی کتابیں سمیٹ کر باہر جا چکی تھی۔

"وہ مسلسل بھاگ رہی تھی تپتی ریت تھی جس میں اسکے پاؤں جھلس رہے تھے لیکن وہ بھاگے جا رہی تھی وہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھ رہی تھی اسے لگ رہا تھا وہ پیچھے مڑ کر دیکھے گی تو کہیں ایسا نہ ہو وہ وہیں جم جائے اس کے پاؤں پتھر کے ہو جائیں گے اور آگے بڑھ نہیں پائے گی اور پیچھے جانے کے سارے راستے بند ہو جائیں گے -اسے بھاگتے ہوئے پیچھے سے آتی ہوئی آوازیں سنائی دے رہی تھیں- کہاں تک بھاگو گی آخر کہاں تک بھاگو گی ایک وقت آئے گا تمہیں ماننا ہو گا اور میرے پاس ہی لوٹنا ہو گا یہ الفاظ سنتے ہی وہ مزید تیز قدموں سے بھاگتے ہوئے آگے آتی کھائی کے پاس جا پہنچتی ہے وہاں سے وہ واپس پلٹنا چاہتی ہے لیکن کوئی اسے اس کھائی میں دھکا دے دیتا ہے اور اسکی چیخوں کی آواز گونجتی ہے اور اسکا وجود اس کھائی میں گر چکا ہوتا ہے"-

یہ خواب دیکھتے ہی حورین کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ اتنی سردی میں بھی پسینے سے شرابور ہوتی ہے اسکا جسم کانپ رہا ہوتا ہے وہ جلدی سے ساتھ پڑی ٹیبل سے جگ اٹھا کر گلاس میں پانی ڈالتی ہے گلاس ہاتھ میں پکڑے وہ پانی پیتی ہے لیکن پانی پیتے ہوئے اسکے ہاتھ کانپ رہے ہوتے ہیں وہ دو گھونٹ بڑی مشکل سے پانی پیتی ہے گلاس سائیڈ پر رکھتے ہوئے وہ اپنے روم سے نکل کر ٹیرس پر آ کر بیٹھ جاتی ہے۔

رات کے اندھیرے میں رات کی تاریکی کو دیکھتے ہوئے خواب کے بارے میں وہ سوچ رہی تھی یہ سب کیا تھا اسکے لئے انوکھا سا خواب تھا اس نے اپنی آنکھوں کو بند کیا وہ سوچ رہی تھی اس نے کب کب اور کس کس عمر میں یہ خواب دیکھا ہے وہ تقریباً ہوش سنبھالنے کے بعد سے اب تک کے عرصے میں 10 بار یہ خواب دیکھ چکی تھی اور اب تک وہ اس خواب کی حقیقت نہیں سمجھ پائی تھی زندگی کی الجھن جانے کب سلجھتی وہ خود کو سکون میسر کرنے کی کوشش کرنے لگی وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ اس خواب میں اسے کسی چیز سے روکا گیا ہے ڈرا سے اس بات کا تھا وہ یہ وقت پہچان پائے گی بھی یا نہیں آخر کب تک ایسا ہو گا جس کی نشاندہی اسے کی جا رہی تھی۔

اس کو اللہ کی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا گیا تھا جو بہت کم لوگوں کو ہی نصیب ہوتا ہے جو صرف اور صرف اللہ کے قریب رہنے والوں کو ہی حاصل ہوتا ہے جو اللہ کے پسندیدہ بندے ہوتے ہیں اور وہ اللہ کی شائد بہت پسندیدہ ہستی تھی-وہ جو بھی خواب دیکھتی تھی وہ ویسا ہی ہوتا تھا جیسا کہ وہ دیکھتی تھی جس چیز سے روکا جاتا جس کام کا اسے کرنے کا کہا جاتا کسی چیز کا اسے اشارہ کیا جاتا وہ سمجھ جاتی تھی اور ویسا ہی اس کی زندگی میں ہوتا تھا کہنے کو یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنا حال خواب کے ذریعے اللہ کے حکم سے دیکھ لیا کرتی تھی جو اسے بتایا جاتا صرف وہی اس سے نہ زیادہ نہ کم جتنا اللہ اسے دیکھانا چاہتا وہ اتنا ہی دیکھتی تھی لیکن اسے اب تک اس خواب کے بارے میں سمجھ نہیں آئی تھی اور اب وہ آنے والے وقت سے بھی ڈر رہی تھی-

---

کتنی ہی دیر وہ اسی طرح خاموشی سے بیٹھی رہی تھی اسے سردی کا احساس تک نہیں ہوا تھا جیسے ہی اذان کا وقت ہوا اذان کے کلمات اس کے کانوں تک پہنچنے لگے وہ ساتھ ساتھ اذان کے کلمات دوہرا رہی تھی جو اسے بھلے محسوس ہو رہے تھے۔

وہ اذان سنتے سنتے ماضی کے جھروکوں میں چلی گئی تھی۔

جب وہ اس کے ساتھ چل رہی تھی وہ پارک میں اس کے ساتھ ہمیشہ کی طرح واک کر کہ واپس آ رہی تھی جب آذان کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجے تھے۔اور اس نے تہامی سے سوال کیا تھا۔

آذان کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ وہ پوچھتے ہوئے بہت ہی معصوم لگ رہی تھی۔

آذان کا مطلب ہے اطلاع دینا, خبر دار کرنا, اعلان کرنا نماز کیلئے بلانا, نماز کی اطلاع دینا'
تہامی نے پیار سے اس کے گال کو کھینچ کر جواب دیا-

اسکا مطلب جب آذان آتی ہے تو ہمیں نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ وہ ہمیں نماز کیلئے بلا رہی ہوتی ہے حورین نے ایک بار پھر سے معصومانہ سوال کیا-

جس پر اس کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا اور اس نے ہاں میں سر ہلا دیا-

آپ کو معلوم ہے آذان کی ابتداء کب ہوئی تھی؟ اس نے اسے انفارمیشن دینے کیلئے پوچھا-

اس نے نہیں میں سر ہلا دیا اور پریشانی سے اس کی طرف دیکھا جیسے وہ کچھ غلط کر بیٹھی ہو کہ اسے یہ بات معلوم ہی نہیں تھی-

جس پر وہ مسکرا دیا-آپ کو نہیں معلوم تو کوئی بات نہیں میں بتا دیتا ہوں میں آپ کو آذان کے بارے میں اور بھی بہت کچھ بتاؤں گا جسے آپ کو یاد رکھنا ہو گا آپ یاد رکھو گی؟اس نے آخر میں حور سے سوال کیا-

جس نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو مسلتے ہوئے ہاں میں سر ہلا دیا-اور اس نے اسے بتانا شروع کر دیا-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو نماز کے اوقات کا اعلان کرنے کیلئے آذان کی ابتدا کی-آذان کے کلمات جفت ہوتے ہیں-

صبح کی آذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ دو دفعہ کہنا سنّت ہے

حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آذان کے کلمات دو دو بار اور تکبیرِ اقامت کے کلمات ایک بار ہی پڑھنے چاہیں-آذان کے بعد کی گئی دعا قبول ہوتی ہے-

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(مفہوم)"مؤذّن کی آواز جنّات،انسان اور جو جو چیز سنتی ہے،وہ قیامت کے دن اُس کے لیے گواہی دے گی."

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(مفہوم)"مؤذّن کے لیے ثواب ہے،اُس شخص کے ثواب کے برابر جس نے آذان سن کر نماز پڑھی."

حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(مفہوم)"قیامت کے دن آذان دینے والوں کی گردنیں تمام لوگوں سے لمبی ہوں گی(اللہ کا نام بلند کرنے کی وجہ سے وہ نمایاں ہوں گے)."

جب نماز کے لیے آذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے،جب آذان ہو جاتی ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے

جب تکبیر (اِقامت) کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے، جب تکبیر (اِقامت) ختم ہوتی ہے تو پھر آجاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے یہاں تک کہ آدمی کو پتہ نہیں چلتا کہ اُس نے کس قدر نماز پڑھی.

آذان کا جواب دینا-:

مؤذّن کے ساتھ آذان کے کلمات دُہرائے جائیں.

جب مؤذّن حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے کلمات کہے تو اُس کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہا جائے.

فجر کی آذان میں الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے جواب میں الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ ہی کہنا چاہیئے.

اسے آہستہ آہستہ وہ سب بتا رہا تھا وہ بڑے ہی اطمینان سے سن رہی تھی سنتے سنتے وہ گھر آ گئی تھی اور اس نے آتے ہی نماز پڑھنے کی فرمائش کی تھی اور اس نے اسے نماز سکھانے کی ہامی بھر لی تھی۔

حورین ایک دم سے ماضی سے واپس آئی تھی اور مسکرا رہی تھی۔

آذان ختم ہو چکی تھی وہ وضو کرتے ہی نماز پڑھنے میں مگن ہو گئی اور اللہ سے بہتری کی دعا کی پریشانی کو سلجھانے کی دعا مانگنے لگی۔

میگھا ہمیشہ کی طرح لیٹ ہو چکی تھی ہیری اس کا کلاس روم کے باہر کھڑے ہوئے انتظار کر رہا تھا کلاس کا وقت شروع ہونے میں صرف 5 منٹ رہتے تھے وہ بار بار گھڑی پر نظریں

دوڑا رہا تھا-اس نے رات کو اسے یاد بھی کروایا تھا کہ وہ وقت پر پہنچ جائے ایگزیمز نزدیک ہیں اور ہر حال میں اسے اس لیول تک لانا تھا جہاں میگھا کو ہونا چاہیے تھا-

آخری دو منٹ رہتے تھے ہیری نے افسوس سے گھڑی پر نظر دوڑائی اور کلاس روم کے اندر جانے کیلئے قدم بڑھائے پھر خیال آنے پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں وہ بھاگتے ہوئے اس کے پاس آ رہی تھی اس نے دور سے ہی ہیری کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا اور وہ اسے نزدیک آتے دیکھنے لگا جیسے ہی وہ نزدیک آئی اسکا سانس پھول رہا تھا-

ہیری اسے افسوس سے دیکھنے لگا اس نے ایک بار پھر گھڑی کی طرف دیکھا جہاں صرف ایک منٹ رہ گیا تھا-

پھر اس نے اس کو گھور کر دیکھا اور وہ کان پکڑے اسی کی طرف ہی دیکھ رہی تھی-

اس طرح ہیری کو دیکھ کر ہنسی آئی جو اس نے چھپانے کی کوشش کی تھی اور کلاس روم میں چلا گیا اور ساتھ ساتھ وہ بھی چلی گئی انہیں سب سے آخر والی سیٹ خالی نظر آئی تھی جہاں وہ دونوں بیٹھ گئے تھے-

پروفیسر ارحم کلاس روم میں اپنے وقت پر آ چکے تھے نہ ایک منٹ کم نہ ایک منٹ زیادہ تھا وہ ہمیشہ ایسے ہی آیا کرتے تھے اور اس بات سے سب حیران بھی ہوتے تھے وہ کیسے وقت کو مینیج کر لیتے تھے۔

انہیں دیکھ کر میگھا نے منہ بنایا تھا لیکن ہیری کے گھورنے پر وہ خاموشی سے بیٹھ گئی تھی۔

یہ ناگواری سر ارحم نے اچھے سے محسوس کی تھی لیکن انہوں نے اس معاملے میں ہمیشہ کی طرح خاموشی اختیار کی تھی یہ سب ان کیلئے اب معمول بن چکا تھا۔انہوں نے ایک نظر میگھا کو دیکھا کلاس میں سب کو سلام کیا حال احوال پوچھنے کے بعد اپنے آج کے ٹاپک پر لیکچر دینا شروع کر دیا---

انہوں نے بورڈ مارکر پکڑا اسے اپنے ہاتھ میں مخصوص انداز میں گھمایا اور وائٹ بورڈ پر بڑا بڑا ڈارون کا نظریہ لکھا اور اپنے شیریں لب و لہجے سے ڈارون کا نظریہ بتانا شروع کر دیا۔

ڈارون نے 1859 میں ایک ایسا نظریہ پیش کیا جو ارتقاء کے متعلق تھا۔

اس کے نظریے کے مطابق یہ کائنات جس کا وجود ہے اس میں ہر چیز متحرک ہے ہر چیز آگے بڑھ رہی ہے ہر چیز ترقی کی منازل طے کر رہی ہے لیکن کامیابی سے ہمکنار صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جو اس کے اہل ہیں اور جو کامیابی کی منازل کی طرف نہیں بڑھ رہے وہ نااہل ہیں وہ بہت پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہیں وہ آگے بڑھنے کے قابل بلکل نہیں ہیں جو نسل آگے بڑھ رہی ہے وہ نااہل لوگ نہیں بڑھا سکتے وہ صرف اہل لوگ ہی بڑھا سکتے ہیں یہ صلاحیت صرف انہیں میں موجود ہے ان کا کہنا ہے جو بھی چیزیں اس دنیا میں ہیں جن کے اندر روح موجود ہے وہ ہمیشہ سے ایسی نہیں تھی وہ وقت کے ساتھ بدلتی گئی ہیں اس نسل کو بھی وقت کے تقاضوں کے مطابق بدلنا ہو گا جب وقت بدلتا ہے تو یہ نسل بھی بدلتی ہے اور یہ آہستہ آہستہ بدلتی ہے اور ترقی کی منازل طے کرتی چلی جاتی ہے۔

ایک انسان نے بھی اسی طرح سے ترقی کی طرف بڑھ کر خود کو پروان چڑھایا ہے انسان نے اپنی زندگی کیڑے مکوڑوں سے شروع کی اور مختلف جانوروں سے شکلیں بدلتے

ہوئے وہ انسان کی شکل اختیار کرنے میں کامیاب ہوا ہے وہ مزید کہتا ہے انسان جب اپنے اندر زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے تبھی وہ زندہ رہتا ہے جو یہ صلاحیت نہیں رکھتا وہ انسان جانور حتی کہ ہر چیز ختم ہو جاتی ہے فنا ہو جاتی ہے۔ فطرت کا اصول اسی پر منحصر ہے اسی اصول کے تحت چل رہا ہے فطرت کے معیار پر جو چیزیں پوری اترتی ہیں اور جو پوری نہیں اترتی دونوں ہی ایک دن اس دنیا سے ختم ہو جاتی ہیں فنا ہو جاتی ہیں وہ کہتا ہے یہی چیز بقا اور فنا ہے۔ وہ کہتا ہے انواع کی باہمی کشمکش کا نام تنازع للبقاء ہے اس کا مطلب یہ ہے جو کوئی بھی اس دنیا میں کمزور ہے وہ فنا ہو جائے گا جو طاقت ور انسان ہے صرف وہی للبقاء کے میدان میں رہنے کا حق رکھتے ہیں اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دنیا صرف طاقتور انسانوں کیلئے ہے اس دنیا میں صرف طاقتور انسان ہی رہ سکتے ہیں انہیں کو ساتھ رہنے کا حق حاصل ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ساری دنیا میں جو بھی مخلوق موجود ہے وہ نظریہ ارتقاء کے تحت پیدا ہوئی ہے اسے کسی ایک اللہ نے پیدا نہیں کیا اسکا کہنا ہے رب کا کوئی وجود نہیں ہے کیونکہ اسکا جواب ہمیں تاریخ نہیں دے سکتی ہے اس لیے کہ تاریخ کا انحصار تحریری کتابوں پر ہے اور پہلی انسانی تحریر بھی صرف سات ہزار قبل میں وجود آئی ہے جب کہ انسان تو دنیا میں پہلے ہی سے بستے تھے جبکہ تحقیق میں یہی انسانی بستیاں آتی ہیں۔

ڈارون کہتا ہے کہ سمندر میں جراثیم پیدا ہوئے پھر سمندر میں پائے جانے والے جراثیم ارتقائی منازل طے کرتے گئے اور ان جراثیم سے یک خلوی جاندار وجود میں آ گئے جنہیں بونی مخلوق کہا جاتا ہے انہیں کو سیلولر کہا جاتا ہے پھر وہ ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے ایک ایسی شکل میں تبدیل ہو گئے جسے ہم انسان کہتے ہیں یہی وہ طریقہ ہے جس کی وجہ سے انسان وجود میں آ گیا اور ارتقاء کا عمل مکمل ہو گیا۔

اب اگر ڈارون کے اس نظریہ کو دیکھا جائے سمجھا جائے غور کیا جائے تو ہماری عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی ہے اس نظریے کو تسلیم نہیں کرتی ہے اس بات میں چھپے صرف جھوٹ کو تسلیم کرتی ہے۔ لیکن بات وہی ہے کوئی جھوٹ کو قبول کر لیتا ہے اور کوئی اسی جھوٹ کو قبول کرنے سے انکاری ہے کوئی اسی نظریے کو سچ ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیتا ہے یہی وجہ ہے کہ لامذہبیت جنم لے چکی ہے کوئی مذہب کا پیروکار ہے اور کوئی صرف اور صرف اپنی ذات کا پیروکار ہے صرف اور صرف دنیا میں جینا چاہتا ہے دنیا کو لے کر چلنا چاہتا ہے زندگی کو صرف خوشی سے گزارنا چاہتا ہے چاہے وہ جیسے مرضی گزرے چاہے وہ برائی کے دلدل میں ہی کیوں نہیں پھنسا دے زندگی ان کے نزدیک ایسی ہی ہوتی ہے۔

میگھا جو اتنی دیر سے سن رہی تھی اس نے ہاتھ کھڑا کیا تھا۔

سر ارحم سمجھ گئے تھے وہ لادین ہے اور اس سے کسی بھی سوال کی توقع کی جاسکتی ہے۔

جی مس میگھا کیا سوال کرنا چاہا رہی ہیں ارحم نے تحمل سے پوچھا۔

میرا سادہ سا سوال ہے۔آپ نے کہا ڈارون کا نظریہ درست نہیں ہے ارتقائی منازل ایسے طے نہیں ہوئے اگر ایسے طے نہیں ہوئے ہیں تو پھر کس طرح سے طے ہوئی ہیں انسان شروع سے ہی انسان تھا کیا اسکا وجود خود ہی نہیں پیدا ہوا کیا انسان طاقتور نہیں ہیں؟ وہ انوکھی ہی لے میں ان سے سوال پوچھ رہی تھی۔

ارحم کو اس لڑکی میں کچھ اپنا پن سا لگتا تھا پتہ نہیں کیوں لیکن اتنے برے رویے کے باوجود وہ اسے اپنی سی لگتی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ اسکا ہر رویہ برداشت کر لیتے تھے۔

انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور بولنا شروع کر دیا-

یہ ہمارے مضمون سے ایک الگ چیز ہے میں اسکا جواب آپ کو دے سکتا ہوں لیکن یہاں اس پر بولنا ممکن نہیں ہے کیونکہ مجھے اس بات کی اجازت نہیں ہے اگر آپ اس بات کی ذمہ داری لیتی ہیں کہ میرے اس سوال کے جواب دینے پر کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی تو میں دینے کو تیار ہوں ارحم نے بڑے اطمینان سے کہا کیونکہ ابھی انہیں یہاں رہنا تھا اس طرح سے وہ یہاں سے نکلنا نہیں چاہتے تھے وہ یہاں اپنے قدم جمانا چاہتے تھے اسکے بعد اسلام کا پرچار کرنا چاہتے تھے ابھی تو انہیں کچھ ہی عرصہ ہوا تھا وہ صرف دین سے منسلک رہے تھے اور یہاں ریسرچ کی غرض سے آئے تھے وہ لادینیت پر کتاب لکھ رہے تھے وہ ان جیسے لوگوں کی سائکو ہسٹری لینا چاہتے تھے وہ ان جیسے لوگوں تک اپنی کتاب کے ذریعے سے معلومات دینا چاہتے تھے تاکہ انہیں میں رہ کر انہیں لوگوں کے سوالوں کو جانچ کر انہیں کے سوالوں کے جواب دینے کیلئے وہ اس کتاب کو لکھیں جس میں وہ تمام جواب ہوں جو یہ جاننا چاہتے ہیں-

میگھا نے خاموشی اختیار کر لی تھی کیونکہ وہ بھی اس بات کی ذمہ داری نہیں لے سکتی تھی۔

کلاس کا وقت بھی ختم ہو چکا تھا سرار حم اللہ حافظ کرتے ہوئے کلاس سے باہر جا چکے تھے اور میگھا اب ہیری کی طرف دیکھ رہی تھی جو ابھی تک اسے گھور رہا تھا۔

کیا ہے اب تم مجھے کھا جاؤ گے ایسے گھور گھور کر دیکھ رہے ہو دل کرتا ہے میں چلی جاؤں میگھا نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

سدھرنا نہیں تم بس کلاس میں بھی شروع ہو گئی مسلہ کیا ہے تمہیں سرار حم سے ہر وقت اس کے پیچھے پڑی رہتی ہو ہیری نے کہا۔

مسلہ مجھے ان سے نہیں ہے مسلہ مجھے اسلام سے ہے مسلہ مجھے مذہب سے ہے کیا ہے زندگی جانتے بھی ہیں میگھا نے روکھے رویے سے کہا۔

میگھا یہ ان کا پرسنل میٹر ہے وہ جو چاہیں کریں ہمیں انہوں نے کبھی فورس نہیں کیا ہے تو ہم کیوں انہیں ایسے ڈیگریٹ کریں یہ غلط بات ہے-ہیری نے اسے سمجھایا تھا-

اچھا سوری دوبارہ کوشش کروں گی ایسا نہیں کروں اس نے بات کو نظر انداز کرنے کیلئے ختم کرتے ہوئے کہا-

ٹھیک ہے تمہاری بات پر مجھے اعتبار تو نہیں ہے لیکن تم کہتی ہو تو میں مان لیتا ہوں اس نے جانچتی نظروں سے اس کو دیکھا-

اب چلیں اگلے لیکچر میں ابھی ایک گھنٹہ ہے میں نے ناشتہ بھی نہیں کیا ہے میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں میگھا نے ہنستے ہوئے کہا-

اس نے سر ہلاتے ہوئے اسکے ساتھ چلنے میں ہی عافیت سمجھی-

تہامی نے ثانیہ کو انسٹیٹیوٹ چھوڑا تھا اور گاڑی کا رخ حورین کے گھر کی طرف کیا تھا وہ تیز تیز گاڑی چلا رہا تھا وہ جلد از جلد پہنچ جانا چاہتا تھا اسنے 15 منٹ کا سفر 5 منٹ میں طے کیا تھا ابھی گھر کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اسے گھر سے باہر ایک گاڑی نکلتے ہوئے نظر آئی جس میں کوئی شخص آرام سے بیٹھا ڈرائیو کرتا ہوا گاڑی بھگاتے ہوئے آگے بڑھا رہا تھا وہ اتنی عجلت میں تھا کہ گاڑی سے نکلتے تہامی کو اسنے نہیں دیکھا تھا-اس نے بھی چوکیدار سے ملنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے اپنی گاڑی اس کے پیچھے لگا دی گاڑی فالو کرتے ہوئے وہ جس جگہ پہنچا تھا وہ کوئی اور جگہ نہیں فیکڑی تھی وہ فیکڑی جو بے جی نے خود ہنر مند خواتین کیلئے شروع کی تھی-اس نے آگے بڑھ کر فیکڑی کے چوکیدار سے کنفرم کیا تھا یہ جو ابھی فیکڑی میں داخل ہوا ہے کون ہے؟اسکے جواب کے بعد اسے اب سب اچھی طرح سے سمجھ آ گیا تھا یہ کوئی اور نہیں اذلان تھا-تو حورین اس جنگلی کے ہوتے ہوئے یہاں رہتی ہے لیکن بے جی نے تو وعدہ کیا تھا کہ وہ حورین کو اس کے آس پاس بھی نہیں بھٹکنیں دیں گی اسکی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کریں گی تو یہ سب کیا ہے؟

اتنا عرصہ اسے ہم سب سے دور رکھا گیا ہم سب سے ہماری ہی حور کو چھپا کر رکھا گیا
ہمارے ہی جسم کے حصے کو ہم سے الگ کر دیا اور اس کو پتہ نہیں کس حال میں رکھا ہوا ہے
آخر آپ کو یقین کیوں نہیں آیا آخر کیوں آپ نے جیتے جی سب رشتے اتنے دور کر دیے کہ
ان کے سائے سے بھی ہمیں دور رکھا حورین کو اتنا چھپا دیا امی تڑپتی رہیں میں اسے اپنے
سے دور کرتے ہوئے ڈرتا رہا اور آپ نے میری مجبوری بنا دی لیکن اب نہیں اب ایسا نہیں
ہو گا میری حور آپ کو واپس کرنی ہی ہو گی بس کچھ دن میں آ رہا ہوں اپنی حور کو آپ سے
واپس لینے کے لیے آ رہا ہوں اب میں اسے اپنے سے دور ہونے ہی نہیں دوں گا ہر گز نہیں
میری زندگی میری کل متاع حیات میری حور تھی جسے آپ نے مجھ سے دور کر کہ اچھا
نہیں کیا آپ نے ہم سب کو تکلیف دے کر اچھا نہیں کیا ہماری تکلیفوں میں اضافہ کرنے
والی آپ خود ہیں اپنے وعدے کی پاسداری ہی آپ سے نہیں ہو سکی ہے تو مزید آپ سے
کس بات کا گلہ کروں کس کس بات کا حساب مانگوں کس کس سوال کا جواب مانگوں بس
اب ہر بات کا حساب آپ دیں گی اور ضرور دیں گی۔آپ سے ملنے میں بہت جلد آ رہا ہوں
اور اس سے پہلے مجھے دانیال سے ملنا ہو گا اور بہت جلد ملنا ہو گا جانے اس کو کس حال میں
رکھا ہو گا بس مجھے اپنے تمام رشتے آپ سے واپس وصول کرنے ہیں اذلان میں آ رہا ہوں

بہت جلد آرہا ہوں بس تم اب انتظار کرو میرے واپس آنے کا میرے سامنے کھڑے ہونے کا کیونکہ تم اس بار سہہ نہیں پاؤ گے میں نے سب سہہ لیا ہے اب باری تمہاری ہے۔ وہ بولتے ہوئے ایک عزم کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا تھا اور گاڑی فل سپیڈ سے بھگا لے گیا تھا۔

حورین پریشانی سے ادھر ادھر ٹہل رہی تھی اسے تیاری کرنے میں مسلہ ہو رہا تھا ایک تو بازو میں تکلیف کی وجہ سے وہ پڑھ نہیں پائی تھی اب کچھ درد کم ہوا تھا زخم مدمل ہوئے تھے وہ بازو ہلا پا رہی تھی اسے امید تھی کہ دو دن تک وہ لکھنے کے قابل ہو جائے گی لیکن ایگزیمز میں صرف دو دن رہ گئے تھے وہ تیاری کس طرح سے کرے گی یہ سوچ کر ہی اسے ڈر لگ رہا تھا اس کی سال بھر کی محنت تھی جسے وہ ضائع نہیں کر سکتی تھی۔

اسی لمحے اسے جینی کا خیال آیا تھا سوچتے ہی اس نے جلدی سے جینی کا نمبر ملایا- بیل جا رہی تھی دوسری بیل پر ہی کال رسیو کر لی گئی تھی-

ہیلو کی آواز سن کر حورین نے جھرجھری لی تھی اسے ہمیشہ سے سلام کرنا اچھا لگتا تھا یہ اس کی سب سے زیادہ بہترین عادت تھی لیکن وہ جینی کی عادتوں سے واقف تھی وہ بات کا رخ ہی پھیر دیتی تھی یہی وجہ تھی اس نے اسے ٹوکنا مناسب نہیں سمجھا تھا وہ حال احوال پوچھنے کے بعد اصل بات کی طرف آئی تھی-اس نے اسکی پریشانی کو سمجھتے ہوئے اپنے گھر آنے کی دعوت دی تھی لیکن وہ اس کے گھر جانے کیلئے پریشان ہوئی تھی کہ ہو سکتا ہے بے جی اسے وہاں جانے کی اجازت نہیں دیں اس نے اس بات کا ذکر جینی سے بھی کیا تھا لیکن اس کا کہنا تھا وہ ایک بار ان سے بات کر کہ تو دیکھیں اور اس نے اسکی بات مان لی تھی اور تہیہ کر لیا تھا کہ وہ بے جی سے بات کرے گی-

کال بند کرتے ہی وہ تھوڑی ہی دیر میں بے جی کے کمرے میں تھی بے جی ابھی ابھی نماز پڑھ کر فری ہوئی تھیں وہ ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور اپنی پریشانی انہیں بتانے لگی-

ٹھیک ہے رحیم بابا کے ساتھ تم چلی جاؤ اور دھیان سے وہاں رہنا میں تو اسے جانتی بھی نہیں ہوں تمہاری پڑھائی کی وجہ سے اجازت دے رہی ہوں جلدی جاؤ اور جلدی واپس آ

جانا-پہلی بار ایسا ہوا تھا بے جی نے اسے اسی وقت اجازت دے دی تھی اب وہ اس پر بہت زیادہ بھروسہ کرنے لگی تھیں-

حورین ہاں میں سر ہلاتی ہوئی خاموشی سے اٹھ گئی تھی-

اور اب وہ اپنا بیگ سمیٹ کر جینی کے گھر جانے کیلئے رحیم بابا کو بول کر گاڑی میں بیٹھ چکی تھی-

NovelHiNovel.Com

سرارحم ابھی ابھی سٹاف روم میں آکر بیٹھے تھے-انہوں نے ایک نشست سنبھال لی تھی اس وقت سٹاف روم میں کوئی بھی موجود نہیں تھا اس نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں اس کی آنکھوں کے سامنے کئی رنگ آئے تھے اور وہی رنگ ماند پڑتے چلے گئے تھے رشتوں کے ساتھ ہونے کے رنگ رشتوں کے بکھرتے ماند پڑتے رنگ اور آخر میں ذلت موت سے آشنائی اور موت کے قریب ترین رہ کر زندگی کی طرف پلٹنا اتنا آگے بڑھنا سب بہت کٹھن اور جان لیوا ثابت ہوا تھا لیکن اس نے ہمت سے اس وقت کو برداشت کیا اور آج اس

مقام پر تھا جہاں اسے ہونا چاہیئے تھا-دروازہ نوک ہوا تھا ارحم نے آنکھیں کھول کر دیکھا اندر آتی میگھا کو دیکھ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے وہ کسی قدر حیران ہوا تھا وہ یہاں کیا کرنے آئی ہے شائد کسی سر کو ڈھونڈ رہی ہو گی اس کے دماغ میں پہلا خیال یہی آیا تھا-

سٹاف روم خالی دیکھ کر بھی وہ رکی نہیں تھی وہ اندر آچکی تھی اور بیٹھنے کی اجازت طلب کر رہی تھی یہ ارحم کیلئے حیران کن مرحلہ تھا وہ اس طرح کبھی اس کے پاس نہیں آئی تھی وہ تو اس کے سائے سے بھی دور بھاگتی تھی اس کی سمجھ سے باہر تھا-

ارحم نے اپنے خیالات کو جھٹکتے ہوئے اسے بیٹھنے کی اجازت دے دی-

وہ ارحم کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر آرام سے بیٹھ گئی اور وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا-

آپ کا آج کا لیکچر سنا آپ کی دلیری کو داد دینے کا دل کرتا ہے آج تک کوئی اس مقابل میرے سامنے نہیں آیا ہر دوسرے موڑ پر مجھے میرے سامنے آپ کھڑے نظر آتے ہیں کیا ہے ایسا آپ میں کہ مجھے مجبور کر رہا ہے آپ سے جاننے کا دل کر رہا ہے آخر جو بول

رہے ہیں اسکے بارے میں کتنی سچائی آپ کے اندر موجود ہے اس نے بغیر کوئی تمہید باندھے دل کی بات کی تھی۔

آپ مجھ سے کیا جاننا چاہتی ہیں ارحم نے سیدھا سا سوال کیا۔

مجھے آپ سے کوئی لگی لپٹی بات نہیں کرنی مجھے آپ الگ سے تو جواب دے سکتے ہیں سب کے سامنے نہ سہی صرف اور صرف مجھے تو جواب دے سکتے ہیں۔

ارحم نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو آپ سائنس سے کیسے غلط ثابت کر سکتے ہیں میں چند سوال آپ سے کروں گی مجھے ان سوالوں کو سائنس سے غلط ثابت کر دیں میں بھی دیکھوں آخر آپ کہاں تک سچے ہیں۔وہ چند سوال یہ ہیں؟

(1ڈارون کا نظریہ ملحدانہ سوچ کا حامل کیسے ہے؟

(2ڈارون کا نظریہ صرف اور صرف ایک نظریہ کیسے ہے ثابت کریں؟

(3ارتقائی مراحل کی سائنس سے وضاحت کریں کہ ڈارون کا نظریہ غلط ثابت ہو جائے-

(4ڈارون کے ارتقاء کے مرحلے کو بے نقاب سائنس سے کیسے کریں گے؟

(5ارتقائی مراحل میں سابقہ وجود کی وضاحت سائنس سے کریں-

(6ارتقاء کی حقیقت کیا ہے جو سائنس سے ثابت ہو-

اس نے دھیرے دھیرے وہ تمام سوال ارحم کے سامنے رکھے تھے جو وہ اپنے دماغ میں سوچ چکی تھی-

اوراس نے وہ تمام سوال ایک پیج پر ساتھ ساتھ نوٹ کیے تھے تاکہ اسے آسانی کے ساتھ سمجھا سکے۔

ڈارون کے نظریہ ارتقاء پر سائنسی اعتراضات کچھ اسطرح سے ہیں جو سوالات آپ نے کیے ہیں ان کے جواب میں آپ کو کچھ پوائنٹس کے ذریعے دوں گا بے فکر ہو کر غور سے سنیں ارحم نے تسلی سے کہا

1) ملحدانہ سوچ سے بھرپور نظریہ

ڈارون کا نظریہ ایک ایسا نظریہ ہے جو مغرب کی تقلید میں چلنے والے ملحدانہ سوچ کے حامل لوگوں کی عکاسی کرتا ہے اوراس نظریے پر ایک عقل مند انسان صرف ہنس ہی سکتا ہے اور آج کے دور میں سائنس اتنی ترقی کے باوجود اتنی تحقیق کے باوجود بہت سی غلطیاں مادے کے بارے میں کرتی چلی آرہی ہے۔اس بیسویں صدی کی سائنسی تحقیق

کے ہاتھوں جب مادے کی قدر و قیمت نہ رہی اور جب مادہ مادہ ہی قبول نہیں کیا گیا مادہ مادہ ہی نہیں رہا جو دیکھا جا سکے اس لیے تو وہ بنیاد ہی ختم ہو گئی جس پر ڈارون نے اپنے نظریے کی بنیاد رکھی تھی اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ڈارون کا نظریہ فضول ہے محض فضولیات پر مبنی ہے۔

(2 صرف اور صرف ایک نظریہ

ڈارون کا نظریہ ایسا ہے جس میں وہ دلائل نہیں دے سکا ہے اور نہ ہی اس کے پاس دلائل موجود ہیں ڈارون کے ساتھ کھڑے اس کے ساتھیوں نے دلائل دینے کی بھرپور کوشش کی لیکن ہمیشہ کی طرح ناکام رہے۔

اس حوالے سے مولانا مودودی کہتے ہیں۔

"ڈارون کا نظریہ صرف ایک نظریہ ہی ہے جب ڈارون نے اس کو پیش کیا تھا اس وقت بھی ایک نظریہ ہی تھا اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی صرف ایک نظریہ ہی ہے اور وہ اس کو آج تک حقیقت ثابت نہیں کر سکا"۔

(3ارتقائی مراحل کیسے ہوئے ڈارون کا نظریہ غلط ہے؟

سائنس اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ بے جان چیزوں سے جاندار چیزوں کا وجود نہیں ہو سکتا ہے اگر خیال کیا جائے اس طرف تو سوال ایسا پیدا ہوتا ہے جس سے ڈارون کا نظریہ غلط ثابت ہو جاتا ہے۔

ڈارون کا کہنا ہے ارتقاء کا عمل جاری ہے تو سوال ہی یہ جنم لیتا ہے کہ ڈارون کا نظریہ کیا سہی کہتا ہے کیا حقیقت میں ارتقاء کا عمل جاری ہے؟

اگر مان لیں ارتقاء کا عمل جاری ہے تو انسان جو بن چکا اب وہ کیا روپ اختیار کرے گا۔

لیکن اگر ہمارے ذہن میں یہ آئے کہ ارتقاء کا عمل ہی رک چکا ہے تو اس کے رکنے کی کیا وجوہات ہونگی-انسان ہزارہا سالوں سے زمین پر ہے اگر ارتقاء کا عمل جاری ہے تو اس نے اب تک اپنی شکل کیوں تبدیل نہیں کی ہے-

بغیر ثبوت کے صرف مفروضوں سے کام ڈارون بھی نہیں چلا سکتا ہے-

(4ڈارون کا نظری ارتقاء بے نقاب

ارتقاء کا عمل ایسا ہے اگر ہم آم کا پودا لگائیں تو وہ بڑا ہو کر تن آور آم کا درخت ہی بنے گا وہ اپنے ارتقائی مرحلے کے بعد کوئی اور درخت کیوں نہیں بن سکا یہ بات ہی ڈارون کے نظریے کو بے نقاب کر دیتی ہے-

(5ارتقائی مراحل میں سابقہ وجود کی وضاحت

جب بھی کوئی چیز ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی آگے بڑھتی ہے اور اسکی پہلے والی ہیت جسامت اسکا وجود ختم ہو جاتا ہے نیا وجود اسے مل جاتا ہے لیکن اب اگر غور کریں تو ہمارے سامنے پہلے کا وجود پہلے کی جسامت پہلے کی شکل موجود ہے تو کیسے ڈارون کا نظریہ سہی ثابت ہو سکتا ہے-

(6ارتقاء کی حقیقت کیا ہے؟

سائنسدانوں کے مطابق جو تحقیقات انہوں نے کی ہیں انکے مطابق اس زمینی سیارے کی عمر دو ہزار ملین اور دو ارب سال ہے اب ظاہر ہے مفروضے کیلئے یہ مدت بہت کم ہے اسکے لیے مدت کا ہونا بہت ضروری تھا-ایک ریاضی دان گزرے ہیں جن کا کہنا ہے کسی بھی نوع میں اگر ہم تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو اس کیلئے دس لاکھ پشتوں کی مدت کا عرصہ بہت ضروری ہے-

تو کیا اب ڈارون کا نظریہ سہی ثابت کیا جا سکتا ہے بلکل نہیں بلکہ ڈارون کے نظریے کو صرف اور صرف رد ہی کیا جا سکتا ہے یہ محض جھوٹ پر مبنی ہے اور اس کی حقیقت کچھ بھی

نہیں ہے-ابھی میرے اگلے لیکچر کا وقت ہو رہا ہے آپ سوچیں اچھی طرح سے انہیں ذہن نشین کریں اس کے بعد آپ میرے پاس آئیں اگر آپ کے پاس مزید بھی کوئی سوالات ہیں میں ہر وقت آپ کو جواب دینے کیلئے تیار رہوں گا ارحم نے نشست چھوڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کر کہا لیکن آج میگھا کی پہلی بار بولتی بند ہوئی تھی وہ جا چکا تھا اور وہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور اس کے دل و دماغ میں کچھ حل چل سی ہو رہی تھی اسے جاننے کی جستجو محسوس ہو رہی تھی اسے لگ رہا تھا اب وہ جاننا چاہتی ہے کچھ تو اسے جاننا ہی تھا جس سے یا تو وہ انجان تھی یا پھر انجان بنی رہنا چاہتی تھی یا پھر بد گمان ہو چکی تھی جو بد گمانی اس کے دل میں تھی اسے نکالنا چاہتی تھی-

---

رحیم بابا حورین کو چھوڑ کر چلے گئے تھے وہ دروازے کی بیل بجا رہی تھی جینی نے دروازہ کھولتے ہوئے اسکو خوشدلی سے خوش آمدید کہا جس پر حورین خوشی کے مارے جھوم اٹھی کہ اتنے عرصے بعد کسی نے اسے اتنی اہمیت دی تھی یا پھر بے جی تھی جو اسکا خیال رکھتی

تھیں ورنہ ایسا کوئی نہیں تھا جو اسکو اس طرح سے خوش آمدید کہے-وہ خوشی خوشی جینی کے ساتھ پیپر کی تیاری کرنے لگی جو مسلہ اسے درپیش تھا پڑھائی کے حوالے سے وہ سب جینی نے حل کر دیا تھا وہ خوش تھی کہ وہ اب اچھے سے پیپر دے سکے گی لیکن کہیں اندر سے ڈر بھی موجود تھا آخر وہ وقت بھی آ ہی گیا جب اسکا پہلا پیپر تھا وہ دے کر جینی کے گھر چلی جاتی تھی اور وہیں اگلے پیپر کی تیاری کر لیتی تھی اس بات کی اجازت اسے بے جی نے دے دی تھی اور وہ تیاری کرتی رہی اور پیپر دیتی رہی لیکن جب نماز کا وقت ہوتا وہ نماز پڑھتی لیکن جینی نماز نہیں پڑھتی تھی اسے یہ بات جینی کی بری لگتی تھی ایک دن اس نے کہہ دیا کہ وہ نماز پڑھا کرے-

لیکن جینی بات کرتے ہوئے پریشان سی ہوئی تھی اور اگلے ہی پل اس نے کہا میں نماز نہیں پڑھتی ہوں اس کیلئے تم مجھے فورس نہیں کرو گی-

یہ بات حورین کیلئے بہت ہی عجیب تھی لیکن وہ خاموش ہو گئ-جب اسکا سکینڈ لاسٹ پیپر تھا اسے حیرت کا جھٹکا لگا اسنے قرآن پڑھنا چاہا اسکا دل تھا وہ 10 منٹ کچھ آیات تلاوت کر کہ پھر پیپر کی تیاری شروع کرے-جیسے ہی اسنے جینی سے قرآن پاک کا مطالبہ کیا اسکا جواب سن کر وہ دنگ رہ گئ-

میرے گھر میں قرآن پاک نہیں ہے اس نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا-

کیا تمہارے گھر میں قرآن پاک کوئی نہیں پڑھتا ہے اس سے اسنے سوال کیا کیونکہ وہ حیرت زدہ تھی-

نہیں پڑھتا کوئی بھی اور پڑھنا بھی نہیں چاہیے پڑھ کر کیا ملنا سب جھوٹ قصے کہانیاں ہی تو ہیں اس نے جھٹ اپنے اندر کی بات کی جو وہ چھپا رہی تھی-

تم کیسے کہہ سکتی ہو یہ سب جھوٹ قصے کہانیوں پر مبنی ہے تمہیں قرآن پاک کے بارے میں ایسا نہیں کہنا چاہیے یہ غلط بات ہے اللہ کریم تم سے کس قدر ناراض ہونگے تم سوچ بھی نہیں سکتی ہو-اسنے سچ بات کہی تھی-

کونسا اللہ کہاں ہے ؟ایسے خیالی پلاؤ مت پکاؤ حورین ایسی کوئی حقیقت نہیں ہے ازنے بے دلی سے کہا-

لیکن تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو تم مسلمان نہیں ہو ؟کرسچن یا پھر یہودی ہو وہ بھی تو کتاب اللہ کو مانتے ہیں حورین نے حیرت سے اندازہ لگاتے ہوئے کہا-

تم نے بلکل غلط اندازہ لگایا ہے میں کسی کتاب کو نہیں مانتی ہوں میں اللہ ہی کو نہیں مانتی ہوں اس نے روانی سے بتایا اور ایسے جیسے وہ بلکل سہی کہہ رہی ہو-

حورین کیلئے یہ بات بہت ہی عجیب تھی وہ تو پہلی بار سن رہی تھی کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کو ہی نہیں مانتا ہے اس نے حیرت سے اسے دیکھا تھا-

یہ غلط تصور ہے تم اللہ کو نہیں مانتی ہو یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ موجود ہو اور تم اسکی انکاری ہو اس نے حیرانی سے پوچھا-

جب ہے ہی نہیں تو مان کیسے لوں اس نے بے ساختہ کہا۔

تم کہنا کیا چاہا رہی ہو اللہ جب ہے تو اسے مان کیوں نہیں لیتی ہو حورین نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

تم سے ایک سوال کروں اس نے ہاتھ میں پکڑی پنسل کو گھماتے ہوئے کہا۔

ہاں کرو حورین نے اسے دیکھتے ہوئے بے دلی سے کہا۔

کیا تمہاری زندگی میں جو تم نے چاہا وہ پورا ہوا ہے؟ اس نے اطمینان سے پوچھا۔

بلکل نہیں بے ساختہ حورین نے کہا۔

کوئی ایسی خواہش تو ہو گی جو پوری ہوئی ہو اس نے خواہش پر زور دیتے ہوئے پوچھا-

نہیں ہوئی ہمیشہ مجھ سے چھینا گیا ہے اس نے افسردگی سے کہا-

تم نے کبھی دعا نہیں کی اپنی خواہشات پوری کرنے کیلئے کبھی اپنے دل کی بات نہیں کی اللہ سے کہ وہ قبول کر لے- جینی نے لاجک استعمال کی تھی کیونکہ وہ ملحد تھی اور ملحد ہمیشہ لاجک ہی استعمال کرتا ہے دماغ کو ماؤف کر دیتا ہے اور یہی کام جینی نے کیا تھا-

دعا بہت بار کی ہے------ لیکن قبول نہیں ہوئی ابھی اس نے جملہ مکمل نہیں کیا تھا لیکن جینی نے پہلے ہی جملہ اپنے انداز میں مکمل کر دیا-وہ حورین کے گرد گھرا تنگ کر چکی تھی-

تو اللہ نے تمہاری دعائیں قبول کیوں نہیں کی ہیں تم 19 سال کی ہو چکی ہو ان پورے 19 سالوں میں اس نے تمہاری کوئی دعا قبول نہیں کی ہے اور تمہیں لگتا ہے اللہ موجود ہے؟

جینی نے بڑے ہی نرالے انداز سے بات کی تہہ کو نکال کر اسکے سامنے رکھا جو وہ کہنا چاہتی تھی۔

پتہ نہیں کیا بول رہی ہو میں گھر جا رہی ہوں مجھے تم سے ابھی کوئی بات نہیں کرنی ہے حورین کے پاس کوئی جواب نہیں تھا وہ اسے اپنی باتوں میں الجھا چکی تھی۔

تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے اور کچھ نہیں وہ اپنی کتابیں سمیٹ کر گھر کی طرف روانہ ہو چکی تھی اور جینی اسے روکتی رہی تھی حورین کا دماغ الجھ چکا تھا۔

اذلان نے جب سے بے جی اور وکیل صاحب کی باتیں سنی تھیں کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بپھرا ہوا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ حورین کو کچل کر رکھ دے لیکن اس نے پتہ نہیں اب تک خود پر کس طرح کنٹرول کیا ہوا تھا۔

وہ اور خاموش ہو جائے تو اسکا مطلب اس خاموشی کے پیچھے بہت بڑا طوفان آنے والا ہے اس کے شیطانی دماغ میں ایک منصوبہ فٹ ہو چکا تھا جس پر وہ بہت جلد عمل کرنے والا تھا۔

اسکے ذہن میں وہ واقعہ گھوما تھا جب اس نے اپنی ماں کے ساتھ مل کر دانیال کو اس گھر سے نکالا تھا اور ہمیشہ کیلئے اسے اس جائیداد سے بے دخل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا وقت گزرتا چلا گیا تھا اور وہ مزید بڑا ہو گیا تھا حورین جو ہر وقت سہمی سمٹی رہتی تھی اس کے عتاب کا نشانہ بنتی چلی جا رہی تھی حورین سے منگنی اس نے اپنی ماں کے کہنے پر کی تھی تاکہ حورین کے حصے میں آنے والی جائیداد اس کے قبضے میں آجائے جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا حورین سے شادی کیلئے بے جی زور دے رہی تھیں لیکن وہ کسی صورت اتنی جلدی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا اسے حورین سے کوئی مطلب نہیں تھا اسے صرف اور صرف اسکی جائیداد سے مطلب تھا اسے صرف اور صرف اپنی جائیداد بنانی تھی حورین کا حصہ چھیننا تھا چاہے وہ کسی طرح بھی چھین لے۔

وقت آتا گیا اور وہ حورین کو جنگلی بن کر دیکھانے لگا اور وہ اس کے ساتھ ہر طرح کے ظلم کرنے میں کامیابی سے چلتا رہا اور اللہ کریم اسے دیتے رہے نوازتے رہے کہ وہ کب تک

اس راستے پر چلتا ہے اور حورین کو آزمایا جاتا رہا وہ زندگی کے اس راستے میں شیطان بن چکا تھا اور شیطان کی کوئی منزل نہیں ہوا کرتی ہے۔

آج بھی اس کے ذہن میں ایک منصوبہ آیا تھا کہ وہ وکیل صاحب سے ملے گا اور اسے پیسے دے کر خرید لے گا اور وکیل صاحب کی جیب بھرنے کی صورت میں اسے من چاہی مراد مل جائے گی اسکی یہ سوچ اسے کہاں لے کر جائے گی اسے خبر ہی نہیں تھی وہ بس دولت کا پجاری بن چکا تھا اور اسے دولت ہی چاہیے تھی۔

وہ وکیل صاحب سے ملنے گیا جیسا کہ وہ فیصلہ کر چکا تھا لیکن وکیل صاحب نے اس کی ایک نہیں سنی انہیں ایمانداری نبھانا تھی جو اسے بے جی نے کہا اس نے صرف اسی پر ہی عمل کرنا تھا۔اب اس کا اگلا لائحہ عمل کیا تھا وہ دیکھنا تھا اس وقت آفس میں کھڑا وہ بپھرا ہوا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ حورین کو قتل ہی کر دے اگر اسکا بس چلتا تو وہ کب کا یہ کر چکا ہوتا اسکا مقصد اس کو اپنی زندگی سے نکالنا تھا۔

کیا عجیب بہکی بہکی باتیں کر رہی تھی پاگل ہو گئی تھی اللہ کو ماننے سے انکاری تھی ایسا کیسے ممکن ہے کہ اللہ ہو ہی نہیں اسکا وجود ہے اسکے وجود سے انکاری توبہ توبہ عجیب بات کر دی جینی نے توحد کر دی لیکن وہ لاجک کس طرح دے رہی تھی ایسے لگتا تھا سچ ہی بول رہی ہے لیکن وہ سچ نہیں تھا میرا دل اس بات کو نہیں مانتا ہے جو باتیں وہ کر رہی تھی-وہ خود ہی خود سے باتیں کرتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی چلتے چلتے وہ کافی دور نکل آئی تھی اس وقت سڑک پر ایکا دکا لوگ ہی موجود تھے اسے اب خیال آیا تھا کہ اسے تو ٹیکسی لینی تھی اتنی دیر تک وہ پیدل چلتی رہی ہے ابھی وہ بے دھیانی میں ہی چل رہی تھی کہ ایک دم وہ کسی سے ٹکرائی تھی اور زمین بوس ہونے کو تھی کہ اسی نے اسے اپنے بازوؤں میں تھام لیا تھا وہ آنکھیں میچے بغیر دیکھے اسی کی بانہوں میں گھبرائے ہوئے موجود تھی اسے یقین نہیں آرہا تھا وہ زندہ سلامت بچ گئی ہے اسے تو لگ رہا تھا جس طرح سے وہ لڑکھڑائی تھی اس کی کوئی نہ کوئی ہڈی پسلی ضرور ٹوٹ جانی ہے

پہلے اسے کچھ وقت یقین کرنے میں لگا لیکن پھر اگلے ہی لمحے اس نے آنکھیں کھول لیں اور بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی جس کی بانہوں میں وہ اس وقت موجود تھی اور دوسرے ہی لمحے وہ ایک جھٹکے میں اس سے علیحدہ ہوئی تھی اسے یقین نہیں ہو رہا تھا آج پھر وہ اسکے

سامنے کیسے آگیا ہے وہ خاموشی سے اس سے علیحدہ ہوئی وہ کوئی اور نہیں تہامی تھا حورین شرمندہ سی اس سے علیحدہ کھڑی تھی وہ اسے جی بھر کر دیکھ رہا تھا یہ بہت ہی عجیب بات تھی اسے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا ہر بار وہ اسے کسی نہ کسی وجہ سے اس سے مل رہی تھی ایک دم وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔

اب وہ اسے اصل حقیقت بتانے کی بجائے اسے سرپرائز دینے کی سوچ رہا تھا کیونکہ وہ جان چکا تھا حورین کہاں رہتی ہے کس کے ساتھ رہتی ہے اور اس دن اسے ہاسپیٹل تک پہنچانے والا کون تھا اور اب وہ قانونی راستہ طے کرتے ہوئے حورین تک جانا چاہتا تھا اور حورین کو اسی دن سچ کا سامنا کرنا تھا تمام ثبوتوں کے ساتھ تہامی نے اسکے پاس جانا تھا تاکہ سچائی جان کر وہ اس کے ساتھ چل دے اور اسکو اذیت دینے والوں کا جو حال اس نے کرنا تھا وہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور اس کی سوچ تک پہنچنا کتنا مشکل کام تھا یہ کوئی جان لیتا تو اپنا بچاؤ کرنا اس کیلئے آسان ہو جاتا لیکن اب وقت انہیں کس دھارے پر لے کر جاتا تھا یہ تو صرف وہی جانتا تھا۔

ابھی وہ خاموشی سے اسکی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ حورین نے بغیر کچھ کہے جانے کیلئے قدم بڑھائے اسے اس کی آنکھوں میں کچھ عجیب سا لگا تھا اسے اپنا وقت یاد آیا اسے ایک کشش

سی اسکی آنکھوں میں محسوس ہوئی تھی ایک لمحے کو تو لگا وہ اسکا پیار ہے وہی جو اس سے بچھڑ گیا تھا لیکن اگلے ہی لمحے وہ خاموشی سے چلی گئی تھی اور اس نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا اور وہ سیدھی اسکے سینے سے جا لگی تھی یہ لمحہ اس کے لیے بہت ہی مشکل تھا وہ اب غصے میں بولی تھی چھوڑیں ہر بار میرے راستے میں آجاتے ہیں آخر آپ کیا چاہتے ہیں؟ ساتھ ہی وہ اس سے علیحدہ ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔

بس اتنا اکیلے مت جاؤ آرام سے گاڑی میں بیٹھو وہ سامنے ہی کھڑی ہے تمہیں ہی دیکھ کر تمہاری طرف آیا تھا اکیلے ہی پیدل چلتی جا رہی تھی اور پھر تو مجھ سے ٹکرا ہی گئی ایک تو بچایا ہے اوپر سے شکریہ ادا کرنے کی بجائے پھر سے پیدل لانگ مارچ کرنے کا ارادہ ہے محترمہ جا کہ گاڑی میں بیٹھیں اس نے تفصیل سے ساری بات کی تھی۔

آپ کے ساتھ جاؤں ایسا تو ممکن نہیں ہے لیکن ہاں آپ کا شکریہ ضرور ادا کر سکتی ہوں اس لیے بہت بہت شکریہ ایک ادا سے کہتی وہ آگے بڑھی تھی۔

اگلے ہی لمحے اس کا بازو اس کے ہاتھ میں تھا شکریہ ایسے نہیں میرے ساتھ جا کر ادا کر سکتی ہیں وہ کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر اپنے ساتھ لے جاتے ہوئے گاڑی کے پاس پہنچا دروازہ کھولا اور اسے اندر بیٹھا دیا اور دروازہ لاک کر دیا تاکہ وہ کہیں بھی نہیں جا سکے۔

حورین اسے گھور کر دیکھ رہی تھی تب تک وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا تھا اور گاڑی سپیڈ سے بھگا کر اس کے گھر کے سامنے روکی تھی اور وہ حیران تھی اسے گھر کے بارے میں کیسے معلوم تھا۔

اس نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھولا اور اسے جانے کیلئے کہا۔وہ جیسے ہی اتری اس نے اسے مسکرا کر دیکھا اور اس نے اسے گھور کر دیکھا۔

ایسے نہ دیکھو پھر میرا جانا مشکل ہو جائے گا اس نے آنکھ دبا کر کہا اور وہ بغیر کچھ کہے پاؤں پٹختی ہوئی اندر چلی گئی۔

اور اس نے زوردار قہقہہ لگایا

بہت جلد آرہا ہوں جان تہامی بس میرا تھوڑا سا انتظار کرنا اس نے مسکراتے ہوئے آہستہ سے کہا اور گاڑی میں آکر بیٹھا تھوڑی دیر میں وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

اک لفظِ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے
سمٹے تو دلِ عاشق، پھیلے تو زمانہ ہے

یہ کس کا تصوّر ہے، یہ کس کا فسانہ ہے؟
جو اشک ہے آنکھوں میں، تسبیح کا دانہ ہے

دل سنگِ ملامت کا ہر چند نشانہ ہے
دل پھر بھی مرا دل ہے، دل ہی تو زمانہ ہے

ہم عشق کے ماروں کا اتنا ہی فسانہ ہے
رونے کو نہیں کوئی، ہنسنے کو زمانہ ہے

وہ اور وفا دشمن، مانیں گے نہ مانا ہے
سب دل کی شرارت ہے، آنکھوں کا بہانہ ہے

شاعر ہوں میں شاعر ہوں، میرا ہی زمانہ ہے
فطرت مرا آئینہ، قدرت مرا شانہ ہے

جو اُن پہ گزرتی ہے، کس نے اُسے جانا ہے؟
اپنی ہی مصیبت ہے، اپنا ہی فسانہ ہے

آغازِ محبت ہے، آنا ہے نہ جانا ہے
اشکوں کی حکومت ہے، آہوں کا زمانہ ہے

آنکھوں میں نمی سی ہے چپ چپ سے وہ بیٹھے ہیں
نازک سی نگاہوں میں نازک سا فسانہ ہے

یا وہ تھے خفا ہم سے یا ہم ہیں خفا اُن سے
کل اُن کا زمانہ تھا، آج اپنا زمانہ ہے

اے عشق جنوں پیشہ! ہاں عشق جنوں پیشہ
آج ایک ستمگر کو ہنس ہنس کے رُلانا ہے

یہ عشق نہیں آساں، اتنا ہی سمجھ لیجئے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

خود حسن وشباب ان کا کیا کم ہے رقیب اپنا
جب دیکھئے، تب وہ ہیں، آئینہ ہے، شانا ہے

ہم عشقِ مجسم ہیں، لب تشنہ ومستسقی
دریا سے طلب کیسی، دریا کو رُلانا ہے

تصویر کے دو ر ُخ ہیں جاں اور غم ِ جاناں
اک نقش چھپانا ہے، اک نقش د ِکھانا ہے

مجھ کو اسی د ُھن میں ہے ہر لحظہ بسر کرنا
اب آئے، وہ اب آئے، لازم ا ُنہیں آنا ہے

خوداری و محرومی، محرومی و خوداری
اب دل کو خدا رکھے، اب دل کا زمانہ ہے

اشکوں کے تبسم میں، آہوں کے ترنّم میں
معصوم محبت کا معصوم فسانہ ہے

آنسو تو بہت سے ہیں آنکھوں میں جگر لیکن
بندھ جائے سو موتی ہے، رہ جائے سو دانا ہے

جگر مرادآبادی

میگھاجب سے گھر آئی تھی اسکاذہن بار بارارحم کی طرف جارہاتھااسکے ذہن میں کئ سوال اٹھ رہے تھے یہ کیسے ممکن ہے وہ میگھا کولاجواب کرنے میں کامیاب ہو جائے وہ اپنے روم میں مسلسل چکر لگارہی تھی-

اسکے ذہن میں ارحم کی باتیں بار بار گردش کررہی تھیں لیکن دل اور دماغ کے درمیان ایک نہ ختم ہونے والی کشمکش جاری تھی اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کیا سہی ہے اور کیا غلط اسکے ذہن میں بار بار وہی سوالات جن کے جواب وہ لے کر آئی تھی گھوم رہے تھے-اسے خود کا غلط ثابت ہونا برداشت نہیں ہورہاتھااگلے ہی لمحے اسکا دماغ چلنے لگااور اسکے ذہن میں مزید سوالات گردش کرنے لگے جس سے اسے لگا کہ وہ سرارحم کومات دے سکتی ہے اس کے چہرے پر مسکراہٹ آسجی تھی اس نے مسکراتے ہوئے بیڈ پر گرنے کیسے انداز

میں لیٹنا گوارا کیا اور لمحوں میں وہ آنکھیں بند کیے لیٹی رہی اور اپنی سوچوں کو مزید طویل کرنے سے خود کو روک دیا-اور اب وہ بند آنکھوں سے مسکرا رہی تھی اور صبح ہونے کا انتظار کر رہی تھی کیونکہ اسے اب صبح ہی سرارحم مل سکتے تھے-

ارحم خاموشی سے بیٹھا تھا آج اسکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا بے چینی تھی کہ حد سے زیادہ بڑھ رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ میگھا کی طرف کیوں کھینچا چلا جاتا ہے آخر اسکا کیا کنکشن ہے وہ اتنی بے رخی دیکھاتی تھی لیکن ارحم کو وہ اپنی اپنی سی لگتی تھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے وہ ایک ملحد لڑکی تھی جبکہ وہ مسلمان تھا لیکن اب وہ تہیہ کر چکا تھا کہ اسے میگھا کو ہر حال میں مسلمان کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا ہے تاکہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو کر بہت ہی بہترین سوچ لے کر ابھرے اور اللہ کے سامنے سچائی کا لبادہ اوڑھ کر سرخرو ہو سکے-ابھی وہ اسی سوچ میں ہی مگن تھا کہ فاطمہ اسکے پاس آئی تھی-کن سوچوں میں گم بیٹھے ہیں کس کی یاد ستائے اس نے

ارحم کو گہری سوچ میں گم بیٹھے دیکھ کر پوچھا-

ارحم فاطمہ کی آواز سن کر جلدی سے ہوش کی دنیا میں واپس آیا اور اسے مسکرا کر دیکھا-

وہ ابھی بھی اسکو اسی کے انداز میں دیکھ رہی تھی جیسے وہ اسے دیکھا کرتا تھا- فاطمہ کی بچی تم نہیں سدھرنے والی ہو-

ارحم بھائی اگر میں سدھر گئی تو آپ کے چہرے پر یہ جو پیاری سی مسکراہٹ آجاتی ہے یہ کیسے آئے گی فاطمہ نے ارحم کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا-

چلو گھر چلیں ورنہ تم نے تو مجھے نہیں چھوڑنا ہے اگلی پچھلی ساری باتیں نکال کر سامنے رکھ دینی ہیں ارحم نے اسکے سر پر چپت لگائی-

اور فاطمہ مسکراتے ہوئے اسکے ساتھ چل دی اسے اپنے بھائی پر فخر تھا جو اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا اس کے بغیر رہ نہیں سکتا تھا اسکے لیے وہ اسکی کل کائنات تھی اللہ نے جو بھی اسے رشتہ دیا تھا بے انتہا خوبصورت تھا وہ اسکے ساتھ چلتے ہوئے اسکی دنیا میں رنگ بھرتی رہتی تھی وہ نہ ہوتی تو اسکی زندگی میں یہ رونق اور یہ چند خوشیوں بھرے لمحے مانند پڑ جاتے-

NovelHiNovel.Com

اگلے دن میگھا صبح جلدی اٹھی تھی یونیورسٹی جلدی سے تیار ہو کر پہنچی تھی-اس کے ذہن میں رات میں سوچے گئے مزید سوال چل رہے تھے وہ بہت مشکل میں عجیب سی صورت حال کا شکار ہوئی تھی اسکا دماغ الجھ کر رہ گیا تھا اس لیے جو بات اسکے ذہن میں آئی تھی وہ قرآن مجید کے ذریعے ڈارون کے نظریے کا رد کرنا تھا کیونکہ مسلمانوں کی کتاب قرآن مجید سے اسے لگتا تھا وہ کبھی ثابت نہیں کر پائے گا اس لیے وہ صبح سویرے سوالات ایک صفحے پر لکھ کر لائی تھی اسکے ذہن کے مطابق وہ بہت مشکل سوالات تھے جن کا

جواب سرار حم کیلئے دینا بہت مشکل ثابت ہو سکتا تھا وہ خوشی خوشی ان کے پاس پہنچی تھی کیونکہ اسے یقین تھا وہ اسے یہیں پر ہی ملیں گے- جیسے ہی وہ ان کے پاس پہنچی وہ اسے دیکھ کر کچھ حیران سے ہوئے تھے اس وقت صبح میں یونیورسٹی وہ سب سے پہلے آجاتے تھے لیکن میگھا کا آنا وہ بھی اتنی جلدی وقت سے پہلے حیران کن تھا وہ اپنی نشست پر سیدھے ہو بیٹھے اور اسے دیکھ کر مسکرائے-

مجھے یقین تھا آپ دوبارہ ضرور آئیں گی ارحم نے اس کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ کر کہا-

اگر اتنا ہی میرے آنے کا یقین تھا تو اس بار جو سوالات میں لے کر آئی ہوں ان کے جوابات دے دیں میگھا نے دوبدو جواب دیا-

ضرور لیکن سوچ لیں آپ بہت زیادہ الجھنیں والی ہیں زندگی میں بہت پیچھے جو رہ گیا ہے اس تک دوبارہ جانے کیلئے دل شائد مچل اٹھے انہوں نے سمجھانے والا انداز اپنایا-

ہو سکتا ہے آپ جواب ہی نہیں دے پائیں جس نوعیت کے سوالات میں لائی ہوں آپ کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا اس نے اپنی آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑتے ہوئے کہا-

چلیں دیکھتے ہیں آپ کس پانی میں کھڑی ہیں اور ہم کس نہج پر رکے ہیں ارحم نے اعتماد سے کہا اور اس نے اپنے بیگ سے ایک پیپر نکالا جس پر سوالات درج کیے گئے تھے وہ پیپر ان کی طرف بڑھایا اور اس نے خاموشی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھ میں تھام لیا اور انہیں کھول کر پڑھنے لگے وہ سوالات یہ تھے-

1 آپ مسلمان ہیں بہتر بتا سکتے ہیں اسلام کا نظریہ تخلیق کیا ہے؟

2 میں نے سنا ہے آدم علیہ السلام پہلے نبی تھے ان کی پیدائش کیسے ہوئی بتا سکتے ہیں؟

3 شرف انسانیت کیا ہے؟

4*کائنات کا وجود آپ کے اسلام کے لحاظ سے کیسے ہوا؟

5آپ سب کسی وجود کو مانتے ہیں جس نے یہ دنیا بنائی جبکہ ہم نہیں مانتے ہمارے ہی حوالے سے ثابت کریں ہم ہی میں سے مخالفت کرنے والا کون ہے؟

*6*ڈارون کے نظریے کی فکری غلطی کیا ہے؟

ان سوالات کو ارحم نے غور سے پڑھا اور جواب دینے کیلئے تیار ہو گیا۔

قرآن مجید کے ذریعے ڈارون کے نظریے کا رد

1اسلام کا نظریہ تخلیق

قرآن مجید کی صورت مومنون میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے

ترجمہ-:

"ہم نے ابتدا میں انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا ہے اور اب سلسلہ تولید کو ماں کے رحم سے جاری کر دیا ہے پہلے ہم نطفے کو جونک کی شکل میں تبدیل کرتے ہیں پھر اس جونک کو گوشت کا لوتھڑا بناتے ہیں پھر ہڈیاں پیدا کر کہ اس پر گوشت چڑھا دیتے ہیں پھر اس کے بعد انسان کی صورت دے کر ہم اسے ماں کے رحم سے نکال لیتے ہیں"-

14:23

ہمیں دوسروں کے فرمان کو پرکھنا ہی نہیں چاہیے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اسی فرمان کو ہی لے لیں غور کریں تدبر سے کام لیں تو یقین کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے ہمیں خود بخود یقین ہوتا چلا جائے گا کہ ڈارون جو کچھ کہتا ہے غلط کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی ترتیب سے بنائی گئی اس

دنیا کو خاص مدت ایک خاص عرصے میں بنایا گیا ہے انسان کی تخلیق اللہ نے جس طرح سے کی ہے اس کے بارے میں وہ سورت الحج میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ

"اے لوگوں اگر تمہیں دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے تو غور کرو میں نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے پھر نطفہ سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے جو پورا اور ادھورا بن جاتا ہے تاکہ تمہارے لیے کھول کر بیان کر دیں اور ہم جب تک چاہتے ہیں اور رحموں میں مقررہ وقت تک ٹھرائے رکھتے ہیں پھر تمہیں بچہ بنا کر نکالتے ہیں تاکہ تم جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کوئی ایسا ہے جو وفات پا جاتا ہے اور تم میں سے وہ جو بڑھاپے کی طرف لوٹایا جاتا ہے تاکہ حاصل کرنے کے بعد وہ بے علم ہو جائے"۔

5:22

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ

"کیاانسان نے سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا کیاوہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو ٹپکایا جاتا ہے پھر اس کے بعد وہ لوتھڑا بنا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضاء درست کیے اور پھر اس سے مرد اور عورت کی قسمیں بنائیں کیاوہ قادر نہیں کہ مرنے کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کر دے۔

2 آدم علیہ السلام کی پیدائش

اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک حقیر سے کم تر سے نطفے سے پیدا کر دیا ہے اس کے باوجود انسان اس بات کو بلکل نہیں سمجھتا ہے وہ جانتا ہی

نہیں چاہتا ہے کہ انسان کی حیثیت کیا ہے وہ صرف اور صرف ایک حقیر چیز سے بنا ہوا ہے وہ گمراہی کی طرف جا رہا ہے لیکن اس چیز کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

سورہ آل عمران میں اللہ کریم کا ارشاد ہے۔

ترجمہ

"ہم نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا پھر حکم دیا کہ جان دار ہو جا پس وہ جان دار ہو گیا"۔

3 شرف انسانیت

اللہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ

"اور بے شک ہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا ہے"

بے شک اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا ہے کہ وہ بہت ہی خوبصورت شکل میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔

4 کائنات کا وجود کیسے ہوا؟

اللہ کریم نے بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کو اس نے بہترین صورت میں بہترین طریقے سے ایک ادنی سی چیز سے ایک باکمال چیز بنادیا ہے اب یہ اسکی اپنی مرضی ہے کہ وہ خود کو کس رخ لے کر چلتا ہے۔

اسی بارے میں ایک مایہ ناز مصنف ہارون یحییٰ نے لکھا ہے کہ:

"خدا کائنات کو عدم سے وجود میں لایا موجودات کسی غلط طریقے سے پیدا نہیں کی گئیں اور نہ ہی کوئی وجود اپنی خواہش ومرضی سے پیدا ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات

کسی افراتفری یا محض کسی اتفاق کے باعث وجود میں نہیں آئی بلکہ ایک ضابطے اور نظم کے تحت اور شعوری منصوبے کے نتیجے میں تخلیق ہوئی ہے۔

یہ مادی کائنات اور یہ زمین جہاں ہم بود و باش رکھتے ہیں خصوصی طور پر انسانی زندگی کیلئے موزوں ترین بنائی گئی ہیں ستاروں اور سیاروں کی نقل و حرکت جغرافیائی موجودات اور پانی یا فضا کے خواص ایک خاص مقصد کے تابع ہیں تاکہ یہاں انسانی زندگی کو ممکن بنایا جا سکے۔زندگی کی تمام اشکال خدا کی مرضی اور منصوبہ تخلیق کے تحت وجود میں آئیں۔علاوہ ازیں یہ تمام مخلوقات ایک واضح ہدایت کے مطابق عمل کرتی ہیں اس کی مثال شہد کی ایک مکھی ہے'۔

قرآن رہنمائے سائنس از ہارون یحییٰ صفحہ نمبر 24

اسی بات کے ضمن میں ڈاکٹر ہارون یحییٰ مزید پچھلے صفحے پر لکھتے ہیں۔

"دنیائے سائنس میں نظریہ ارتقاء کو طویل عرصہ تک قبولیت حاصل رہنا اس قسم کے عدم خلوص کی ایک زندہ مثال ہے بنیادی طور پر بہت سے سائنس دان اس سائنسی حقیقت سے آگاہ ہیں کہ یہ نظریہ زندگی کے آغاز کی وضاحت کرنے میں بری طرح ناکام رہا ہے بلکہ ناکام ہو چکا ہے لیکن وہ کھلم کھلا اس کا اظہار نہیں کر سکتے کیونکہ انہیں خوف ہے کہ وہ کہیں منفی رد عمل کا شکار نہ ہو جائیں"-

قرآن رہنمائے سائنس, از ہارون یحییٰ صفحہ 19

5 ڈارون کے نظریہ ارتقاء پر مغرب نے خود ہی مخالفت کا لائحہ عمل اختیار کیا

ڈارون کے نظریے کے مخالف خود مغرب میں ہی موجود ہیں لیکن اپنی زبان صرف عوام کی وجہ سے بند رکھی ہوئی ہے-

لیکن ایک برطانوی ماہر طبیعیات ایچ ایس لپسن نے خود اعتراف اپنی کتاب پودوں کے ارتقائی رجحانات میں لکھا ہے کہ :

"ہم زندہ مادے کے بارے ڈارون کے علم کی نسبت کہیں زیادہ آگاہی رکھتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ اعصاب کیسے کام کرتے ہیں میں ہر اعصاب کو الیکٹریکل انجینئرنگ کا شاہکار سمجھتا ہوں اور ہمارے جسم میں وہ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں میرے ذہن میں ان کے بارے میں اچانک جو لفظ کوندتا ہے وہ ڈیزائن ہے لیکن میرے بیالوجسٹ رفقاء اس کو پسند نہیں کرتے"۔

پودوں کے ارتقائی رجحانات, از ایچ ایس لپسن, جلد دوم نمبر 1, صفحہ 6

6ڈارون کے نظریہ ارتقاء میں ایسی غلطی جو ہمیں فکری معلوم ہوتی ہے

ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو ہارون یحییٰ اس طرح سے لکھتے ہیں۔

"اگر اس کائنات اور اس کے اندر موجود اشیاء کے مخلوق ہونے کا انکار کر دیں تو پھر اس کے معنی بھی ناقابل رسائی ہو جاتے ہیں مادہ پرستانہ فلسفے اور ڈارون ازم پر ایمان رکھنے والا سائنس دان لامحالہ یہی مفروضہ قائم کرے گا کہ یہ کائنات بے مقصد ہے اور اس میں پائی جانے والی تمام اشیاء محض اندھے اتفاق کی کارستانی ہے لہذا کائنات اور موجودات کی تخلیق کسی معنی کی تلاش کے بغیر ہو گی"۔

قرآن رہنماء سائنس, از ہارون یحییٰ, صفحہ 18

7 ڈارون کے نظریہ پر جارج برناڈ شا کا رد

وہ لکھتا ہے۔

"یہ حیرت کا مقام ہے جس آدمی نے انسانیت کے سامنے مینمائل ناامیدی کی ایک ہیبت ناک خلیج کھول دی ہے وہ ڈارون کا نظریہ ارتقاء ہے جس میں بھوک, موت, اتفاقات کی

دیگر قوتیں کام کر رہی ہیں-افسوس ہے کہ نہ تو اسے سنگسار کیا گیا اور نہ ہی اس شخص کو پھانسی دی گئی ہے جس نے نسل انسانی کی دشمنی کی ہے بلکہ لوگوں نے تو اس کو نجات دہندہ اور ایک نئے دور کا پیغمبر مانا ہے"-

بحوالہ سائنس اور اسلام از شمس الحق افغانی صفحہ 232

حورین جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوئی اسے گھر میں اذلان کی چیخوں کی آوازیں آ رہی تھیں وہ کسی ملازم پر اپنا غصہ نکال رہا تھا وہ بیچارا سہما ہوا اسکی باتیں سن رہا تھا وہ اندر آتے ہوئے ڈر رہی تھی کہ باقی کا غصہ اسکا اسی پر ہی نہ نکل جائے اور وہ اس کیلئے کتنا مہنگا ہو سکتا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی اسی لیے اس نے یہاں سے جلدی سے نکلنا مناسب سمجھا لیکن زندگی کو تو کچھ اور ہی منظور تھا اس نے اسے جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا-

وہ تیز تیز سیڑھیاں چڑھتے ہوئے جانے لگی- جیسے ہی وہ کمرے میں پہنچی اس نے سکھ کا سانس لیا لیکن یہ سکھ اس کے نصیب میں نہیں تھا-

وہاتم تو اس قدر مجھ سے ڈرتی ہو کہ میرے سائے سے بھی دور بھاگنا پسند کرتی ہو لیکن ایسا ممکن نہیں ہے جب میں چاہوں گا تمہیں میرے سامنے ہونا پڑے گا میرے سامنے آنا پڑے گا وہ اس کے نزدیک ترین یہ سب کہتے کسی آفت کی طرح پہنچ چکا تھا وہ گھبراتے ہوئے دیوار کے ساتھ لگتی چلی گئی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ اس سے اپنی جان کس طرح سے چھڑوائے- یہ زندگی بھی کیا عجیب شے ہے انسان سے کیا سے کیا کرواتی ہے کبھی کسی ظالم کے ظلم کا شکار کرتی ہے اور کبھی اسی ظلم میں آسمان سے زمین پر پٹخ دیتی ہے اور کبھی تو اٹھنے کا موقع فراہم کرتی ہے اور کبھی یہی زندگی مرنے پر مجبور کر دیتی ہے رشتوں کے ہاتھوں, انسانوں کے ہاتھوں اور دفن کرنے پر بھی کبھی تو آنسو کوئی بہانے والا موجود ہوتا ہے اور کبھی تو ایسا بھی ممکن نہیں ہوتا ہے اور یہی سب اکی زندگی کا حصہ بھی بن چکا تھا اور اب تو وہ اپنی زندگی سے بد ظن ہو چکی تھی اسے لگتا تھا اسے جینا ہے تو خود ہی جینا ہے اسے اٹھنا ہے تو خود ہی اس کے ساتھ کوئی اور کھڑا نہیں ہو سکتا ہے بس اسی طرح سے اسے جینا خود کیلئے ہے اب خود ہی جینا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی پڑھائی ختم ہونے کا انتظار کر

رہی تھی اور یہاں سے بہت جلد جانے کا سوچ چکی تھی اور یہی وہ لمحہ تھا جو اسے ہمت دیتا تھا کہ تھوڑا سا وقت ہے وہ بھی جلدی ختم ہو جائے گا اور وہ اپنے لیے خود ہی کچھ کر پائے گی- جیسے ہی وہ دیوار کے ساتھ جا لگی اس کے پاس وہاں رکنے کے سوا اور کوئی راستہ موجود نہیں تھا وہ خاموشی سے دیوار کے ساتھ دبک کر کھڑی ہو گئی- اور اذلان نے بھی گہرا مزید تنگ کر دیا- تم سمجھتی ہو کہ تمہیں کوئی آئے گا بچا کر لے جائے گا تو غلط سمجھتی ہو اور ہاں اگر تمہیں یہ لگتا ہے کہ اس زندگی میں تم میرے چنگل سے آزاد ہو جاؤ گی تو بھی تم غلط سمجھتی ہو- جب تک اذلان چاہے گا تمہیں یہیں اسی کے پاس ہی رہنا پڑے گا تم تب تک یہاں سے ہل بھی نہیں سکتی ہو جب تک میں نہیں چاہتا ہوں اس لیے بہتر ہے پر پھیلانا چھوڑ دو انہیں سمیٹ لو ورنہ قبر بھی بہت جلد تمہاری اسی گھر میں ہی بننی ہے کیونکہ میں اذلان ہوں اور اذلان جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے چاہے اسے کسی بھی حد تک کیوں نہیں جانا پڑے تو مجھ سے ڈرو مجھ سے گھبراؤ مجھ سے ڈر کے مارے مرنے والی بھی ہو جاؤ لیکن تمہیں رہنا یہیں پر ہی ہے اذلان کے ساتھ اذلان کی مرضی کے مطابق ہی رہنا ہے-

امید کرتا ہوں دوبارہ یہ باتیں سمجھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی اس نے اس کی کلائی کو زور سے دباتے ہوئے کہا- درد کی شدت سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ چکے تھے- وہ اس

کے مزید قریب ہوا اور آنکھوں میں آنکھیں گاڑھی اور اس کے بالوں کو زور سے کھینچا وہ درد کی شدت سے بلبلا اٹھی تھی لیکن اسے کیا پرواہ تھی وہ تکلیف میں ہے یا پھر خوش ہے۔ اسے صرف حورین کی تکلیف سے غرض تھی۔ یاد رکھنا دوبارہ کہنے کی نوبت نہیں آئے وہ کہتے ساتھ ہی اسے ایک اور جھٹکا دیتا باہر کی طرف بڑھتا گیا اور وہ زمین بوس ہوتی چلی گئی۔ کتنی ہی دیر وہ اسی کشمکش میں روتی رہی اس کی زندگی بھی کیا عجیب شے تھی ستم ظریفی کی انتہا تھی اور لبوں سے شکایت کا ایک لفظ بھی نہیں نکال سکتی تھی۔

کسے سنائیں؟؟؟

سفر ہے کیسا____

کسے دکھائیں؟؟؟

تھکن کی جھولی میں کیا پڑا ہے____

کسے بتائیں؟؟؟

ہماری آنکھوں میں کیا رکا ہے

جو دل کے اندر ٹپک رہا ہے____

بدن کے گنبد میں گونجتا ہے

ہمیں تو یہ بھی خبر نہیں ہے

ہماری گٹھری میں کیا بندھا ہے-

جسے اٹھائے ہماری عمر گزر گئی___

دعا ہے کوئی کہ

بد دعا ہے___؟؟؟

منقول

میر صاحب آپ جانتے ہیں وہ بہت بدل چکی ہے اسے وقت اور حالات نے اس قدر بدل دیا ہے کہ اب اسکا واپس آنا بہت مشکل ہے پھر آپ ایسے کیوں اس کے پیچھے ہیں کیوں اپنی جان کے ساتھ کھیل رہے ہیں-

اگر وہ آپ کے نصیب میں ہوتی تو آپ سے جدا ہی کیوں ہوتی ایک بار نہیں کئی بار ایسا ہو چکا ہے وہ آپ کو ملتے ملتے آپ سے کوسوں دور چلی جاتی ہے اتنی دور کہ آپ کی پہنچ سے

دور ہو جاتی ہے اللہ کریم نے اسے آپ سے ملوانا ہوتا تو پہلے ملوا دیتے وہ شائد نہیں چاہتے ہیں کہ وہ آپ کو ملے اس لیے بھول جائیں اس کے نصیب میں جو ہے اسے وہ ملے گا یہ بھی ہو سکتا ہے جو اس کے نصیب میں تھا وہ اسے مل چکا ہو وہ اب اکیلی نہ ہو آپ خود کو کیوں اس کیلئے اتنی اذیت میں مبتلا کر رہے ہیں اب بس کر دیں یہ روگ پالنا یہ تنگی کی زندگی گزارنا اس کیلئے دعا گو رہیں اسے تلاش کریں میں منع نہیں کر رہا لیکن خود کو اذیت مت دیں یہ آپ کی صحت کیلئے ٹھیک نہیں ہے اور نہ ہی بیگم صاحبہ کیلئے وہ تو آپ پر جان چھڑکتی ہیں ان کا کیا قصور ہے

جان محمد جو میر کا خاص ملازم تھا وہ بہت ہی پیار سے ادب سے یہ سب کہہ رہا تھا لیکن میر خاموشی سے سن رہا تھا جیسے ہی وہ خاموش ہوا تھا تب وہ بولنا شروع ہوا تھا۔

وہ میری سانسوں میں رہتی ہے وہ میری زندگی ہے وہ نہیں تو میر بھی نہیں ہے میں جانتا ہوں میرا دل گواہی دیتا ہے وہ مجھے مل جائے گی وہ میرا نصیب ہے وہ صرف میرے لیے بنی ہے بس میرا میرے اللہ نے امتحان لیا ہے اور ہم دونوں کو جدا کرنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ ہم اللہ کی دی ہوئی آزمائش میں پورے اتریں جو غلطی ہوئی ہے اسے پھر سے نہ دہرائیں۔وہ اتنا بول کر تھوڑی دیر کیلئے خاموش ہوا۔جان محمد اس کی طرف دیکھنے لگا۔

میر:- کبھی سانسیں جسم سے نکل جائیں روح پرواز کر جائے تو انسان زندہ بچتا ہے-اس نے غور سے اس کو دیکھتے ہوئے پوچھا-

جان محمد:- نہیں میر صاحب ایسا کب ممکن ہے کہ انسان زندہ رہے سانسیں ہیں روح ہے تو انسان زندہ ہے جب ان کا تعلق ٹوٹ جائے تو انسان بچتا ہی نہیں ہے وہ تو مر جاتا ہے منو مٹی تلے دفن ہو جاتا-

میر:-تو پھر جان محمد تمہیں کیسے لگتا ہے میں زندگی میں واپس آسکتا ہوں میری سانسیں میری روح بھی تو مجھ سے جدا ہے اب بھلا بتاؤ میں کیسے زندہ رہوں تم تو میرے لوٹنے کی بات کرتے ہو میں پیار نہیں کرتا اس سے محبت بھی نہیں کرتا ہوں دربدر اس کیلئے مارا مارا پھر رہا ہوں تو اس لیے کہ میں اس سے عشق کرتا ہوں وہ میرا سکون ہے وہ میرے دل کی دھڑکن ہے اب بتاؤ بھلا پیار کرنے والا محبت کرنے والا کبھی پلٹا ہے جب وہ نہیں لوٹ سکا ہے تو پھر عشق کرنے والا عشق میں فنا ہونے والا کیسے لوٹ سکتا ہے

وہ اب سوال پر سوال کر رہا تھا اور اس کی باتوں کا جواب جان محمد کے پاس بھی نہیں تھا جس منزل پر وہ چلا تھا وہ دو چار دن کی بات نہیں تھی وہ تو اسکی پوری زندگی پر محیط تھی اور اس کیلئے بہتر بھی یہی تھا کہ وہ اسے جو چاہیے تھی وہ اسے مل جائے ورنہ میرا اپنی آخری سانسوں تک پہنچ جانا اور تڑپ جو ہوتی وہ صرف اس تک رہ جاتی اسکا ملنا بہت ضروری ہو گیا تھا اور جانے وہ کہاں روپوش ہو کر بیٹھی تھی۔

میرا بچھڑا رانجھا موڑ سجن!

مجھے چاہیے نہ کوئی اور سجن!

میں نے پہنا رنگ سیاہ فقط

ہوا رونا دیا سب توڑ سجن!

میں نے تجھ سے سچا عشق کیا...

دے ساری دنیا چھوڑ سجن!

تیری یاد سے باہر نکلوں میں
مجھے آکر یوں جنجھوڑ سجن!

میں ہر درگاہ پہ جاؤنگا...
ہو سندھ یا ہو لاہور سجن!

کوئی دھاگہ تجھ سے جوڑے تو
منت کی باندھوں ڈور سجن!

چل نام نہ دے, اک شام ہی دے!
میری بات پہ کر کچھ غور سجن!

تم نے مانگا ہجر, جدائی بس!

کچھ مانگ کے تکتے اور سجن!

میرا جرم محبت ہے سائیں!

میں ہوں زندہ در گور سجن!

تجھے میری بات کا مان نہیں

جا رہنے دے, بس چھوڑ سجن!!....

منقول

میگھا مسلسل سوچ بچار کا شکار تھی اسکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے وہ فیس بک آن کیے ادھر سے ادھر پوسٹ دیکھ رہی تھی اس کی نظر ایک ایسی تحریر پر پڑی جو اسے پڑھنے

کیلئے متوجہ کررہی تھی یہ تحریر جس نے بھی لکھی تھی اسکا نام موجود نہیں تھا وہ سب سے پہلے اسکا معائنہ کرنے میں کامیاب ہوئی تھی اور پڑھنے لگی تھی جس میں لکھا تھا۔

قرآن میں لوہے کے متعلق پیشن گوئیاں اور قرآن کا معجزہ

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ لوہا اس زمین اور نظام شمسی کا حصہ نہیں ہے۔ کیونکہ لوہے کے پیدا ہونے کے لئے ایک خاص درجہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمارے نظام شمسی کے اندر بھی موجود نہیں۔ لوہا صرف سوپر نووا supernova کی صورت میں ہی بن سکتا ہے۔ یعنی جب کوئی سورج سے کئی گنا بڑا ستارہ پھٹ جائے اور اس کے اندر سے پھیلنے والا مادہ جب شہاب ثاقب meteorite کی شکل اختیار کر کے کسی سیارے پر گر جائے جیسا کے ہماری زمین کے ساتھ ہوا۔

سائنسدان کہتے ہیں کہ ہماری زمین پر بھی لوہا اسی طرح آیا۔ اربوں سالوں پہلے اسی طرح شہاب ثاقب meteorites اس دھرتی پر گرے تھے جن کے اندر لوہا موجود

تھا۔اللہ سبحان و تعالی نے یہی بات قرآن میں بیان فرمائی ہے،1400 سال پہلے اس بات کا وجود تک بھی نہیں تھا کہ لوہا کیسے اور کہاں سے آیا۔

عرب کے صحراؤں میں تو لوہے کا استعمال بھی صرف تلوار اور ڈھال کے لئے ہوتا تھا۔

قرآن کی 57 ویں سورۃ کا نام الحدید ہے جس کا مطلب لوہا ہے۔لوہے کے نام پر پوری سورۃ موجود ہے اور اسی سورۃ کی آیت میں اللہ فرماتا ہے کہ :

"اور ہم نے لوہے کو اتارا،اس میں سخت قوت اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں۔" (سورۃ الحدید،آیت نمبر 25) سبحان اللہ۔

قرآن میں موجود یہ سائنسی حقائق اس بات کی دلیل ہے کہ یہ رب کا سچا کلام ہے۔جو اس آخری پیغمبر پر نازل ہوا جو اُمی یعنی پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔

سورہ حدید آیت 4

﴿۴﴾ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔جو چیز زمین میں داخل ہوتی اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اُترتی اور جو اس کی

طرف چڑھتی ہے سب اس کو معلوم ہے۔اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے

یعنی اللہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے۔
اس سے بھی زیادہ حیران کر دینے والی بات یہ ہے کہ لوہا زمین کے بالکل درمیان میں ہے۔اور لوہے کی بدولت مقناطیسی لہریں زمین کے گرد پیدا ہوتی ہیں جس سے زمین پر سورج کی الٹرا ریز اثر انداز نہیں ہو سکتی اور یہ وائرلیس کمیونیکیشن میں بھی مدد فراہم کرتی ہے۔
اب حیران کرنے والی بات یہ ہے کہ قرآن میں 114 سورتیں ہیں اور سورہ الحدید کا نمبر 57 ہے یعنی سورت حدید عین قرآن کے بیچ میں ہے۔اور لوہا اسی طرح زمین کے درمیان ہے۔یعنی اللہ نے اس سورہ کی ترتیب بھی اسی حساب سے رکھی جو کہ ایک موجزے سے کم نہیں۔

یہ بات حقیقت ہے کہ لوہے کہ بناز مین پر زندگی تقریبا ناممکن تھی۔لوہا ہیموگلبن کی صورت میں ہمارے خون میں موجود ہے۔جو کہ خون میں آکسیجن کو پورے جسم پہنچانے کام کرتا ہے۔

عربی زبان کے ۲۸ حروف ہیں اور ہر حرف سے کوئی عدد منسوب ہے. حروف کو مختلف ترتیب سے لکھا جاتا ہے.

سب سے زیادہ عام طریقہ درج ذیل ہے

ا ب ج د ہ و ز ح ط

1 2 3 4 5 6 7 8

9

ی ک ل م ن س ع ف ص

10 20 30 40 50 60 70 80

90

ق ر ش ت ث خ ذ ض ظ

100 200 300 400 500 600 700 800

900

غ

1000

اکے لئے 1 ب کے لئے 2 کا عدد ہے ج کے لئے 3 اور د کے لئے 4

اسی طرح الحدید میں ال ح دی دالفاظ ہیں۔اسکے ابجد الفاظ درج زیل ہیں۔

$1 + 30 + 8 + 4 + 10 + 4 = 57$

الحدید سورت کا نمبر بھی 57 ہے۔

اب آتے ہیں لفظ حدید کی طرف۔حرف حدید میں چار الفاظ ہیں ح دی د۔اسکا ابجد نمبر ہے

$8+ 4 + 10 + 4 = 26$

اب آپ سوچیں گے کہ اب 26 کیا چیز ہے؟؟؟

جی جناب یہ لوہے کا ایٹومک نمبر ہے۔

Atomic number of iron is 26

سورہ حدید میں رکوع کی تعداد 4 ہے جبکہ آئرن کے آئسوٹوپس کی تعداد بھی 4 ہے

ہماری زمین میں سب سے زیادہ لوہا زمین کی سب سے اندرونی تہہ (inner core) میں پایا جاتا ہے Inner core 80% لوہے اور 20% نکل پر مشتمل ہے.
زمین کی اس تہہ یعنی inner core کی پیمائش (موٹائی) 2475 کلو میٹر ہے جبکہ سورہ حدید میں حروف کی تعداد بھی 2475 بنتی ہے.

سورہ حدید قرآن مجید کی 57 ویں سورت ہے جبکہ سائنسدانوں کے مطابق inner core کا درجہ حرارت بھی 5700 کیلون یعنی 5427 ڈگری سنٹی گریڈ ہے- جبکہ آئرن کے ایک آئسوٹوپ کا ماس نمبر بھی 57 ہے-

ایک ستارا کا ایندھن ہائیڈروجن گیس ہوتی ھے اور گریوٹی کی وجہ سے ستارا کے رکز میں فیوزن ری ایکشن شروع ہوتا ھے اور ہائیڈروجن ایٹم دوسرے ایٹم سے ملکر ہیلیئم بناتی ھے جب کسی ستارا کہ تمام ہائیڈروجن ختم ہو جاتی ھے تو اس کا ایندھن، ہیلیئم ہوتا ھے اور ہیلیئم کے آئیٹم فیوزن ری ایکشن سے نائیٹروجن اور پھر آکسیجن بناتے پھر اور آخر میں لوہا بنتا ھے جب کسی ستارا میں لوہا پیدا ہونا شروع ہو جائے تو وہ ستارا مر جاتا ھے اور بلاسٹ کر کے لوہا کائنات میں چھوڑ دیتا ھے۔

زمین پر موجود لوہا کس مرے ہوئے ستارے سے آیا۔ جس کو قرآن نے 1400 سال سے بھی پہلے بیان کر دیا۔

اسلام اور قرآن کی حقانیت جدید سائنس دن بدن عیاں کر رہی ھے مگر پھر بھی ھم اللہ کو راضی کرنے کے بجائے دنیا کے پیچھے پڑے ہیں

بیشک قرآن حکیم ایک زندہ و جاوید معجزہ ھے۔

نامعلوم تحریر

جیسے ہی اس نے پڑھا اس کیلئے یہ چیز حیران کن تھی مزید اس کو جاننے کی طرف راغب کرنے لگی تھی اور وہ مزید اپنے ذہن کو کھول کر پڑھنے میں کامیاب ہو رہی تھی۔

مس تحریم آچکی تھی سب لڑکیاں ان کا ہی انتظار کر رہی تھیں اور اب ان کا انتظار ختم ہوا تھا اور وہ سب ان کی طرف متوجہ ہوئی تھیں انہوں نے اب بولنا شروع کیا تھا۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ----

انہوں نے سب کو سلام کیا اور جواب ملنے کے بعد تعوذ اور بسم اللہ سے آغاز کرتے ہوئے ٹاپک کی جانب بڑھی تھیں۔

ملحدین کے عقائد:

جیسا کہ ہم سب نے پچھلی نشست میں تھوڑا سا ڈسکس ملحدین کو کیا تھا ویسے ہی آج میں آپ سب کی بھرپور خواہش پر ملحدین کے بارے میں تھوڑی سی معلومات آپ سب کے ساتھ شیئر کروں گی جس سے امید کرتی ہوں آپ سب کو ملحدین کے بارے میں جاننے کا موقع ملے گا اور ان سے بچنے کا طریقہ بھی سمجھ میں آجائے گا۔

جیسا کہ آپ سب بھی اتنا تو جانتے ہی ہونگے کہ ملحدین کا کہنا ہے دنیا کسی خدا نے کسی رب نے کسی اللہ نے نہیں بنائی ہے بلکہ یہ خود ہی معرض وجود میں آئی ہے یا پھر پہلے سے ہی موجود تھی اور بہت سی صورتوں میں بہت سی شکلوں میں ہمیشہ قائم ودائم رہے گی ملحدین لچک دار نظریات کے حامل ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ غلط تھیوری کو بدل کر سہی جو لگے اسے مان لیتے ہیں وہ صرف ایک ہی عقیدے کے پیچھے چلنے والوں میں سے نہیں ہیں وہ صرف اور صرف سائنس کے پیروکار ہیں وہ کسی اور چیز کو نہیں مانتے ہیں انہیں صرف لاجک دے کر ہی دنگ کیا جا سکتا ہے۔

ملحدین کا عالمی دن

الحاد کا عالمی دن 17 مارچ ہے جس کی ابتداء 2013 میں ہوئی تھی۔

ملحدین کے فرقے

ملحدین کے ویسے تو بہت سے فرقے ہیں میں چند نمایاں فرقوں کا آپ سب کے سامنے تذکرہ کروں گی۔

علم نہ رکھنے والے ملحد:

جن کے پاس علم نہیں ہوتا وہ بغیر سوچے سمجھے خدا پر سے یقین ہٹا دیتے ہیں۔

کھلم کھلا ملحد:

یہ وہ ملحد ہیں جو کھل کر سامنے آتے ہیں اور فخر سے بتاتے ہیں کہ وہ خدا کو نہ ماننے والوں میں سے ہیں۔

متشکک ملحد:

یہ وہ ملحد ہیں جو ہر وقت شک میں پڑے رہتے ہیں کہ آیا خدا کا وجود ہے یا نہیں ہے۔

کمزور ملحد:

یہ وہ ملحد ہیں جو ہر معاملے میں کمزور پائے جاتے ہیں جن کے مطابق خدا کا انہیں کچھ علم نہیں ہوتا ہے بس اپنے کمزور ہونے کا ثبوت یہیں سے دیتے ہیں کہ خدا کا وجود نہیں ہے اس بات پر یقین رکھتے ہیں لیکن اس بات کا پرچار نہیں کرتے ہیں۔

طاقت رکھنے والا ملحد:

یہ نہ صرف خدا کو ماننے سے انکار کرتے ہیں بلکہ خدا نہیں ہے اس بارے میں دنیا میں پرچار کرنے سے بھی باز نہیں آتے ہیں۔

شک وشبہ میں مبتلا ملحد:

یہ خدا کے معاملے میں ہمیشہ شک میں ہی مبتلا رہتے ہیں یہ کسی ایک بات پر یقین نہیں کرتے ہیں۔

تبلیغ کرنے والا ملحد:

یہ وہ ملحد ہیں جو مسلمانوں کو یا ایک دین پر قائم رہنے والے لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں اور انہیں اپنے ساتھ اپنی تعداد بڑھانے کیلئے اکٹھا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے تبلیغ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

چھپے رستم ملحد

یہ وہ ملحد ہیں جو خدا پر یقین نہیں رکھتے ہیں اور اس بات کو دنیا سے چھپا کر رکھتے ہیں کہ وہ خدا کو ماننے والوں میں سے نہیں ہیں۔

دشمن ملحد

یہ وہ ملحد ہیں جو مذاہب کے دشمن ہیں جہاں ان کا بس چلے وہاں وار کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

سائنس پر یقین رکھنے والا ملحد:

یہ وہ ملحد ہیں جو ہر وقت سائنس پر یقین کامل رکھتے ہیں ان کے مطابق سائنس ہی سب کچھ ہے گاڈ کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔

اس کے علاوہ بھی ملحدین کی کئی اقسام ہیں جن کا یہاں تذکرہ میں نہیں کر رہی لیکن جو بہت اہم تھیں ان کا تذکرہ کر دیا ہے اب امید کرتی ہوں آپ سب کو کسی حد تک ملحدین کے بارے میں اچھی طرح سے سمجھ آ گیا ہو گا وہ کیا ہیں کس کا لبادہ اوڑھ کر کس آڑ میں رہ کر ہمارے سامنے ہی ہمارے ہی لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کیا یہ سب سہی ہے اس نے سب لڑکیوں کو دیکھا جو ان کی بات کو غور سے سن رہی تھیں لیکن ثانیہ تھوڑا تذبذب کا شکار تھی وہ سنتے ہوئے پہلو بدل رہی تھی اور تھوڑی بے چین بھی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی ڈائری کو آج کے لیکچر سے تفصیل کے ساتھ بھر چکی تھی۔

آپ سب اتنا جاننے کے بعد یہ ضرور سوچ رہے ہونگے کہ ہم ملحدین کو راہ راست پر کس طرح لا سکتے ہیں اور ملحدین سے کس طرح سے بچ سکتے ہیں تو کچھ اصول اپنا لیجیے جن کے متعلق میں تھوڑا سا آپ سب کو گائڈ کر رہی ہوں۔

*سب سے پہلے تو ملحدین کے سوالات کے جوابات دینا سیکھیں۔

*ملحدین سے بات کرتے وقت ہچکچائیں نہیں۔

*ملحدین کو ہمیشہ لاجک سے جواب دیں تاکہ اسکے پاس انکار کرنے کی وجہ باقی نہ رہے۔

*ان کے ساتھ برتاؤ اچھا رکھیں تاکہ وہ آپ کے اخلاق سے متاثر ہوں۔

*ان کی باتوں سے لاجواب ہونے کی بجائے انہیں اپنی باتوں سے لاجواب کر دیں۔

*انہیں خوش فہمی سے نکال کر ہوش کی دنیا میں لانے کیلئے اپنی سرچ جاری رکھیں تاکہ وہ جیسا سننا چاہتے ہیں ویسے ہی طریقے سے ہم انہیں لاجواب کر سکیں۔

مس تحریم نے یہ پوائنٹس بتا کر آج کے لیکچر کا اختتام کر دیا تھا جو سب کے لیے بہت زیادہ معلومات لیے ہوئے تھا۔

NovelHiNovel.Com

اسکا آج آخری پرچہ تھا اور وہ خوش تھی کہ اس کے تمام پیپر اچھے ہو گئے تھے اور آج واپس گھر جانے کیلئے امتحان سینٹر میں رحیم بابا کا انتظار کر رہی تھی اس کا آخری پرچہ انتہا کا اچھا ہوا تھا اسے امید نہیں تھی کہ اتنا اچھا ہو گا کیونکہ اذلان کی وجہ سے جو اس کے ساتھ اچانک ہوا تھا جو اس نے اسے اس دن اپنی ملکیت ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہ اس بات پر پریشان سی ہو گئی تھی کہ زندگی اس صورت میں اس کے ساتھ کیا کرنے والی ہے اسے پہلی بار ڈر سا محسوس ہوا تھا اسے لگا تھا کچھ ہے جو اس کے ساتھ ہونے والا ہے جسے وہ سمجھ نہیں پا رہی لیکن اسکی

چھٹی حس اسے آگاہ کر رہی تھی کہ وہ بہت جلد کسی مصیبت میں اس کی وجہ سے پڑنے والی ہے جس طرح وہ اسے گھور کر دیکھ رہا تھا جس طرح سے وہ اس پر اپنا قہر نازل کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ ضرور کچھ کرنے والا تھا لیکن کیا کرنے والا ہے یہی اسکی سمجھ سے باہر ہوتا جا رہا تھا اسی بات کو سوچ سوچ کر اسکا دماغ معاؤف ہو چکا تھا۔

کچھ برا ہونے والا ہے

اک درد سا پورے وجود میں پھیل رہا ہے

دل بھی دھک دھک کر کہ اپنی زبان میں سمجھا رہا ہے

دل میں سنسان کا عالم برپا ہے

وہ سنتا نہیں ہے میری،

سمجھتا ہے بس اپنی

اب تو اوسان خطا ہوتے محسوس ہو رہے ہیں

دنیا و مافیہا سے،

خود کو دور محسوس کر رہی ہوں

کسالت جسم کے ہر حصے میں پل رہی ہے

زندگی کا چراغ ٹمٹما رہا ہے

دل بار بار کہہ رہا ہے

سنبھل جاؤ

وقت سے پہلے

ایک درد چہار سو پھیلنے والا ہے

آنسوں کو پونچھ لو

حوصلہ سمیٹ لو

کہ کچھ برا ہونے والا ہے۔

از قلم: ثوبیہ امجد

وہ پریشانی کے عالم میں پرچے کی تیاری ٹھیک سے نہیں کر پائی تھی یہی وجہ تھی کہ اسے آخری پرچے کے اچھے ہونے کی امید بلکل بھی نہیں تھی لیکن رب تعالی کا شکر تھا کہ اسکا پرچہ اچھا ہو گیا تھا پہلی بار ایسا ہوا تھا جو اس نے چاہا تھا وہ اسے مل گیا تھا وہ اس لیے سب

بھلائے خاموش ہو کر اپنی خوشی خود سے ہی ڈسکس کر رہی تھی وہ اندر تک اتنی چھوٹی سی خوشی پر خوش ہو گئی تھی۔

حورین تم یہاں بیٹھی ہو میں تمہیں کمرہ امتحان کے باہر کھڑے دیکھ رہی تھی وہ تو سب لڑکیاں باہر آ گئیں اور تم نہیں آئی تو میں اس طرف آ گئی پرچہ کیسے ہوا جینی نے اس کے پاس آ کر کہا۔وہ اپنی سوچوں سے باہر آ گئی لیکن جینی کو نہ سمجھی سے دیکھنے لگی کیونکہ وہ اس سے ناراض تھی اس کے عقائد کی وجہ سے وہ اس پر غصہ بھی تھی اور اپنی طویل سوچوں کی وجہ سے وہ اسے سن بھی نہیں پائی تھی کہ جینی نے آخر کیا کہا ہے۔

جینی:۔تم مجھ سے ناراض ہو؟اس نے اس کے اسطرح دیکھنے پر کہا۔

حورین:۔ہاں جی ناراض ہوں لیکن تمہیں اس بات کی کیا فکر ہے تمہیں کون سا احساس ہو جانا ہے کہ تم نے اس دن کتنا غلط کہا تھا تم نے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔

جینی:-میں نے جو بھی اس دن تمہیں کہا اس میں رتی برابر میں غلط نہیں تھی غلطی پر تم ہو ہاں تمہیں میری باتیں بری لگی ہوں تو میں سوری کرنے کیلئے تیار ہوں کیونکہ میں دین اختیار کرنا نہیں چاہتی اور تم جھوٹ کو قابو کیے رکھنا چاہتی ہو تو اسکا حل یہی ہے ہم اس ٹاپک پر بات نہیں کریں ہاں ہماری دوستی پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیے-

حورین:-ہماری دوستی میں تم میرے رب کو ماننے سے انکاری ہو مجھے اسے نہ ماننے کی ترغیب دے رہی ہو اور کہتی ہو ہم دو متضاد لوگ ایک ساتھ جڑ سکتے ہیں-ایسا نہیں ہوا کرتا ہے ہاں تم کہتی ہو ہم دوبارہ اس ٹاپک پر بات نہیں کریں گے تو میں یہ بھی مان لیتی ہوں کوئی مسلہ نہیں ہے- لیکن تم اللہ کی انکاری ہو یہ کیسے بھول جاؤں؟

جینی:-ایک بات یاد رکھنا اس بار اگر تمہاری کوئی بہت بڑی خواہش ہو اور تم پوری کرنا چاہتی ہو تو اسے دل میں رکھ کر اپنے اللہ سے دعا مانگنا اگر تو وہ تمہاری خواہش مان لے قبول کرلے تو تم سمجھ لینا تمہارا رب ہے لیکن اگر ایسا نہ ہو اور وہ نہ پوری ہو تو سمجھ جانا رب

العزت تمہارا ہے ہی نہیں اور اس بار میرے پاس آجانا میں تمہیں سنبھال لوں گی اور تمہاری تمام خواہشات میں خود پوری کروں گی جو تمہیں چاہیے وہ تم خود اپنے لیے خود حاصل کرو گی تمہیں کسی کے سامنے بلاوجہ نہیں جھکنا پڑے گا

اس نے مسکرا کر اسے گلے لگا کر کہا-اور اس بار حورین اسے دیکھ کر رہ گئی-

حورین:-ٹھیک ہے ایسا ہی ہو گا اگر تمہیں لگتا ہے میں غلط ہوں تو میں مان لوں گی کہ خدا ہے ہی نہیں بس ایک آخری موقع میں بھی دیکھ لیتی ہوں اس نے جانے اپنے دماغ میں اس شرط کو کیسے جگہ دے دی جو اس کے دل و دماغ میں اٹک گئی تھی وہ ایک ملحد سوچ کی حامل لڑکی کے جال میں پھنس چکی تھی اور یہ کام جینی نے کر دیکھایا تھا اور اب جو خناس اس نے حورین کے دماغ میں بھرا تھا بہت جلد اسے اس نے دیکھ کر انجوائے کرنا تھا اور وہ اس وقت کا انتظار کرنے لگی تھی-

رحیم بابا آچکے تھے وہ اٹھ کر جینی کو بغیر دیکھے چلی گئی تھی اور گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی تھی اس کی باتیں اسکے دماغ میں گھومنے لگی تھیں اور وہ خاموشی سے اپنے دل میں اس ہلچل کو

محسوس کر رہی تھی-وہ مکمل خاموش ہو گئی تھی وہ مکمل طور پر زندگی کے اس موڑ پر آ کر الجھ گئی تھی اسے لگا تھا کہ واقع میں ہی وہ ٹھیک کہہ رہی ہے میں جذباتی ہو رہی تھی ورنہ وہ ایسا کیوں کہتی اسے مجھ سے کیا لینا دینا جو بھی ہے سب غلط ہی ہوا ہے کچھ ہوتا تو مجھے ملتا کوئی دینے والا ہوتا تو مجھے دیتا میں تو مانگتی رہی ہاں کبھی حاصل کرنے کی خود سے کوشش نہیں کی ہے وہ مسلسل اس کے فطور کو سچ ماننے کی جنگ اپنے دماغ میں ڈال چکی تھی وہ ان سوچوں سے تب باہر نکلی جب رحیم بابا نے اسے کہا بی بی جی گھر آ گیا ہے-وہ چونکی تھی اور جلدی سے گاڑی سے نکل کر اندر کی طرف بڑھی تھی-

---

میر صاحب ممبر پر آ چکے تھے ان کا خاص ملازم جان محمد بھی ان کے اس پروگرام میں موجود تھا یہاں کافی ملحدین بھی جمع تھے جو میر صاحب کو منہ کی دیکھانے کے لیے آئے ہوئے تھے اور انہیں میں شامل میگھا بھی تھی جو آج ہیری کے منہ سے ان کا ذکر سن کر یہاں آئی تھی اور دیکھنا چاہتی تھی یہ کیا بولتے ہیں کیا کہنا چاہتے ہیں اسے لگتا تھا وہ انہیں

جواب دے سکتی ہے لیکن اسے معلوم نہیں تھا آج اس کی کایہ پلٹنے والی ہے لیکن میر صاحب جیسے ہی مسمر پر آئے ان کے اندر جو درد بھرا تھا امت کا درد وہ انہیں جلال میں لے آتا تھا اور پھر بولنے والوں کی بولتی ان کے سامنے بند ہو جاتی تھی اور اس بار بھی اس کی سحر انگیز شخصیت دیکھ کر وہ تمام اس پروگرام میں شامل حاضرین کو اس کے اندر ڈوبنے پر مجبور کر رہی تھی اور جیسے ہی اس نے بولنا شروع کیا تھا تب سب ہی اسی کو سننے میں مصروف تھے اسی کے سحر میں گم ہو چکے تھے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ---------

امید کرتا ہوں آپ سب خیریت سے ہونگے اسی امید کے ساتھ آج کے موضوع پر بات کرتے ہیں اور آج کا موضوع ملحدین کے پوچھے جانے والے سوالات ہیں جو سب سے اہم سوالات ہیں ان کا تذکرہ ہم یہاں کریں گے تو شروع کرتے ہیں۔

جب کبھی ہمیں موقع ملے ملحدین سے بات کرنے کا اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کہ ان کا وجود ہے تو وہ دو سوال خاص طور پر کرتے ہیں-

سوال نمبر 1

اگر اللہ تعالیٰ ہی اس دنیا کا بنانے والا ہے اس میں موجود ہر ذی روح کو پیدا کرنے والا ہر ذرے ذرے کو بنانے والا ہے تو اسے خود کو کس نے پیدا کیا ہے؟ کیا اسکا وجود خود بخود پیدا ہو گیا ہے ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

سوال نمبر 2

اگر ہم مان بھی لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہے تو پھر بہت سے مذاہب اس دنیا میں موجود ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا تصور رکھتے ہوئے مختلف اللہ کو مانتے ہیں ان کے مطابق ان کے مذہب کے مطابق ان کا اللہ الگ موجود ہے اور دوسرے مذہب کے رب کو وہ نہیں مانتے غلط مانتے

ہیں اس چیز کو ثابت کرنے کیلئے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں تو کس کو مانیں کہ رب موجود ہے-

یہ سوالات ایسے ہیں جنہیں ہر انسان اپنے ذہن میں لا سکتا ہے لیکن وہ اپنے دل میں ہی کسی کونے میں ان سوالوں کے جواب نہ پا کر دفن کر لیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ مذہب سے منحرف ہو جاتے ہیں اور دین کو چھوڑ کر ملحد بننے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں نہ صرف تیار ہوتے ہیں بلکہ ملحد بن کر ملحد کہلاتے ہیں اور جب کوئی انسان اس جگہ پہنچ جائے تب اسے پیچھے ہٹانا بہت مشکل ہو جاتا ہے اس وقت اسے لاجک کے ذریعے ہی سمجھایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ ان کے پاس ایسا کوئی راستہ موجود نہیں ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ الحاد کی تحریک 2013 میں شروع ہوئی تھی اور اب تک مغرب میں کئی لوگ ملحد ہو چکے ہیں جن کے مطابق خدا کا تصور کرنے والے بیکار لوگ ہیں خدا کا وجود ماننے والے بے حد بے وقوف اور بہت ہی کم عقل و فہم رکھنے والے انسان ہیں جو پہلے کے لوگوں کی کہی ہوئی باتوں پر یقین رکھتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے وہ اللہ ایک ہے وہ موجود ہے اور وہ اسی دنیا کو بنانے والا ہے اس جیسا کوئی وجود نہ ہے اور نہ بن سکتا ہے-

اب آتے ہیں ان سوالات کے جوابات کی طرف جو بہت کامن ہیں جن کا ذکر اس ٹاپک کا حصہ ہے-

جواب نمبر 1

پہلا سوال کرتے ہوئے ہمیشہ یہ ذہن میں ہونا چاہیے کہ انسان اور خدا میں فرق ہے ہم اپنے رب کو اپنے جیسا نہیں سمجھ سکتے ہیں اگر وہ ہمارے جیسا ہوتا تو اس کا بھی کوئی نہ کوئی خالق ضرور موجود ہوتا اب اگر اس خالق کا بھی کوئی خالق موجود ہے تو یہ سلسلہ چلتا ہوا ایسی جگہ جا پہنچتا ہے جہاں خالق موجود ہے آخر یہ سلسلہ ایک جگہ جا کر رکنا تو ضرور ہے جہاں پر خالق موجود ہے اب اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ یقین ہو جاتا ہے کہ خالق تو موجود ہے اس کے بغیر یہ دنیا قائم نہیں ہو سکتی ہے-

مثال کے طور پر ہمارے پاس ایک درخت ہے جو خود بخود وجود میں نہیں آیا ہے اسکا ایک خالق ہے اسکا بنانے والا ہے جس نے بیج بویا اسکے بعد اس نے پانی لگایا اور وہ ایک پودے کی

شکل اختیار کر گیا پودے سے وہ مالک کی محنت سے بہت جلد تن آور درخت کی شکل اختیار کر لیتا ہے اب یہ کیا ہے یہ صرف اور صرف اس کے مالک کا کمال ہے جس کی وجہ سے وہ اس جگہ پہنچا ہے جہاں وہ خود بخود نہیں پہنچ سکتا تھا-اب اسی طرح ایک اور مثال لیتے ہیں جس میں ہمیں ایک لکڑی کا ٹکڑا نظر آیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسکا کوئی خالق نہیں محض لکڑی کا ٹکڑا ہے لیکن اگر اس پر محنت کی جائے اس کی کوئی خوبصورت چیز بنادی جائے تو جس نے اسے بنایا وہ اسکا خالق ہے-ایک اور مثال لیتے ہیں ملحدین کا کہنا ہے کہ انسان خود بخود وجود میں آیا ہے تو کیا انسان کے کسی ایک عضو کا معائنہ بھی ہم کریں تو کیا اس نتیجے پر ہم پہنچ سکتے ہیں کہ یہ خود وجود میں آگیا ہے ایک آنکھ کا ہی معائنہ کیا جائے تو اس میں کتنی ویز ہیں اس میں نظر آنا پوری دنیا کا دیکھنا اس کے ایک ایک حصے کا جوڑنا بہت چھوٹے چھوٹے سے ذارات جیسے حصے کمال شہکار ہے جو ہمیں کتنا کچھ دیکھا رہا ہے وہ خود کیسے وجود میں آگیا ہے جبکہ ایک چھوٹی سی سوئی کا بھی ہمیں علم ہے کہ اسکا خالق موجود ہے-اب ان مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر چیز کا بنانے والا موجود ہے ہر چیز کا ایک خالق موجود ہے جب ہر چیز کا بنانے والا موجود ہے تو پھر زمین آسمان چاند ستارے اور یہ تمام زمین میں موجود چیزیں ایسے کیسے وجود میں آسکتی ہیں جب اتنی چھوٹی سے چھوٹی چیز کا خالق موجود

ہے جو کہ انسان ہے تو اس دنیا کا بنانے والا موجود کیسے نہیں ہو سکتا ہے وہ ملحد حضرات کے مطابق خود بخود وجود میں آئی ہے لیکن سوچنے والی بات ہے یہ ساری کائنات تو خود بخود وجود میں آسکتی ہے لیکن ایک وہ ہستی کیوں خود سے وجود میں نہیں آسکتی جو تمام کائنات کو بنانے والا ہے۔

اگر اسی بات کو سوچ لیا جائے تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ انسان کا وجود اس دنیا کا وجود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جو ایسا ہے جسے کوئی تخلیق نہیں کر سکتا لیکن وہ سب کچھ تخلیق کر سکتا ہے وہ سب کچھ بنا سکتا ہے۔

جواب نمبر 2

اب آتے ہیں سوال نمبر 2 کے جواب کی جانب جو پیچیدہ ضرور ہے لیکن اگر عقل استعمال کی جائے تو بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔ یہاں جو بات سامنے آتی ہے وہ اسی سوال سے جواب کی طرف لے جاتی ہے کہ ہر مذہب کا خدا الگ ہے ہر کوئی اپنے خدا کو معتبر مانتا ہے تو ہم کیسے مان لیں کہ کس کا خدا سچا ہے اور خدا موجود ہے تو جناب بات یہیں ختم ہو جاتی ہے

کہ خدا تو موجود ہے کیونکہ خود ہی نے کہہ دیا کہ ہر مذہب ایک خدا کا تصور رکھتا ہے اب آتے ہیں کہ کس کو سچا مانیں اس سچائی کے ساتھ کہ خدا تو نظر ہی نہیں آتا ہے تو اب ایک چھوٹی سی مثال لے لیتے ہیں-ایک جگہ آگ لگی ہوئی ہے ہمیں نہیں معلوم وہاں آگ لگی ہے کیونکہ ہم نے وہ آگ دیکھی ہی نہیں ہے اب کیا جس نے ہمیں بتایا ہم اسکی بات پر یقین کر لیں گے کہ آگ لگی تھی اس نے سب حاضرین کی طرف دیکھ کر کہا جو اس وقت وہاں موجود تھے-

جی بلکل ہم اس کی بات کا یقین کر لیں گے کیونکہ ہمارے پاس گواہ موجود ہے لیکن ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ کس طرح کا انسان ہے سچائی کا ساتھ دینے والا ہے یا اس کی زندگی جھوٹ پر مبنی ہے حاضرین میں سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا-

میر صاحب نے تحمل سے بات سنی اور پھر اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے گویا ہوئے-

یہی بات میں آپ لوگوں میں سے کسی کے بھی منہ سے سننا چاہتا تھا اور حاضرین سب اس کی بات سے اتفاق کرتے ہیں اس نے آرام سے پوچھا-

سب نے ہاں کی صورت میں جواب دیا۔

تو اب آتے ہیں اصل بات کی طرف آپ سب نے تصدیق کی کہ وہ انسان جو یہ خبر لایا وہ سچا ہے یا نہیں جب وہ سچا ہے تو آپ اس کی بات ماننے کیلئے تیار ہو گئے۔

اسی طرح اس دنیا میں بہت سے انبیا آئے اور مختلف جگہوں علاقوں میں اپنے صحیفوں کے ذریعے تعلیم دیتے رہے وقت گزرتا رہا 4 نبی ایسے آئے جنہوں نے کتابوں کی صورت میں تعلیم دی اور وہ کتابیں ہم تک پہنچا دی گئیں ہم میں سے کئی لوگوں نے مطالعہ کیا اور اسے مان لیا اور کئی ایسے لوگ تھے جنہوں نے تورات کو بھی مانا زبور کا بھی اقرار کیا اور انجیل کو بھی مقدس مانا اور آخر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل ہونے والے قرآن کو بھی مانا اور ان کتابوں سے پہلے کے تمام صحیفوں کو بھی مان لیا اور ایمان لاتے رہے کیا وہ نبی جو اس دنیا میں آئے جھوٹ بولتے تھے کیا ان کے بارے میں انہیں علم نہیں تھا کہ یہ جھوٹ بولنے والے نہیں ہیں ہمیشہ سچی خبر لے کر ہی آئیں گے آپ میں سے کوئی ہمارے

ان نبیوں کے بارے میں کہہ سکتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے داغدار تھے کوئی برائی جو آپ ثابت کر سکیں-

حاضرین میں اس وقت بلکل خاموشی طاری ہو گئ تھی کسی کے پاس جواب نہیں تھا سب ہی جانتے تھے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے کیونکہ ان کی اپنی سائنس یہ بات مانتی تھی کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے-مر صاحب نے پھر سے بولنا شروع کیا-تو اب بتائیں جو سچ بولتا ہو رتی برابر اس میں برائی نہ ہو وہ کیا جھوٹ بولے گا؟سب خاموش تھے میر صاحب نے جواب نہ پا کر پھر سے بولنا شروع کیا-

تو پھر ہمیں یہ ماننا ہو گا کہ ان تین نبیوں کو ماننے کے ساتھ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک پہنچنا ہو گا کہ وہ جو تعلیم دے رہے ہیں وہ سچ ہے کیونکہ وہ نبی ہیں اور سچائی کا ساتھ دینے والے ہیں-اب آتے ہیں خدا کے وجود کی طرف جب ہم نے یہ مان لیا کہ وہ خدا ہے تو آخری حد کہاں ختم ہوئی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ختم ہوئی تو پھر کیا سمجھ کہ انہوں نے ہمیں صرف ایک دین پر چلنے کی ترغیب دی ایک اللہ کو ماننے کا کہا اور ہمیشہ سچ بولنے والے تھے بچپن سے لے کر اپنی وفات تک کیلئے سچ بولنے والے رہے اب صرف

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ہمیں ہر حال میں تحقیق کرنی ہے آسمانی کتابوں کا مطالعہ کرنا ہے سچائی خود بخود سامنے آجائے گی وہ سب کو ایک جھٹکا دے کر حیران کرتے ہوئے اپنی بات سمجھا کر ممبر سے اتر چکا تھا اور اب وہاں سے ہجوم میں سے نکلتا جا رہا تھا اور ہر آنکھ اس کو دیکھنے کیلئے موجود تھی۔

اور آج جھٹکا میگھا کو بھی لگا تھا اسے بھی یقین ہو گیا تھا کہ کوئی ہے جو اس دنیا کو بنانے والا ہے کوئی ہے جو صرف اس دنیا کا مالک ہے اور وہ اس بھیڑ میں سے نکلتے ہوئے ایک بات سوچ چکی تھی اتنا سب جو وہ اتنے دنوں سے جان رہی تھی اس کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی حد تک بہت تھا بس اب اسے میر صاحب کے کہنے پر ایک چیز دیکھنی تھی اور وہ تھے مذاہب جن کے بارے میں اسے ہر حال میں تحقیق کرنی تھی۔

وہ اپنی ہی دھن میں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہوئی جیسے ہی وہ کمرے میں پہنچی بے دھیانی میں اپنا بیگ روم چیئر پر رکھا اور بیڈ کی طرف بڑھنے لگی لیکن

اذلان پہلے سے ہی اس کے بیڈ پر موجود تھا اور اسے بے دھیانی میں اس طرح پہلی بار دیکھ کر مسکرایا تھا-اب حیران ہونے کی باری اسکی تھی وہ اسے دیکھتے ہی وہیں تھم گئی آگے بڑھنے کی اس کے اندر ہمت ہی نہیں تھی اس نے اپنے قدم واپسی کیلئے بڑھائے وہ اسکا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن ہو گیا تھا اب اس سے ہمکلام نہیں ہونا چاہتی تھی یہی وجہ تھی کے وہ دروازہ کھولتے ہی باہر کی طرف بڑھی لیکن اسکا ایک پاؤں دروازے سے باہر تھا اور ایک پاؤں کمرے کے اندر موجود تھا جب اس نے اسے اپنی طرف کھینچا تھا اور وہ سیدھی اس کے سینے سے جا لگی تھی وہ حیرت زدہ تھی کہ اس کے ساتھ کیا کرنے کا ارادہ وہ رکھتا ہے- یہ کیا بدتمیزی ہے تمہیں جو بات کرنی ہے وہ کرو ایسے میرے ساتھ میں تمہیں نہیں کرنے دوں گی وہ ایک ہی لمحے میں ہمت جمع کر کہ بولی تھی-اگلے ہی پل اس کا دوپٹہ کھینچ کر زمین پر اس نے پھینک دیا-

یہ تم کیا کر رہے ہو؟اس نے اسکے سینے پر دونوں ہاتھوں کو رکھتے ہوئے اسے پیچھے کی طرف دھکیل دیا-وہ بغیر کچھ بولے پھر سے آگے بڑھا اور عجیب سی نظروں سے اسے دیکھنے لگا-اب وہ سمجھ چکی تھی اسکے ساتھ پل بھر میں کیا کرنے والا ہے-وہ تیزی سے

دروازے کی جانب بھاگی لیکن اگلے ہی لمحے اسکا پاؤں پھسلا اور وہ زمین بوس ہو گئی اُسکے پاؤں میں درد کی ٹیس اٹھی لیکن وہ پھر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگنے کیلئے تیار تھی لیکن اگلے ہی پل وہ اس کے سامنے کھڑا تھا اس کے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں بچا تھا- وہ بلکل خاموشی سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی ہو گئی-

وہ اس کے مزید نزدیک ہونے لگا جبکہ وہ پیچھے کی طرف قدم بڑھانے لگی اور وہ اسے جانے دے رہا تھا وہ گھبراتی ہوئی کھڑکی کے پاس جا رکی اور اگلے ہی لمحے اس نے کھڑکی جھٹکے سے کھولی اور باہر نکلنے لگی لیکن اسکا ہاتھ اس کے قبضے میں آ چکا تھا اس نے اسے ایک جھٹکے سے کھینچا اور وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے زمین بوس ہو گئی اُس کے سر میں چوٹ لگی تھی اور خون خود بخود بہنے لگا تھا یہ ایک اور ستم تھا جو اسے اس کی طرف سے ملا تھا اگلے ہی لمحے وہ ہوش سے بیگانہ ہو گئی تھی اور ایسے زمین بوس تھی جیسے اسکی سانسیں ہی نہیں چل رہی ہوں- اس کے بیہوش ہونے کے بعد اس نے پاؤں سے ایک ٹھوکر اسے ماری اور دورازے سے باہر نکلتا چلا گیا اور روم کا دروازہ لاک کر دیا-

---

میگھا جب سے گھر آئی تھی پریشان سی ہو کر رہ گئی تھی زندگی تھی کہ مزید اسے الجھن میں ڈال رہی تھی اور وہ سچائی کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹک رہی تھی اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ جب کوئی رب موجود ہے تو وہ کہاں ہے ؟اس کا وجود کیسے ہمیں پتہ چلے گا وہ بہت ہی پریشان سی ہو کر رہ گئی تھی اور آج جب اس نے میر صاحب کا لیکچر سنا تھا اس کیلئے دہلا دینے والا تھا اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ وہ کیا کرے اور کیا نہیں کرے لیکن اسے یہ سمجھ آ گئی تھی کہ کوئی نہ کوئی ہستی موجود ہے جس نے اس کائنات کو بنایا ہے اسے ایک لمحہ لگا تھا یہ سمجھنے کیلئے لیکن وہ ہستی کون ہے اسے یہ پہچاننا تھا اور وہ اسی مسلے میں الجھی ہوئی چکر پر چکر لگا رہی تھی وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی اس کی کیفیت عجیب سی ہو کر رہ گئی تھی وہ چاہتی تو بہت کچھ اپنے اندر بدل سکتی تھی لیکن اب وہ سوچ چکی تھی کہ کوئی دنیا بنانے والا موجود ہے اور اسے ہر حال میں اس دنیا کو بنانے والے کو تلاش کرنا ہے زندگی نے اس کے پاس ایک نیا راستہ کھول کر رکھ دیا تھا اور وہ کچھ حد تک مطمئن نظر آنے لگی تھی۔

میر صاحب جب بیان دے رہے تھے ان کے دل میں ایک عجیب سی کشمکش پیدا ہونا شروع ہو گئی تھی وہ پریشان سا ہو گیا تھا لیکن جو طاقت اسے بیان کرنے کی اللہ نے دی تھی وہ کسی اور کے پاس موجود نہیں تھی وہ بھری محفل میں پریشان ہو کر اللہ کے حوالے سے سوالیہ نشان چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اسکی موجودگی اسے بار بار کھٹک رہی تھی اسے لگ رہا تھا جس کی اسے تلاش ہے وہ یہاں موجود ہے وہ بیان دیتے ہوئے پورے مجمعے میں بار بار نظریں دوڑا رہا تھا لیکن وہ دشمن جاں اسے نظر نہیں آئی تھی اس نے بلآخر بیان پر توجہ دی اور دینے کے بعد جیسے ہی باہر نکلے سب کی نظریں اس پر تھیں لیکن میر صاحب کی نظر صرف اور صرف اس دشمن جاں کو تلاش کر رہی تھی لیکن وہ جانے اس بھیڑ میں اسے نظر کیوں نہیں آ رہی تھی وہ پریشان سا ہو گیا تھا اس نے کہاں کہاں اپنی زندگی کی رونق کو تلاش نہیں کیا تھا پر وہ تھی کہ اس سے بچھڑ چکی تھی اس کے نزدیک تو دور کی بات ہے اس کے سامنے بھی نہیں آ رہی تھی وہ پریشانی سے دربدر کی ٹھوکریں صرف اسی کیلئے کھا رہا تھا اس نے جاتے ہی جان محمد کو اسے تلاش کرنے کیلئے کہا لیکن وہ تھی کہ ملنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی جان محمد نے اس مجمعے میں اسے تلاش

کرنے کی کوشش کی پر اسے بھی وہ وہاں نہیں ملی میر نے خود حال سے باہر آتے لوگوں کو غور سے دیکھا لیکن وہ نہیں نظر آئی جانے وہ اتنی جلدی کہاں غائب ہو گئی تھی یا پھر وہ اسے پہچان چکی تھی اور یہاں سے چلی گئی تھی ہمیشہ کی طرح اس کی پہنچ سے دور جا چکی تھی۔ جن محمد نے اسے آکر اس کی آس ٹوٹنے کی خبر سنائی تھی لیکن وہ ماننے کو تیار نہیں تھا۔ وہ یہاں تھی میر ادل کہتا ہے اور جب یہ دل اس کی موجودگی کی گواہی دیتا ہے تو غلط نہیں دیتا ہے وہ اسی ملک کے اسی شہر میں موجود ہے وہ اس مجمعے میں تھی وہ مجھے سن رہی تھی میر ادل اس کے معاملے میں غلط نہیں ہو سکتا ہے اگر وہ نہیں ہوتی تو مجھے اس طرح اس کی تڑپ محسوس نہیں ہوتی لیکن کیا کروں اس دل کا جو جھوٹ نہیں بولتا ہے جو ہمیشہ سچ بولتا ہے اس کے معاملے میں تو بلکل غلط بیانی سے کام نہیں لیتا وہ ہے ہی اسکی روح سے جڑا اسکی روح سے تعلق قائم کیے ہوئے ہے وہ اس کے بغیر رہتا ہی نہیں ہے وہ ہے ہی اسی کا اور اسی کا ہی اسے رہنا ہے۔

جان محمد:۔ میر صاحب آپ سمجھ نہیں رہے اگر وہ یہاں ہوتی تو نظر ضرور آتی جب ہے ہی نہیں تو کیسے نظر آتی۔

میر:-جان محمد تم نہیں سمجھو گے میں اس بات کو بھی لے کر خوش ہوں کہ وہ یہاں تھی اس مجمعے میں مجھے سن رہی تھی اور اس بات سے تو بے حد خوش ہوں کہ وہ اسی ملک میں ہے اور اسی شہر میں موجود ہے مجھ سے زیادہ دور نہیں ہے اور وہ دن دور نہیں جب وہ میرے سامنے ہو گی اور کہے گی میر میں اب کہیں نہیں جاؤں گی مجھے آپ کے پاس آپ کی نظروں کے سامنے رہنا ہے اسے حقیقت نہیں معلوم جس دن معلوم ہو گی اس دن وہ میر کے پاس میر کی زندگی بن کر آجائے گی بس مجھے کوشش جاری رکھنی ہے اسے بہت جلد تلاش کرنا ہے اور وہ بہت جلد میرے سامنے آنے والی ہے میں اس شہر کا چپا چپا چھان ماروں گا اسے حاصل کرنے کیلئے اسے اپنانے کیلئے اسکا سکون بننے کیلئے اسے اپنا سکون بنانے کیلئے ان شاءاللہ بہت جلد میں اس کے سامنے ہو نگا-ان شاءاللہ جان محمد نے ان کی کیفیت محسوس کرتے ہوئے کہا-

---

تہامی نے جو سوچا تھا اس نے وہی کیا تھا آج وہ اپنے ساتھ جڑے حورین کے رشتے کو دنیا کے سامنے لانے والا تھا وہ سچائی جو وہ خود بھی نہیں جانتی تھی وہ اسے بتانے والا تھا وہ خوش تھا بے انتہا خوش لیکن دانیال کو کوشش کے باوجود وہ تلاش نہیں کر پایا تھا وہ یہاں رہتا ہی نہیں تھا اس کو جو معلومات اس گھر کے حوالے سے ملی تھی اس میں تین لوگ تھے جو یہاں قیام پزیر تھے جن میں حورین, بے.جی, اور اذلان شامل تھے جہاں وہ خوش تھا کہ وہ کل حورین کو لینے جا رہا ہے وہیں اسے دانیال کے نہ ملنے کا افسوس بھی تھا لیکن یہ حقیقت بھی وہ جان سکتا تھا اور وہ اسے حورین ہی بتا سکتی تھی اس لیے وہ خاموشی سے اس طرف بڑھنے لگا جہاں اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی موجود تھی اور دانیال کا ملنا بھی اسی سے ہی جڑا تھا۔ جب سے تہامی اذلان کو فیکٹری میں دیکھ کر آیا تھا اس کے متعلق تمام معلومات نکلوا چکا تھا اس کی سرگرمیوں پر نظر رکھے ہوئے تھا اور ایک اچھے وکیل کو ہائر کر کہ وہ تمام ثبوت دیکھا کر جو حورین کو اپنے پاس لانے کیلئے کافی تھے عدالت سے آرڈر لے چکا تھا اور کل اسے اپنی حورین کو ہر حال میں وہاں سے نکال کر لانا تھا اسے اپنی زندگی میں جگہ دینی تھی اسے مکمل اعتماد کے ساتھ سچائی بتا کر اپنے وجود کا حصہ بنانا تھا اور یہ کل ممکن

تھاوہ اس کل کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا حورا اسکے پاس آنے والی تھی اسے اپنی محبت پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ اس کی ہی ہے اور سچائی جان لینے کے بعد وہ ہمیشہ اسی کی ہی رہے گی۔

میگھا نے بے چینی سے ہیری کو کال ملائی تھی اس کی بدلتی کیفیت اسے بہت کچھ باور کروا رہی تھی اس کے اندر کا اضطراب بڑھتا چلا جا رہا تھا وہ چکر پر چکر لگا رہی تھی تبھی بیل بجی تھی اور وہ دوڑ کر دروازے کے پاس گئی تھی اس نے جلدی سے دروازہ کھولا سامنے ہیری ہی تھا اس نے بے چینی سے اسکا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ اندر لے آئی وہ حیران تھی پریشان تھی کہ وہ اب تک غلط فہمی میں رہی ہے اس نے اتنا عرصہ کس جگہ گزار دیا ہے کس کیلئے وہ اتنی تگودو کرتی رہی ہے صرف اپنی ذات کیلئے وہ اکیلی چلتی رہی ہے اور اس کے پاس تو کچھ تھا ہی نہیں بلکہ زندگی تھی جو گزار رہی تھی۔

وہ اسے دیکھ رہا تھا وہ پریشان سی ادھر سے ادھر ٹہلنے لگی اس کی یہ کیفیت تو اس نے پہلی بار دیکھی تھی وہ جلدی سے کچن میں گیا تھا اسے ریلیکس کرنے کیلئے پانی کا گلاس لے آیا اس

کے ہاتھ میں پکڑایاوہ پانی لیتے ہوئے آرام سے صوفے پر ٹک کر بیٹھ گئ اور پانی پینے لگی پانی ختم ہوتے ہی پانی کا گلاس سائڈ ٹیبل پر رکھااور خود کو کمپوز کرنے لگی۔

اب بتاؤ کیا ہوا ہے ہیری نے پریشانی سے پوچھا۔

میں غلط تھی میں نے اتنا عرصہ ملحدرہ کر گزار دیا ہے میرا اپنا آپ میرے بس میں نہیں رہا مجھ پر اس نے جادو کر دیا ہے وہ جادو گر تھا پہلے سرار حم مجھے گھائل کرتے رہے اور اب وہ شخص میں جس کے پرو گرام میں گئ تھی اس نے مجھ پر جادو ہی کر دیا ہے ایک سحر طاری کر دیا ہے جس سے میں نکل ہی نہیں پا رہی ہوں وہ بولتی چلی جا رہی تھی اسکا جسم کانپ رہا تھا کپکپاہٹ ہیری نے بخوبی محسوس کی تھی وہ اس ہل چل سے نکل نہیں پا رہی تھی۔

ریلیکس کرو آرام سے بتاؤ اس نے کیا باتیں کی ہیں جو تم اتنی عجیب سی حالت میں آتی جا رہی ہو ہیری نے اسے پر سکون کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

وہ کہتا ہے اللہ ہے جس نے اس دنیا کو بنایا ہے وہ کیسے ہے اس نے تفصیل سے بتایا ہیری وہ یہاں ہمارے دلوں میں موجود ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے میں مر جاؤں گی کیونکہ میں بھٹک گئی تھی اب جا کر تو میں واپس پلٹنے کیلئے بے چین ہو رہی ہوں وہ پتہ نہیں کس طرح سے بول رہی تھی ہیری کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی اس نے میگھا کو ریلیکس کرنے کیلئے ایلکس کو بلا لیا تھا جو کہ سائکیٹرس بھی تھا-اور مکمل ایم-بی بی-ایس ڈاکٹر بھی تھا-اسے اپنے دونوں کاموں میں مہارت حاصل تھی-اس نے ہمیشہ میگھا کو پروٹیکٹ کیا تھا وہ جب بھی اس کیفیت میں آ جاتی تھی وہی تھا جو اسے زندگی میں واپس لاتا تھا-

اور میگھا سے شادی کا خواہش مند بھی تھا لیکن جانے کیوں وہ اسے ہمیشہ ریجیکٹ کرتی چلی آئی تھی جس سے ہیری سیخ پا ہو جاتا تھا کہ ایلکس اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا اس پر جان چھڑکتا تھا اور وہ تھی کہ وہ اس کی زندگی میں شامل ہونے کی بجائے اس سے دور بھاگتی تھی وہ کسی کے ساتھ بھی ایسا تعلق نہیں رکھتی تھی کی یونیورسٹی کے لڑکے اس کی معصومیت پر مرمٹے تھے لیکن یہ ایک الگ قسم کی لڑکی تھی جس نے خود کو ہمیشہ محفوظ رکھا ہمیشہ ان سب سے دور رکھا جن کے قریب بھی وہ نہیں بھٹکنا چاہتی تھی اور اس امریکہ جیسے ملک

میں رہ کر وہ خود کو محفوظ کیے ہوئے تھی یہ بات اسکی ہیری کو پسند تھی لیکن ایلکس کے معاملے میں وہ اس پر شدید غصہ رہتا تھا

کیا ہوا ہے اس نے پھر سے کوئی سٹریس لیا ہے ایلکس نے آتے ساتھ ہی پوچھا۔

بہت زیادہ پریشان تھی بے سکونی تھی کہ حد سے بڑھ رہی تھی بار بار اللہ کے ہونے کی بات کر رہی تھی اتنے تمام عرصے میں مجھے یہ وہ میگھا نہیں لگی ہے جو کبھی ہوا کرتی تھی اگر سٹریس لیتی تھی بے چین ہوتی تھی تو مجھے لگتا تھا کوئی اور وجہ ہے لیکن آج پتہ چلا یہ تو اس دنیا کے بنانے والے کی کشمکش میں ہے اسے لگتا ہے کوئی ہے جس نے اس کے ہم سب کے وجود کو باوقار بنایا ہے اس کا دل اس بات کو مانتا ہے لیکن اسکا دماغ اسے اس سب سے باغی بنا دیتا ہے وہ سچ کبھی نہیں بتاتی ہے لیکن وہ اگر سچ نہیں بتائے گی تو اس کی مدد میں کیسے کر پاؤں گا چاہے وہ کسی خدا کو ماننے کیلئے تیار ہو جائے میں تب بھی اسکے ساتھ کھڑا رہوں گا کیونکہ میرے پاس صرف یہی ایک رشتہ ہے جسے میں اپنے سامنے بھرپور طریقے سے زندگی گزارتے دیکھنا چاہتا ہوں میری یہ ایسی دوست ہے جس نے میری ہر پریشانی میں

میرا ساتھ دیا ہے اور اپنی پریشانی کبھی بتانا گوارا ہی نہیں کی ہے وہ پریشانی کے عالم میں بولتا چلا جا رہا تھا اور ایلکس نے تحمل سے اس کی بات سنی تھی اس نے میگھا کو سکون کا انجیکشن دے دیا تھا اور ساتھ میں کچھ میڈیسن اسکی کیفیت کے مطابق تجویز کی تھیں وہ نیم بہوشی کی حالت میں دنیا سے بے گانی ہو کر سو رہی تھی۔

ایلکس صوفے پر ہیری کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

ہیری پریشان مت ہو تم اس کے دوست ہو اس کے بغیر نہیں رہ سکتے ہو میں جانتا ہوں تم اس کیلئے دوستی میں کچھ بھی کر سکتے ہو مجھے بھی تو دیکھو تم دوستی میں اس کے ہو اور میں محبت میں مارا مارا اس کیلئے پھر رہا ہوں لیکن وہ مجھے سمجھتی ہی نہیں ہے جانے کیوں وہ مجھ سے میلوں دور بھاگتی ہے میں بھی قرب میں ہوں میں بھی اس کیلئے پریشاں رہتا ہوں میں بھی صرف اسی کے نام کا رہنا چاہتا ہوں پلیز کوشش کرو اسے میرا کر دو میں تم سے عہد کرتا ہوں میگھا کو خود سے زیادہ عزیز رکھوں گا وہ میری نظروں کے سامنے رہے گی تو میں

بھی خوش رہوں گا اور اسے محسوس ہوئے بغیر میں اسے مزید اسکی زندگی میں واپس لانے کی کوشش کروں گا۔

میں جانتا ہوں ایلکس تم اس سے بے پناہ محبت کرتے ہو لیکن جو میں جانتا ہوں وہ تمہیں بتا رہا ہوں وہ تمہیں میری طرح اپنا دوست ہی سمجھتی ہے لیکن وہ جس کی ہے رہے گی اسی کیلئے اس کے بغیر وہ زندہ ہے یہی کافی ہے میں کوشش کروں گا اسے تمہارے پاس لے کر آؤں تمہیں تمہاری محبت سے ملوادوں اور میگھا کیلئے تم بہترین ثابت ہو جاؤ۔

ٹھیک ہے میں اب چلتا ہوں میگھا کا خیال رکھنا اسے ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرنا اسے ریلکس رکھنا پھر سٹریس نہیں لے بی پی بہت زیادہ ہائی بھی ہو سکتا ہے ابھی بھی نارمل نہیں تھا میں شام کو پھر سے آؤں گا اس نے بہت ہی مہذب انداز میں کہا اور تھوڑی ہی دیر میں ہیری اسے دروازے تک چھوڑ آیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد حورین ہوش میں آگئی تھی اس کے سر پر لگی چوٹ جو اس کے گرنے کی وجہ سے آئی تھی اس نے وہاں ہاتھ لگا کر دیکھا جہاں اسے اٹھتے وقت تکلیف محسوس ہوئی تھی وہاں سے خون ابھی بھی رس رہا تھا اسے دھیرے دھیرے یاد آرہا تھا کہ اس نے اس کے ساتھ کیا کرنے کی کوشش کی تھی اس کے بعد جب وہ نیم بہوشی میں تھی اسے یاد تھا وہ یہاں سے چلا گیا تھا اس کے ذہن میں بار بار وہ منظر گردش کر رہا تھا وہ سوچ رہی تھی اسے ہراسا کرنے میں اسکا کیا مقصد پوشیدہ تھا لیکن اس وقت اسکا یہاں رہنا بھی مناسب نہیں تھا وہ شور کر کہ بھی اپنے لیے مسائل پیدا نہیں کر سکتی تھی اس نے جلدی سے پاس پڑے جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیلا اور گٹاگٹ پی گئی اسکے بعد اس نے زخم پر سے خون کو صاف کیا اور تھوڑی دیر دوپٹے کے پلو سے دبایا تاکہ جو خون نکل رہا ہے وہ جذب ہو جائے اس کے بعد اس نے ٹیوب اٹھائی اور زخم پر لگائی جس سے اسے جلن محسوس ہوئی تھی وہ درد کو سہنا سیکھ گئی تھی اس لیے خود پر کنٹرول کر چکی تھی اب وہ آہستہ سے دروازے کی جانب بڑھی تھی دروازہ باہر سے لاک تھا وہ تھوڑی گھبرائی تھی لیکن اگلے ہی پل اس نے خود کے اندر ہمت جمع کی اور زمین پر گرا ہوا دوپٹہ اٹھایا اور کھڑکی کھول کر باہر

کی طرف قدم بڑھائے اب وہ ٹیرس پر تھی اور باہر کا منظر دیکھ رہی تھی اندازہ لگا رہی تھی وہ یہاں سے کس طرح سے نکل سکتی ہے جائزہ لینے کے بعد وہ ٹیرس کے راستے جاتی سیڑھیوں سے نیچے اتر گئی اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی لان میں جا پہنچی ابھی اندھیرا نہیں چھایا تھا دن کی روشنی موجود تھی بلکہ ابھی دن ہی تھا وہ آرام سے قدم اٹھاتی لاؤنج کی جانب بڑھی وہیں پاس ہی بے جی کا کمرہ تھا وہ ان کے پاس جا کر انہیں اب تک کی ساری صورتحال بتانا چاہتی تھی جو اس کے ساتھ اذلان نے کیا جو سلوک اب تک اس نے روا رکھا تھا-اب وہ مزید نہیں چھپانا چاہتی تھی جیسے ہی وہ ان کے کمرے کے اندر داخل ہوئی اس نے بے جی کو بیڈ سے نیچے گرے ہوئے پایا وہ بھاگتے ہوئے ان کے پاس جا پہنچی-

بے جی اٹھیں کیا ہوا ہے آپ یہاں ایسے کیسے گر سکتی ہیں آپ کی طبیعت ٹھیک ہے وہ ساتھ ساتھ بول رہی تھی اور ان کی نبض چیک کر رہی تھی بے جی کے لب ہلے تھے اس نے غور سے سننے کی کوشش کی تھی وہ اسے یہاں سے جانے کا کہہ رہی تھیں اس نے ان کی سانسیں چیک کی تھیں لیکن نہیں وہ تو تھی ہی نہیں اس نے جلدی سے بے جی کے نمبر سے ڈاکٹر کو کال ملائی جو پہلے بھی ان کا چیک اپ کیا کرتی تھیں وہ ایمرجنسی میں آئی تھی

لیکن یہ کیا وہ بے جی کے اس دنیا سے چلے جانے کی خبر اسے سنا چکی تھی اور حورین چیخ ہی تو اٹھی تھی کچھ بھی نہیں بچا تھا ایک رشتہ جو اس کے پاس اس وقت میسر تھا وہ بھی چلا گیا تھا وہ تنہا رہ گئی تھی بلکل تنہا بلکل اکیلی کوئی اسکے آنسو صاف کرنے والا اسے جوڑ کر رکھنے والا موجود نہیں تھا ڈاکٹر اسے تسلی دے رہی تھی اور اس کی آواز سن کر نوراں بھی بھاگتی ہوئی آئی تھی۔ بے جی اس کی ماں کی جگہ پر تھی جنہوں نے اسے پیار دیا تھا آج وہ بے آسرا چھوڑ گئی تھی نہ چاہتے ہوئے بھی حور نے اذلان کو کال کی تھی تاکہ وہ آئے اور بے جی کو دیکھ سکے اسے پتہ ہو ان پر کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے لیکن جو جواب اسے ملا تھا وہ سن کر ہی سکتے کی حالت میں آ گئی تھی مر گئی ہیں تو کیا ہوا عمر ہو گئی تھی اب یہ رونا دھونا بند کرو اس نے سنتے ہی فون رکھ دیا اسے اس سے بے جی کے معاملے میں بے ہسی کی امید نہیں تھی۔

ان کی تدفین کر دی گئی تھی وہ غم سے نڈھال ہو چکی تھی ساری عورتیں جو ان کے گھر میں جمع ہوئی تھیں وہ دیلا سا دے کر جا چکی تھیں اب وہ بلکل تنہا تھی گھر کی یہ حویلی اور وہ اکیلی جان اذلان یہاں نہیں تھا جانے ہمیشہ کی طرح رات گئے تک کہاں تھا وہ ڈرتے ڈرتے اپنے روم کو لاک کر کہ بیٹھ گئی تھی جاتے وقت اسے آنے والی خواتین اسے اس بات کا احساس دیلا گئی تھیں کہ وہ اب اس جگہ تنہا نہیں رہ سکتی ہے اور نہ ہی وہ اذلان کے

ہوتے ہوئے اس چھت کے نیچے رہ سکتی ہے اس لیے بہتر ہے وہ اس سے شادی کر لے یہی ایک صورت ہے جو اسے اس مشکل سے نکال سکتی ہے وہ اسی سوچ میں بیٹھی تھی آخر کب تک وہ اس سیچوایشن کو سنبھال سکتی ہے اور اس سے شادی وہ کسی صورت نہیں کر سکتی ہے اور یہاں رہنا بھی اس کے ساتھ مناسب نہیں ہے اس لیے بہتر ہے وہ اس سے علیحدہ ہو جائے۔

ثانیہ کیلئے الحاد کا ٹاپک انتہائی اہمیت اختیار کر گیا تھا اسے یاد تھا اس کے بابا نے کس طرح سے سروائیو کیا تھا زندگی میں چلنا کس طرح سے سیکھا تھا آخری دم تک اپنے لیے لڑے تھے اس وقت اسے اتنی سمجھ تو نہیں تھی لیکن اتنی بے سمجھ بھی نہیں تھی آج ملحدین کے بارے میں جو وہ جان کر آئی تھی سب اس کی زندگی میں تازہ کر گیا تھا وہ چلتے چلتے باہر آ گئی تھی سبز گھاس پر ننگے پاؤں وہ اس پہر چلنے لگی تھی اس کی زندگی کچھ عجیب سے رخ پر آ کر رکی تھی وہ ماضی کے جھروکے اسے یاد آنے لگے تھے جہاں اس کے اپنے اس سے بچھڑ

گئے تھے جہاں سے اس نے تہامی کی صورت میں بھائی پایا تھا اور زینب کی صورت میں ماں مل گئی تھی کچھ رشتے تھے جو منو مٹی تلے دفن ہو گئے تھے اور کچھ جو زندہ ہوتے ہوئے بھی اس کے پاس نہیں تھے اس سے بچھڑ گئے تھے گھاس پر چلتے چلتے وہ تھک چکی تھی وہ آ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی سامنے چودھویں کا چاند اپنے جوبن پر جگمگا رہا تھا ثانیہ اسے دیکھ کر خوش ہو گی لیکن اگلے ہی پل اسے کچھ یاد آیا تھا ماضی کے جھروکوں میں چھوٹے چھوٹے کلپ اس کے ذہن میں محفوظ تھے جو اس کے اکثر سامنے آجاتے تھے جیسے آج کا ہی منظر ہو جو اس کے ارد گرد منڈلا رہا ہو یاد ماضی بھی عذاب ہوتا ہے اور وہ اس عذاب سے روز گزرتی تھی اور روز جی اٹھتی تھی پھر سے زینب امی کا تہامی کا حوصلہ بنتی تھی چاند کو دیکھ کر اسے بہت کچھ یاد آیا تھا۔

بابا حورین تو ابھی بہت چھوٹی ہے جب یہ بڑی ہو گی

تب اسے پتہ چلے گا چاند کی چاندنی کیسی ہوتی ہے پھر یہ مجھ سے باتیں بھی کرے گی میرے ساتھ کھیلے گی کتنا مزہ آئے گا اس نے چہکتے ہوئے چاند کو دیکھ کر اپنے پاس کھڑے چاند کو محو ہو کر دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں کیوں نہیں ایسا ہی ہو گا وہ وقت دور نہیں ہے جب میں آپ دونوں کو ہنستے کھیلتے بڑے ہو کر کھیلتے ہوئے دیکھوں گا انہوں نے مسکراتے ہوئے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

پر بابا اگر بے جی حور کو لے گئیں تو میں کس کے ساتھ کھیلوں گی وہ تو کہتی ہیں حوران کی بیٹی ہے اس نے معصومیت سے کہا۔

نہیں بیٹا حورین میری بیٹی ہے آپ کی بہن ہے اسے کوئی نہیں لے کر جا سکتا ہے وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی۔

بابا بے جی کیوں اسے ہمارے پاس نہیں رہنے دیتی ہیں وہ کیوں اسے یہاں سے لے کر جانا چاہتی ہیں میں نے سنا تھا وہ زینب امی سے کہہ رہی تھیں ہم مسلمان نہیں ہیں اس لیے وہ حورین کو ہمارے پاس نہیں چھوڑ سکتیں۔

بابا کیا ایسا ہی ہے ہم مسلمان نہیں ہیں اگر ہم مسلمان نہیں ہیں تو پھر کیا ہیں جو بے جی ہم سے اتنی نفرت کرتی ہیں۔

اتنی ساری باتیں کہاں سن لی ہیں بیٹا ہم مسلمان ہی ہیں ان کے کہنے سے ہم کچھ اور تھوڑی ہو جائیں گے انہیں نفرت کرنے دو ہم تو ان سے محبت کرتے ہیں بس یہ بات یاد رکھو ہماری محبت خالص ہونی چاہیئے انہوں نے اس کی ٹھوڑی کو پیار سے پکڑ کر گال کو تھپتھپایا۔

ایک بات مجھے چین سے جینے نہیں دے رہی ہے مسلسل میرے اندر گردش کر رہی ہے کہ بی جان صرف حورین کو کیوں لے کر جانا چاہتی ہیں میں بھی تو ان کی بیٹی ہوں میری تو بات نہیں کرتی ہیں اس نے اپنی طرف سے عقل کی بات کی تھی۔

کیونکہ بیٹا وہ سمجھتی ہیں آپ زینب کی بیٹی ہو میری نہیں ہو اور آپ نے بھی کبھی یہ ظاہر نہیں کرنا آپ کو ہمیشہ ہم سب کے ساتھ رہنا ہے ورنہ وہ آپ کو بھی لے جانے کی بات کریں گی انہوں نے اسے پیار سے سمجھایا۔

ٹھیک ہے میں نہیں بتاؤں گی میں ہمیشہ کے لئے آپ سب کے ساتھ ہی رہنا چاہتی ہوں اس نے بڑے ہی خلوص بھرے طریقے سے کہا۔

وہ ماضی سے حال میں واپس آئی تھی زندگی کی ستم ظریفی تھی کہ جس بات کی سمجھ اسے اس وقت نہیں آئی تھی آج ثانیہ کو یہ باتیں سمجھ میں آگئی تھیں زندگی تھی اور اب اسے امید لگی تھی کہ حورین اس کے پاس واپس آجائے گی وہ خوش تھی اپنی بہن کو ویلکم بھی تو کرنا تھا وہ بہت ایکسائیٹڈ ہو رہی تھی جب سے اسے تہامی نے حورین کے آنے کا بتایا تھا وہ جلدی سے اندر کی طرف بڑھی تھی کاپی پین پکڑ کر سامان کی لسٹ بنانے لگی اسے کیا پکانا ہے اسے گھر کس طرح سے ڈیکوریٹ کرنا ہے سب ہی اس نے کل اس کے آنے سے پہلے پہلے کرنا تھا۔

رات ہو چکی تھی میگھا کے سر پر ہیری موجود تھا اسے زبردستی میڈیسن کھلانے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ ضد پر اڑی تھی کہ اسے نہیں کھانی ہیں وہ جلدی سے اپنے بستر پر اٹھ کر لانچ میں جا کر بیٹھ گئی تھی اور اب جیسے ہی اس نے ہیری کو آتے دیکھا تھا وہ جلدی سے وہاں سے اٹھ کر دروازہ کھول کر باہر کی طرف بھاگی تھی تبھی ایلکس کو اس نے آتے ہوئے دیکھا اب اسے آگے کنواں پیچھے کھائی نظر آ رہی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا کرے دو دو جن اس کے سر پر سوار تھے کبھی پیچھے کی طرف دیکھ رہی تھی اور کبھی آگے کی طرف دیکھ رہی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ پریشانی میں مبتلا سی راستہ ڈھونڈنے والی نظروں سے ادھر سے ادھر دیکھنے لگی اور وہ دونوں اس کی سیچوایشن کو دیکھ کر مسکرانے لگے اب کیا وہ سیڑھیاں چڑھتی جلدی سے اوپر کی جانب بڑھی اور اگلے ہی لمحے ہیری نے اسکا بازو پکڑ لیا کہاں بھاگ رہی ہو جب تک میڈیسن نہیں کھاؤ گی تب تک تم یہاں سے نہیں جا سکتی ہو اس لیے بہتر ہے شرافت سے میڈیسن کھا لو۔

میں نے میڈیسن کھا لی تو میرے بھاگنے کا کیا فائدہ ہوا جو میں کرنا چاہتی ہوں وہ تو تم زبردستی کر رہے ہو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی تم ظالم ہو اس نے ہار مانتے ہوئے اس کے ہاتھ سے میڈیسن لے لیں اور ٹیبل پر پڑا گلاس پانی کا اٹھایا اور جلدی سے میڈیسن کھا لیں اور

صوفے پر جا کر منہ پھلا کر بیٹھ گی اور وہ اسے افسوس سے دیکھنے لگا-اور وہ کچن میں چلا گیا اور ایلکس اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا-اب تم ایسے کیوں گھور رہے ہو وہ ایک آفت کیا کم ہے جو تم نے بھی آ کر کمی پوری کر دی ہے میگھا نے ہیری کا غصہ ایلکس پر نکالا اور وہ اسے دیکھ کر ہنسنے لگا-

ہنسو نہیں مجھے اگر غصہ آ گیا تو میں نے یہی گلاس اٹھا کر سر پر مار دینا ہے میگھا نے زچ ہو کر کہا-

میں تو تیار ہوں کچھ بھی کرو میرے ساتھ کوئی تعلق قائم تو کر و مارنے والا ہی سہی مجھے ہمیشہ یاد رہے گا اس نے ایک دم اپنی پیار والی روح اپنے اندر داخل کی اور بولنا شروع کیا-

ایلکس سدھر جاؤ تمہیں پتہ ہے غلط دروازے پر دستک دے رہے ہو تمہیں سوائے انکار کے کچھ نہیں ملنا ہے میری اور آپ کی منزل ایک نہیں ہو سکتی ہے اس لیے بہتر ہے تم وقت ضائع نہیں کرو میگھا نے ایلکس کی امید توڑنا چاہی تھی-

منزل ایک ہو بھی تو سکتی ہے اور میرا وقت کبھی نہ کبھی تمہارا دل پگھلا بھی تو سکتا ہے اس نے سمجھانے والے انداز میں کہا-

چلو کرتے رہو ٹرائے ایک وقت آئے گا جب تمہیں لگے گا سب بیکار گیا وہ یہ کہہ کر ہیری کے پیچھے کچن میں چلی گئی جبکہ ایلکس اسے جاتے ہوئے خاموشی سے دیکھتا رہا-

---

حورین کے ذہن میں بے.جی والا واقعہ چل رہا تھا وہ بلکل خاموش سی بیٹھی تھی اسکا آخری آسرا بھی ختم ہو گیا تھا اور بے.جی کا اپنے آخری الفاظوں میں اسے نصیحت کرنا کہ وہ یہاں سے چلی جائے اذلان سے کبھی بھی شادی نہیں کرے وہ آگے بھی کچھ کہنا چاہتی تھیں لیکن دم توڑ چکی تھیں وہ بے.جی کی وجہ سے رک گئی تھی لیکن اب اسے لگ رہا تھا یہاں سے اس کیلئے چلے جانا ہی بہتر ہے لیکن وہ کہاں جائے گی یہی سوچ اسے پریشان کر رہی تھی اور رات کے اس پہر تو وہ بلکل بھی یہاں سے نہیں جا سکتی تھی اس نے سوچا تھا وہ صبح

ہوتے ہی یہاں سے چلی جائے گی اس لیے خود کو اس نے سب سے پہلے ریلیکس کیا اور واش روم میں چلی گئی اس نے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور خاموش ہو کر ایک کونے میں بیٹھ گئی اُسکی حالت ذار کچھ ایسی تھی کہ وہ نڈھال ہو گئی اُگلے ہی لمحے دھڑام سے دروازہ کھلا یہ کیا اس نے دروازہ لاک نہیں کیا تھا وہ پریشانی سے اٹھی کمرے میں مکمل خاموشی تھی اور لائیٹ نہ جلنے کی وجہ سے اندھیرا چھایا ہوا تھا ایک لمحے میں کمرہ روشن ہو گیا تھا کیونکہ کمرے کی لائیٹ آن کی گئی تھی۔

تو حورین بی بی اب تو تم صرف میری ملکیت ہو بے جی بھی نہیں رہی ہیں جو تمہیں بچا لیا کرتی تھیں یہی زندگی ہے جو تمہارا مقدر ہے اذلان آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب آرہا تھا اور بول بھی رہا تھا۔اس نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ پکڑا اور بلیڈ جو اس نے چھپایا ہوا تھا اس سے اسکی نبض کاٹ دی اور خون فوارے کی صورت میں گرنے لگا اتنا بلڈ دیکھ کر تو وہ پریشان سی ہو کر رہ گئی تھی اور اگلے ہی لمحے وہ اذیت سے دوچار ہوتے ہوئے زمین بوس ہو گئی تھی کیونکہ اذلان نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا اس لمحے میں اس کی آنکھیں بند سی ہو رہی تھیں اور اس کا قہقہ گونجا تھا تو بہت ہوا حورین بی بی تمہیں آج آزاد کر دیا ہے

بے جی اور دانیال کو جہاں میں نے بھیجا تھا وہیں پر تمہیں بھی بھیج دیا ہے اپنے رشتوں کے ساتھ جا کر خوش رہنا بائے بائے وہ سیٹی بجاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا زندگی کا یہ لمحہ بہت ہی زیادہ اذیت دینے والا تھا وہ اس کے منہ سے اتنے بھیانک سچ سن کر لرز گئی تھی یہ کیا وہی ایک ہی ہم سب کا مجرم تھا وہ سوچ کر ہی رہ گئی اور اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔

NovelHiNovel.Com

میگھا بلکل ٹھیک ہو گئی تھی اس کی زندگی میں جو ایک بھوچال آیا تھا وہ ختم نہیں ہوا تھا ایک ہفتے کے بعد وہ یونیورسٹی میں داخل ہو رہی تھی اسے سب کچھ اجنبی سا محسوس ہو رہا تھا جو خول وہ خود پر چڑھائے اتنے عرصے سے پھر رہی تھی وہ ریزہ ریزہ ہو رہا تھا وہ جو اسکی لوگوں کو دیکھانے کیلئے کھوکھلی ہنسی تھی وہ غائب ہو چکی تھی وہ سوچنے پر مجبور ہو چکی تھی اس کے ساتھ ہوا کیا ہے اور وہ کیا کرنا چاہتی ہے وہ کلاس میں گئی ضرور تھی لیکن مکمل طور پر کلاس میں غیر حاضر ہی تھی اسکا جسم تو یہاں تھا لیکن دماغ کسی گہری سوچ میں گم ہو چکا

تھاوہ کلاس روم میں ہو کر بھی موجود نہیں تھی ارحم نے یہ بات باخوبی محسوس کی تھی اور اس طرح کے بدلاؤ پر وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا یہ وہ میگھا نہیں تھی جو کلاس میں سوال پر سوال کیا کرتی تھی جو جواب نہ ملنے پر سر ارحم کے پاس انہیں تلاش کرنے پہنچ جایا کرتی تھی یہ تو مکمل طور پر خاموش ہو کر بیٹھ گئی تھی انہیں اسکا یہ رویہ ہضم نہیں ہو رہا تھا انہیں تو وہی پرانی والی میگھا ہی پسند تھی-

اس وقت وہ لائبریری میں موجود تھی وہ کچھ کتابیں تلاش کرنے میں مگن ہو چکی تھی جو سوچ جو خیال اس کے دماغ میں آ چکا تھا وہ اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتی تھی اس لیے وہ کچھ کتابیں تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن یہاں یونیورسٹی کی لائبریری میں یہ کتابیں اسے مہیا نہیں ہو سکی تھیں اس لیے اس نے سوچا وہ انہیں مختلف لائبریریز میں تلاش کرے وہاں جائے جہاں اسے اسطرح کی کتابیں مہیا ہو سکتی ہوں جو اسے چاہیئے ہیں- یہ تو وہ مان چکی تھی کہ خدا موجود ہے اس کائنات کے ذرے ذرے کو بنانے والا موجود ہے لیکن جو کنفیوژن اسے تھی وہ یہ تھی کہ کونسا مذہب ہے جسے اختیار کیا جائے

اور وہ سہی ہو جسے رب تعالیٰ نے ہی بنایا ہو اور وہ سچائی پر مبنی ہو وہ خاموشی سے اٹھی تھی لیکن اگلے ہی لمحے وہ کسی سے ٹکرائی تھی۔

اسکا پاؤں پھسلا تھا اور اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ ساتھ پڑی کرسی پر رکھ کر اپنا توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی تھی پر یہ کیا وہ اب بھی اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پا رہی تھی اس کی طرف کسی نے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا تھا اس کی سانسیں تیز تیز چلنے لگی تھیں اسے ایک احساس نے گھیر لیا تھا وہ اس کے نہ چاہتے ہوئے بھی قریب ہو گئی تھی شائد ڈر گئی تھی گرتے گرتے بچی تھی اور کسی کے مضبوط ہاتھوں نے اسے سہارا دیا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ اسکی بانہوں میں تھی جسے وہ اپنے سامنے دیکھ رہی تھی وہ کوئی جانا پہچانا سا لگ رہا تھا وہ کھو سی گئی تھی وہ اس کے سینے میں سر چھپائے دنیا سے بیگانی ڈر کو اپنے اندر سے نکالنے کی کوشش میں تھی لیکن جیسے ہی ہوش میں آئی تھی سامنے والا جس کی بانہوں میں اس نے خود کو محفوظ پایا تھا وہ تھپکی دیتے ہوئے اسے دیلاسا دے رہا تھا کہ کچھ نہیں ہوا ہے وہ بلکل ٹھیک ہے محفوظ ہے جیسے ہی وہ ہوش میں آئی تھی جیسے ہی اس نے خود کو ریلیکس محسوس کیا تھا نظریں اٹھا کر دیکھا تھا وہ کوئی اور نہیں وہی تھا جس نے اس پر اپنا سحر طاری کر دیا تھا اس کے اندر کشمکش پیدا کرنے والا انسان اس کی آنکھوں کے

سامنے تھااور وہ خاموشی سے کھڑا اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا جیسے اسے صدیوں سے جانتا ہو وہ اس کی آنکھوں کو دیکھ کر نروس ہو رہی تھی اس کے آس پاس لائبریری میں موجود سٹوڈینٹس جمع ہو چکے تھے اس نے سب پر ایک نظر ڈالی اور جلدی سے اس سے علیحدہ ہوئی اور تیز تیز چلتے ہوئے لائبریری سے نکلی جبکہ وہ اسے آوازیں دے رہا تھا کہ وہ رک جائے جب وہ نہیں رکی تو وہ مجبوراً اس کے پیچھے بھاگا اگلے ہی لمحے وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہوتی اس نے جان محمد کو گاڑی نکالنے کیلئے کہا اور وہ اپنی گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے گھر کے راستے پر چل دی تھی۔

نوراں نے اذلان کو کمرے سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے وہ پریشان سی ہو گئی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ سوچتے ہوئے خاموشی سے اس سے چھپتے ہوئے حورین کے کمرے میں گئی لیکن یہ کیا دیکھ رہی تھی اس کے بازو سے مسلسل خون بہہ رہا تھا نوراں نے دروازہ لاک کیا اور جلدی سے اس کے بازو پر اپنے

دوپٹے کو رکھ کر دبایا تاکہ خون نکلنا بند ہو جائے اس کے بعد وہ رحیم بابا کے پاس اسی خاموشی سے گئی جس خاموشی سے وہ یہاں آئی تھی اسے ساری سیچوایشن سمجھ آ گئی تھی کہ حورین کے ساتھ کیا ہوا ہے اس لیے سمجھ داری اسی میں تھی کہ وہ خاموشی سے اسے بچا لے وہ رحیم بابا کو ساری سیچوایشن بتا چکی تھی وہ بھی نوراں کی طرح بے جی کا وفادار تھا اسے یقین کرنے میں لمحہ لگا تھا وہ موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے حورین کو پچھلے گیٹ سے ہاسپٹل لے گئے اس کی جان کو خطرہ تھا اس کے بچنے کے چانس بہت کم تھے ایمرجنسی میں اسکا علاج چل رہا تھا خون بہہ جانے کی وجہ سے مشکل ہو گئی تھی اور نبض جو کاٹی گئی تھی وہ بہت گہرائی سے کٹ کی گئی تھی جسے جوڑنے میں مشکل پیش آئی تھی اور خون ضائع ہونے کی وجہ سے وہ بہت کمزور ہو چکی تھی پٹی کرنے کے بعد وہ ابھی تک بے ہوش تھی رنگت پیلی پڑ چکی تھی ایک ہی رات میں وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی تھی اسے تو مہلت ہی نہیں دی گئی تھی کہ وہ اپنا دفاع کر سکے لیکن وہ بچ گئی تھی یہ بڑی بات تھی

آخر رات بھر کی محنت سے وہ صبح کی آذان کے ساتھ ہوش میں آئی تھی اور یہ وہ لمحہ تھا جب اس میں نماز پڑھنے کی جستجو ختم ہوئی تھی اس نے منہ پھیر لیا تھا جیسے وہ سن ہی نہیں رہی تھی رحیم بابا اور نوراں اسے دیکھ کر خوش ہو گئے تھے کہ وہ سہی سلامت ہے لیکن وہ

یہ نہیں جان پائے تھے جسے ایک اور زندگی ملی ہے وہ حورین نہیں ہے یہ کوئی اور روح ہے جو حورین کو مار کر اپنی جگہ بنا چکی ہے۔

وہ دونوں اس سے مل کر ابھی فل وقت روشنی ہونے سے پہلے واپس جانا چاہتے تھے تاکہ اذلان کو ان پر شک نہ ہو اور وہ سہی سلامت حورین کو رکھ سکیں اور اس کے عتاب کا نشانہ نہ بننے دیں اگر اسے پتہ چل جاتا تو وہ جانے اس کے ساتھ کیا کرتا یہی بہتر فیصلہ ان دونوں کو لگا تھا اس لیے ابھی نرس کے حوالے اسے کر کہ وہ جا چکے تھے لیکن حورین اب یہاں سے جانا چاہتی تھی اور ایک نئے سرے سے اپنی زندگی شروع کرنا چاہتی تھی وہ سوچ چکی تھی کہ اسے اب کیا کرنا ہے۔

میر صاحب کیا ہوا ہے ابھی تو آپ آئے تھے بی بی جی سے بھی نہیں ملے اور طوفان کی طرح مجھے کس کے پیچھے لگا دیا ہے اس نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

گاڑی تیز چلاؤاور جو سامنے گاڑی جارہی ہے اس کا پیچھا کرو جو اس گاڑی میں موجود ہے مجھے ہر حال میں اپنے سامنے چاہیے ہے تو بہتر ہے ڈرائیونگ پر توجہ دو نہ کہ ادھر ادھر کی باتیں کر کہ دھیان کہیں اور لگاؤ میر نے جلدی سے کہا کیونکہ وہ اس لڑکی تک پہنچنا چاہتا تھا۔

اور میگھا سمجھ چکی تھی وہ اس کے پیچھے آرہا ہے اس لیے اس نے گاڑی کا رخ گھر کی بجائے بازار کی طرف موڑ دیا کیونکہ وہ اس شخص کا سامنا کرنا نہیں چاہتی تھی اس سے ہمکلام ہونا تو دور کی بات تھی اس نے اپنی گاڑی ایک مال کے سامنے روک دی اور جلدی سے وہ مال میں داخل ہو گئی اُس نے کچھ لینا نہیں تھا بس خود کو چھپانا تھا اور یہ وہ کرنے میں کامیاب ہو رہی تھی جیسے ہی وہ مال میں داخل ہوئی اگلے ہی لمحے وہ پھرتی سے مال کے اندر اس جگہ جا پہنچی جہاں سے وہ اسے چکما دے سکتی تھی وہ کپڑوں کی سیل لگی لائن کے پیچھے ہو کر رک گئی تاکہ وہ اسے دیکھ نہیں پائے۔

میر بھی اسے دیکھ کر بھاگتا ہوا مال میں داخل ہوا وہ بھی سمجھ چکا تھا وہ کسی حد تک اسے پہچان چکی تھی اسی وجہ سے وہ اس سے دور بھاگ رہی تھی لیکن کیسے پہچانا وہ سوچنے پر مجبور تھا شائد محبت کی آنکھ بہت ہی دور تک دیکھتی ہے اپنے محبوب کو پہچاننے میں دیر نہیں لگاتی ہے جیسے ہی وہ مال میں داخل ہوا اس کے لیے آسان نہیں تھا اسے ڈھونڈنا اور یہی ہوا تھا وہ اسے دیکھتا ادھر سے ادھر پھر رہا تھا

اور میگھا کپڑوں کے پیچھے سے چھپتے ہوئے مال سے باہر جا چکی تھی اور میر پورا مال کنگھال چکا تھا میگھا اسے نہیں ملی تھی۔

میگھا نے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے گاڑی وہیں چھوڑی ٹیکسی کروا کر گھر کی طرف روانہ ہو گئی جبکہ میر تھک ہار کر باہر آیا تو گاڑی تو موجود تھی پر میگھا نہیں تھی اسے نہ تو زمین نے نگلا تھا اور نہ ہی آسمان نے کھایا تھا وہ اپنی ہوشیاری سے اپنے ٹیلنٹ سے یہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئی تھی اور میر ایک بار پھر اسکے آگے ہار چکا تھا۔

اور جان محمد اپنے صاحب کو دیکھ کر افسردہ سا ہو گیا کیونکہ وہ ایک بار پھر قسمت کے ہاتھوں ہار چکا تھا لیکن خوش اس بات پر تھا کہ اس نے ہار نہیں مانی تھی۔

حورین کو چیک کرنے کیلئے ڈاکٹر آئی تھی اسے دیکھ کر وہ حیران تھیں کہ وہ نہ صرف ہوش میں تھی بلکہ وہ بیڈ پر سیدھی ہو کر بیٹھی تھی شائد ڈاکٹر کا ہی انتظار کر رہی تھی

آپ نے ماشاءاللہ بہت جلدی ریکور کیا ہے ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ اس حالت میں سکون سے اٹھ کر بیٹھا جائے اس نے جیسے ہی اسے دیکھا حیرانی سے کہا-

اور وہ جواب میں صرف مسکرا ہی سکی-آپ کو دو دن تک یہیں رہنا ہو گا جیسے ہی آپ مزید بہتر ہو نگی گھر جا سکتی ہیں ڈاکٹر نے مکمل چیک اپ کرتے ہوئے کہا-

میں آج ہی ڈسچارج ہونا چاہتی ہوں میں مزید یہاں نہیں رہنا چاہتی اس نے ٹکٹکی باندھے انہیں دیکھ کر کہا-

لیکن ابھی آپ کی طبیعت اتنی زیادہ بھی ٹھیک نہیں ہے کہ آپ گھر جا سکیں اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ یہاں رہیں آپ کا مکمل خیال رکھا جائے ڈاکٹر نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

لیکن وہ اپنی ضد پر قائم تھی وہاں سے جانا چاہتی تھی زندگی کے اس سفر میں جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا اسکا ذہن منتشر ہو چکا تھا اسے لگ رہا تھا وہ جو کر سکتی ہے خود ہی کر سکتی ہے کسی کو اس کیلئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ صرف اب اپنے لیے سوچنا چاہتی تھی اور اذلان کے شر سے بچنے کیلئے اسے یہاں سے ہر حال میں جانا ہی تھا وہ بغیر کسی کو کوئی اطلاع دیے اپنی ڈیسچارج لسٹ بنوا چکی تھی اس کے پاس پیسے نہیں تھے لیکن اس نے سوچ لیا تھا جو گولڈ کا سیٹ بے جی نے اسے پہنایا تھا جس میں لاکٹ چین, انگوٹھی, ائیر رنگز, اور دو چوڑیاں شامل تھیں یہ ان کے خاندان کی ریت تھی ہر لڑکی نے پہنا ہوتا تھا اسے بھی پہنایا گیا تھا بہت زیادہ وزنی وہ نہیں پہن سکتی تھی اس لیے اس نے اپنے کالج کے حساب سے بڑے سیٹ کی بجائے چھوٹے سے سیٹ کی تجویز دے کر لڑ کر بنوایا تھا تاکہ پہنے ہوئے بھلی لگے لڑکیاں اسکا مذاق نہ اڑائیں اس نے اسی سیٹ کو اس وقت دیکھا اور اس میں سے ایک آنگوٹھی جو اس نے سیدھے ہاتھ ہی کی دوسری انگلی میں پہنی ہوئی تھی اتاری اور

ہاسپیٹل بیلز کے لیے گیروی رکھوادی اور خاموشی سے وہاں سے چل دی اگلا لائحہ عمل جو اس نے طے کیا تھا وہ ایک جیولر کے پاس گئی تھی اپنی تمام پہنی ہوئی جیولری سیل کی اسے اتنے پیسے مل گئے تھے کہ وہ یہاں سے اپنی اگلی زندگی کی ابتداء کر سکتی تھی اس کے بعد اس نے کچھ پیسے الگ کیے جو اس نے واپس ہاسپیٹل جا کر بیلز ادا کیے اور اپنی آنگوٹھی اپنے پاس واپس لے کر پہن لی جو اسنے گیروی رکھوائی تھی اب اسکا اگلا قدم بس اسٹیشن کی طرف تھا اس نے اسلام آباد کی ٹکٹس بک کروائی تھیں وہ یہ شہر یہاں کی زندگی یہاں کے لوگوں کو چھوڑ کر جا رہی تھی جو کچھ اسے اس زندگی سے ملا تھا وہ سب اس نے بھلا دیا اور جو کچھ اس زندگی نے اس سے چھین لیا تھا وہ اسے ہمیشہ یاد رہنے والا تھا وہ خاموشی سے یہاں سے بس میں سوار ہو کر اس شہر کو اس شہر کے لوگوں کو چھوڑ کر ان سب کی زندگیوں سے دور جا رہی تھی وہ لمحے وہ پل جو اسکے اذیت میں کٹے تھے وہ اسے ہمیشہ کیلئے یاد تھے اور وہ اپنا آپ مار کر جا رہی تھی وہ زندہ ہو کر بھی مر چکی تھی اس کے پاس جو جو راستے تھے وہ سب بند ہو چکے تھے ایک نئی زندگی وہ اپنے لیے چن چکی تھی جہاں اس نے صرف اکیلے رہنا تھا نہ کسی کا ساتھ اسے چاہیے تھا اور نہ وہ لینا چاہتی تھی وہ تہیہ کر چکی تھی اسے ہر حال میں یہاں سے

جانا تھا کسی کی مدد کے بغیر کسی سے تعلق رکھے بغیر اس شہر کیلئے وہ مر چکی تھی بے جی کے ساتھ وہ دفن ہو چکی تھی اس کو جو سزا ملی تھی وہ اس کی زندگی کو ختم کرنے کیلئے کافی تھی۔

وہ اک لڑکی جانتے ہو نہ تم؟

وہی جو بے توجہی کے اثر ہمیشہ بے اصول رہتی تھی

وہ اک لڑکی جانتے ہو تم؟

وہ جسے نیند بہت پیاری تھی
وہ جو اک خواب کے اثر میں تھی

وہ جو لاعلم رہی منزل سے

وہ جو عمر بھر سفر میں رہی

جس نے خوشبو کی تمنا کی تھی, اور روندے گلاب پائے تھے

جس نے اپنی ہی نیکیوں کے سبب, رفتہ رفتہ عذاب پائے تھے

وہ اک لڑکی جانتے ہو نہ تم؟

وہ جس کا دین, بس محبت تھا

وہ جس کا ایمان وفائیں تھیں

وہ جس کی سوچ بھی پریشان تھی

وہ جس کے لب پر فقط دعائیں تھی

وہی, الجھی ہوئی بے چین سی باتوں والی

محبتوں سے ڈر گئی کل شب

ہجر کے دکھ کو سہتے سہتے, وہ لڑکی مر گئی کل شب

آؤ اب لاش اٹھاؤ اس کی, وہ جو تیرے اثر میں رہتی تھی

آؤ اب سوگ مناؤ اس کا وہ جو سورج کو قمر کہتی تھی

محبتوں سے ڈر گئی, کل شب

وہ لڑکی مر گئی کل شب

وہ خاموشی سے بس میں بیٹھی سفر کر رہی تھی اسے بہت پیچھے اپنی زندگی میں کچھ یاد آیا تھا وہ لمحے جو اس نے کبھی خوش گوار حالات میں جیے تھے پھر اس سے کیا سے کیا بچھڑتا چلا گیا اسے خبر ہی نہیں ہو سکی وہ خاموش تماشائی بنتی چلی گئی اس کھوکھلی زندگی میں وہ مزید کھوکھلی ہوتی چلی گئی تھی لیکن اب اسے گوارا نہیں تھا کوئی اس کیلئے کچھ کرے کوئی اس کیلئے جیے یا اس کیلئے مرے اسے کسی رشتے کی پرواہ نہیں تھی وہ آزاد پنچھی کی طرح گھومنا چاہتی تھی اپنی زندگی کو ایک نئے سرے سے جینا چاہتی تھی لیکن یاد ماضی بھی کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا ہے ایک اذیت بھری زندگی کو پھر سے وہ یاد کرنے لگی۔

بے جی آپ ایسا ہر گز نہیں کر سکتی ہیں وہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں ایسے کرنا آپ کو زیب نہیں دیتا ہے آپ کو لگتا ہے میں مسلمانوں میں سے نہیں ہوں تو آپ کا جو دل کرے مجھ سے امتحان لے لیں لیکن ایسا بلکل میرے ساتھ نہیں

کریں جس سے میری روح تک کانپ جائے کوئی بھی باپ کبھی بھی اپنے جگر کے ٹکڑے کو الگ نہیں ہونے دے سکتا ہے تو پھر آپ یہ ظلم مت کریں اللہ سے ڈریں جو میرے دل کا حال بخوبی جانتا ہے مجھے جانتا ہے میری ہر برائی کو معاف کر کے مجھے ایک ایسی جگہ لے آیا ہے جہاں صرف اور صرف میں اسی سے محبت کرتا ہوں اور باقی تمام دنیا سے بے خوف ہو کر جی رہا ہوں کیونکہ میں اسی ایک اکیلے یکتا مالک سے محبت کرتا ہوں اور اسی کیلئے اپنا تن من دھن سب قربان کرنے کیلئے تیار بیٹھا ہوں اسے اتنی عزیت میں مبتلا کیوں کر رہی ہیں وہ مسلسل بول رہے تھے اور حورین دروازے کی اوٹ میں ہو کر اپنے بابا کی باتیں سن رہی تھی کیونکہ وہ انہیں جانتی تھی وہ آجکل کس اذیت سے گزر رہے تھے لیکن اس وقت اسے ان کی باتیں زیادہ سمجھ نہیں آئی تھیں وہ بہت چھوٹی تھی زندگی کی تلخیوں کو نہیں پہچانتی تھی زندگی کی تلخیوں سے اسکا ابھی تک واسطہ نہیں پڑا تھا وہ خاموش تھی صرف خاموش اور اسے یاد آیا تھا کہ بابا نے منع کیا تھا چھپ کر کسی کی باتیں نہیں سنتے ہیں اس لیے وہ جلدی سے چلتی ہوئی آگے بڑھی اور آگے بڑھتے ہوئے وہ کسی سے ٹکرائی اور جلدی سے اس نے خود کو سنبھالا۔

آپ ہمیشہ میرے راستے میں آجاتے ہیں آپ کچھ تو سوچا کریں آپ کو دیکھ کر مجھے کچھ نظر بھی نہیں آتا کسی دن میں گر گئی تو آپ تو مجھے بچا بھی نہیں سکیں گے اس نے خود کے سر پر ہاتھ مار کر پریشانی سے کہا۔

بھلا میں اپنی حور کو کچھ ہونے دے سکتا ہوں ہر گز نہیں اور آپ مجھ سے ٹکراتی اس لیے ہیں تاکہ میں آپ کو بچالوں اس نے حور کو اپنے نزدیک کرتے ہوئے کہا۔

آپ مجھ سے دور رہیں مجھے آپ کے پاس آتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے وہ چھوٹی سی گڑیا کیا بول رہی تھی ابھی سے اسے یہ احساس ہونے لگا تھا اس نے محظوظ ہوتے ہوئے سوچا۔

اپنے ہی شوہر سے محترمہ شرما رہی ہیں ابھی تو دور دور رہیں جب پاس آجائیں گی تب کیا کریں گی اس نے ننھی سی گڑیا کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

میں پہلے ہی پریشان سی ہوں اور آپ مجھے مزید تنگ کر رہے ہیں اس نے سمجھداری سے دادی اماں کی طرح کہا-

میری جان کو کیا پریشانی لاحق ہو گئی ہے اس نے شوخ ہوتے ہوئے کہا-

آپ جائیں یہ جو بے جی آئی ہوئی ہیں انہیں اپنے گھر بھیجیں یہ ہمارے گھر نہیں آیا کریں یہ جب بھی آتی ہیں بابا پریشان ہو جاتے ہیں مجھے نہیں اچھی لگتی ہیں اس نے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے کہا-

پریشانی والی بات ہی کیا ہے وہ چلی جائیں گی بس آپ خوش رہیں اور میرے پاس میری آنکھوں کے سامنے رہیں اس نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا-

لیکن بابا کو وہ تنگ کرتی ہیں اس نے معصومیت سے کہا-

ایسا کچھ نہیں ہے میری جان اور جب آپ اور میں ہیں تو کسی کی جرت ہی نہیں ہے کہ وہ اس گھر کے کسی بھی فرد کو تنگ کر سکے اللہ پر یقین تور کھتی ہو نہ آپ اور اسکے بعد مجھ پر بھی رکھتی ہو اس نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

اور حور نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

تو بس پھر وہ سب بہتر کر دے گا اور میں ہوں میں کچھ بگڑنے نہیں دوں گا زندگی کا یہ سفر ہم دونوں مل کر طے کریں گے ڈر تو وہ خود بھی جاتا تھا جب بھی بے جی آتی تھیں کیونکہ اس کی زندگی کو لے جانے کی بات کی جاتی تھی اس کی سانسیں تھمنے لگتی تھیں جیسے روح سے روح جدا کی جا رہی ہو جیسے زندگی کی قیمتی چیز اس سے چھن جانے کا ڈر اسے محسوس ہو رہا ہو وہ اس کی باتوں سے تسلی سے وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ وہ اندر سے ڈر گیا تھا پریشان سا ہو گیا تھا زندگی کے اس تلخ باب کو اس نے پینا تھا۔

جبکہ حورین کو یہ باتیں اب سمجھ آ رہی تھیں اس کے ساتھ کیا ہوا تھا وہ یاد ماضی سے باہر آئی تھی اور تلخی سے اس نے رخ موڑا تھا اس نے تمام سواریوں کو بس میں سوار بیٹھے دیکھا جو

اپنی اپنی سیٹ پر براجمان تھیں اور وہ بہت ہی کمزور سی حالت میں خاموشی سے اپنی آنکھ میں آئے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

میر پریشانی کے عالم میں گھر آیا تھا۔وہ سوچنے پر مجبور تھا کہ,اس نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟؟؟آخر وہ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہی ہے؟؟کیا اس کی اپنائیت,اسکا جذبہ,اس کی زندگی کے وہ لمحات جو صرف میرے لیے مختص تھے,جو صرف مجھ سے محبت کرتی تھی,جو میرے بغیر ایک پل کیلئے بھی نہیں رہتی تھی,آخر ایسا کیا معاملہ ہوا ہے جو وہ مجھ سے اتنی دور بھاگتی ہے؟؟آج وہ مجھے خود سے الگ کرنے کیلئے اتنی بدل چکی ہے کہ اسے واپس لانے کیلئے میری تمام تر جدوجہد بیکار ثابت ہوئی ہے۔لیکن ایک بات تو طے ہے۔آپ کو میرے پاس آنا ہی ہو گا۔ایک بار میری تمام گفتگو سننی ہو گی۔اس کے بعد آپ فیصلہ کرنے کا حق رکھتی ہو۔اس سے پہلے میں آپ کے پیچھے آؤں گا,اور ضرور آؤں گا۔کیونکہ میں آپ کو سچائی بتائے بغیر آپ کی محبت سے دستبردار ہونے والا نہیں ہوں۔

کیونکہ آپ کو آج دیکھ کر ایک بات تو کنفرم ہو گئی ہے- آپ جہاں بھی رہی ہو- ایک پل کیلئے بھی مجھے خود سے دور نہیں کر پائی ہو- مجھ سے محبت آپ کو آج بھی ہے- یہ بات تو آپ نے آج میرے سحر میں کھو کر کنفرم کر دی ہے کہ آپ آج بھی میرے لیے ویسے ہی تڑپتی ہو جیسے کئی سال پہلے مجھ سے دور ہوتے ہوئے سوچتی تھی- جیسے کئی سال پہلے میری قربت میں نہال ہو جایا کرتی تھی- جیسے کئی سال پہلے مجھے ایک نظر دیکھتے ہی مجھ میں کھو جاتی تھی- بلکل اسی طرح آپ آج بھی مجھ میں گم ہو گئی تھی- مجھ سے الگ ہونے کا دل آپ کا نہیں تھا- لیکن جانے کس چیز نے آپ کو مجھ سے الگ کر دیا- اور آپ میری آنکھوں کو دھوکہ دے کر, وہاں سے بہت دور چلی گئی- اتنی دور کہ, میری برسوں کی تلاش کو آپ نے مٹی میں ملا دیا- اور میں بلکل تنہا ریت کی طرح ہاتھ ملتے رہ گیا- لیکن آپ کے اس طرح کے اظہار نے مجھے پھر سے مضبوط بنا دیا ہے- اتنا مضبوط بنا دیا ہے, کہ زندگی کے اتار چڑھاؤ سے میں گھبرایا نہیں ہوں میں پھر سے آپ کو تلاش کروں گا- کیونکہ میں اس بار جانتا ہوں کہ آپ میرے آس پاس ہو, اسی شہر میں موجود ہو, اور مجھ سے بے پناہ محبت کرتی ہو- میرے بغیر ایک پل گزارنا آپ کیلئے مشکل ہے- یہ اس بات کی نشاندہی ہے کہ آپ آج جا کر خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرو گی- آپ ہمیشہ سے میرے

معاملے میں ایسی ہی ہو- یہ سوچ مجھے آخر میں کیوں آئی ہے-مجھے دعا کرنی چاہیے-اللہ کریم آپ کو حفظ وامان میں رکھے-وہ خود ہی سوچتے ہوئے, خود ہی خود کو جواب دیتے ہوئے جلدی سے اٹھا تھا-اس نے وضو کیا-اور دو نوافل ادا کیے اس کے بعد اپنے ہاتھ دعا کیلئے اٹھا لیے-

"آئے میرے رب! وہ میری سانسوں میں بستی ہے-توں اچھی طرح سے جانتا ہے, میں اس کے بغیر ادھورا ہوں, اور وہ میرے بغیر ادھوری ہے-اور اس ادھورے پن میں ہم دونوں ہی تکلیف سے دوچار ہیں-اس ادھورے پن کی وجہ سے ہم آج تک ایک دوسرے کیلئے سفر کر رہے ہیں-وہ مجھ سے دور بھاگ رہی ہے-اور میں اس کے قریب جانے کی کوشش کر رہا ہوں-وہ جانے کیا سمجھ رہی ہے-مجھے یہی بات سمجھ نہیں آ رہی ہے-ہاں وہ مجھ سے محبت کرتی ہے- یہ بات اس کی آنکھوں نے مجھے بتا دی ہے-وہ مجھ سے دور بھی نہیں رہنا چاہتی ہے-وہ میرے قریب رہنا چاہتی ہے-میرے دل کے قریب تو وہ ہے, بس مجھے اپنے قریب آنے دینے سے گھبراتی ہے-میرے رب! آج وہ مجھے دیکھ کر گئی ہے-اور اب خود کیلئے کوئی نہ کوئی سزا تجویز کرے گی-کیونکہ اس نے میرا سامنا نہ کرنے

کی تو قسم کھا رکھی ہے-میرے مالک میں اس کے پاس نہیں ہوں, میں اس کی حفاظت نہیں کر سکتا ہوں-ہاں اسے اپنے پاس لانے کی کوشش کر رہا ہوں-اس لیے اللہ کریم میری سانسوں میں بسنے والی میری پاکیزہ اور جائز محبت کی حفاظت کرنا, وہ تیری طرف, اور میری طرف ضرور پلٹ کر آئے گی بس تھوڑی ضدی ہو گئ ہے-جب سچائی سے آشنا ہو گی تو ضرور پلٹ کر آئے گی-اس لیے اس کی حفاظت کرنا-اسے میرے لیے سلامت رکھنا-میں اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوں"-

اس نے روتے ہوئے دعا مانگی جس میں وہ محبت پاش نظریں آنسوؤں سے لبریز لیے ہوئے تھا-اس نے جلدی سے آنسو صاف کیے اور اسے تلاش کرنے کا اگلہ منصوبہ تیار کیا-کیونکہ وہ بھی اس کی رگ رگ سے واقف تھا- تبھی تو وہ ہر بار اس تک پہنچ جایا کرتا تھا, ہاں وہ اسے مل نہیں پا رہی تھی وہ بھی ضدی تھی اپنی ضد پوری کرنے کیلئے اس سے دور ہوتی چلی جا رہی تھی-زندگی کو اس کیلئے مشکل بنا رہی تھی-بس اس نے ایک لمحہ اس سے دور ہونے میں لگایا تھا-اور اسے سالوں تلاش کرنے میں لگ گئے تھے-

---

میگھا جیسے ہی گھر پہنچی تھی اس کی سانسیں تیز تیز چل رہی تھیں-اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ اس کی زندگی اتنی عجیب سی کیوں ہو رہی ہے- جس انسان سے وہ دور رہنا چاہتی تھی وہ دوبارہ اس کے سامنے آکیسے جاتا ہے-اسے کیوں بار بار اپنے ہونے کا احساس دیلاتا ہے- اور اب اس کا دل ہی اس کے قابو میں نہیں ہو رہا تھا-اچھل کر باہر آنے کو تیار بیٹھا تھا-وہ جو اتنے دن سے اپنے اندر غبار لیے بیٹھی تھی-اسے نکالنا چاہتی تھی- جس کی وجہ سے وہ سٹریس میں رہی تھی- جس کی وجہ سے وہ بہت زیادہ پریشانی میں مبتلا ہو گئ تھی-اسے وہ اپنے اندر سے نکالنا چاہتی تھی-اور اب تو وہ بے چین سی ہو کر رہ گئی تھی-جب بھی وہ بے چین ہوا کرتی تھی زندگی کی کشمکش میں مبتلا ہو جاتی تھی اور اس وقت اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا-اسے لگتا تھا دنیا اس پر تنگ ہو گئ ہے-وہ اپنی مرضی سے جینے والی لڑکی تھی-اس لیے اس نے اپنا غصہ نکالنے کیلئے ٹیبل پر رکھے جگ کو اٹھا کر فرش پر دے مارا-جگ ٹوٹ چکا تھا اور اس کے ٹکڑے جگہ جگہ پھیل چکے تھے, اور وہ بغیر پرواہ کیے انہیں کانچ پر پاؤں رکھے چلنے لگی- پتہ نہیں وہ کس طرح سے چل رہی تھی؟؟اسے کیا محسوس ہو رہا تھا, لیکن

وہ خود کو تکلیف خود ہی پہنچا رہی تھی-مین دروازہ ویسے ہی کھلا ہوا تھا-اور وہ اندھا دھند اپنے درد کی پرواہ کیے بغیر اس کانچ پر سے چلتی چلی جا رہی تھی-وہ خود کو تکلیف پہنچا رہی تھی-وہ خود کو اذیت دے رہی تھی-وہ خود کیلئے خود ہی سزا تجویز کر رہی تھی-وہ جو کل تک اللہ کو ماننے کیلئے تیار ہو چکی تھی-اس واقعے کے بعد جو اسے تکلیف محسوس ہو رہی تھی ,پھر سے منکر ہونے لگی تھی-وہ خود کو تکلیف اس لیے دے رہی تھی, خود کو اذیت میں مبتلا اس لیے کر رہی تھی, کیونکہ وہ اللہ کو ماننے کیلئے تیار ہو گئ تھی اور اس کی مرضی اسے ختم ہوتی محسوس ہوئی تھی-اسے لگا تھا اس نے خود ہی غلط فیصلہ کیا ہے-وہ پریشانی میں یہ سب کرتی چلی جا رہی تھی-اور اس کے پیروں میں سے نکلتے خون کے دھبے فرش پر لگ رہے تھے-اور وہ جنونی ہو رہی تھی-اسے اس بندے نے اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا-اسے اپنی طرف کھینچا تھا اور وہ کھیچ رہی تھی- یہی وجہ تھی کہ وہ پریشانی کے عالم میں یہ سب کر گزری تھی-وہ ایک دم لڑکھڑائی تھی-اور فرش پر گیری تھی-اس کے پاؤں میں کئ کانچ چبھ چکے تھے-اب اسے درد محسوس ہوا تھا-کیونکہ وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی تھی-اور اپنے پاؤں دیکھ کر ایک دم سکتے میں آگئ تھی-کانچ چبھے دیکھ کر تو اس کی حالت غیر ہو گئ تھی-وہ اتنے عرصے بعد دھاڑیں مار کر رو رہی تھی-اسے لگ رہا تھا-سب کچھ

ریت کی طرح پھسل گیا ہے وہ کچھ نہیں کر پائی ہے-وہ خالی ہاتھ ہے جو اسے چاہیے تھا وہ حاصل کرنا ہی اس نے نہیں چاہا-وہ اس تک جانا ہی نہیں چاہتی تھی-اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جو کچھ وہ اپنے ساتھ کر چکی تھی اب اٹھنا ممکن ہی نہیں تھا-وہ پھر سے رونے لگی تھی-

---

پتہ نہیں یہ لڑکی مجھ سے اتنا دور کیوں بھاگتی ہے جبکہ اتنی محبت تو میں نے کبھی اپنے آپ سے بھی نہیں کی ہے جتنی محبت میں اس سے کرتا ہوں- میگھا پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کرو میں تمہارے لیے کتنا بے چین ہوں-جب تم کسی اور کی دعویدار ہی نہیں ہو تو پھر میرے ساتھ ایسے پیش کیوں آ رہی ہو مجھے ایکسیپٹ کیوں نہیں کر لیتی ہو-میں بھی انسان ہوں کوئی جانور تو نہیں ہوں جو تمہیں تباہ کر دوں گا- جس کی وجہ سے تم مجھ سے دور بھاگتی ہو وہ وجہ ہی بتا دو-ایلکس خود ہی سوچ رہا تھا, اور خود ہی خود کو جواب دے رہا تھا, اور ہاتھ میں پھول لیے میگھا کی خیریت دریافت کرنے کیلئے اس کے گھر آیا-دروازہ کھلا دیکھ کر وہ

اندر داخل ہوا کیونکہ اسی وقت اس نے میگھا کے رونے کی آواز سنی تھی- جیسے ہی اس نے دروازہ عبور کیا اسے اکیلے بیٹھا پایا- کانچ جگہ جگہ بکھرا ہوا تھا- اس کے ہاتھ سے پھولوں کا گلدستہ گر چکا تھا- وہ بکھلا چکا تھا- خود کو کانچ سے بچاتے ہوئے وہ اس کے نزدیک جا بیٹھا- اس سے بغیر کوئی سوال کیے وہ اس کے پیروں کو پکڑ کر دیکھنے لگا جو بری طرح زخمی ہو چکے تھے- اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا کیونکہ وہ جانتا تھا اس ملک میں رہتے ہوئے الحاد ہوتے ہوئے بھی میگھا اسے کبھی اٹھانے کی اجازت نہیں دے گی- اس لیے اس نے ہاتھ بڑھا دیا جسے اس نے خاموشی سے تھام لیا اور سہارا ملتے ہی اٹھنے کی کوشش کی- لیکن کانچ اس کے پیروں میں چبھ چکے تھے- جس کی وجہ سے اس سے زمین پر پاؤں رکھنا محال تھا- اس نے درد کو اپنے اندر اتارتے ہوئے ایڑیوں کے بل چلنا شروع کیا- لیکن پھر بھی درد تو درد تھا جسے اس نے برداشت کیا اور صوفے پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئ- ایلکس اسے بیٹھا کر بھاگتا ہوا فرسٹ ایڈ باکس لے کر آیا, جو اس کی گاڑی میں ہر وقت موجود ہوتا تھا- اس نے باکس کھول کر اس کے پیروں کا جائزہ لیا اور سن کا انجیکشن لگا کر کانچ آہستہ آہستہ نکالنے لگا- اور میگھا آنکھیں موندے صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی- اس نے کانچ نکالنے کے بعد دوائی لگا کر پٹی کر دی- درد کی میڈیسن کھلا کر اسے سہارا دیتے ہوئے

اس کے کمرے میں لے گیا-بیڈ پر تکیوں کی مدد سے ٹیک لگانے میں اس کی مدد کی-اور وہ تشکر سے اس کی محبت کو دیکھ رہی تھی-جو بغیر کوئی سوال کیے اسے مسلسل سکون میں لانے کی کوشش کر رہا تھا-جسے وہ بغور دیکھ رہی تھی-وہ سوچنے پر مجبور ہو چکی تھی کہ آخر یہ شخص اس کی زندگی میں کیسے آیا اور کیسے اس کا انتظار کر رہا ہے-اتنا ویل ایجوکیٹڈ تھا-ڈاکٹر تھا,اور کوئی عام ڈاکٹر نہیں تھا,بلکہ ایک جانا مانا ڈاکٹر تھا-دور دور سے لوگ اس کے پاس آیا کرتے تھے-اس کی قدر کرتے تھے-اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی-لیکن وہ اتنا سب ہونے کے باوجود بھی میگھا کیلئے تڑپ رکھتا تھا-اتنا سب ہونے کے باوجود وہ اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا-اور گڑگڑا کر بھی,پاؤں پکڑ کر بھی اسے اپنے ہونے کا احساس دیلانا چاہتا تھا-اسے اپنا بنانے کیلئے,اسے اپنی زندگی میں شامل کرنے کیلئے,اسے اپنے پاس رکھنے کیلئے,اس کو خوشیاں دینے کیلئے ہر وقت اس کا ساتھ چاہتا تھا-بس وہ اسے ہنستی مسکراتی اپنے ہر غم سے آزاد اسے اپنے پاس چاہیے تھی-بس وہ اسے دیکھنے کا حق رکھتا ہو,بس وہ اسے اس کی اجازت سے چھونے کا حق رکھتا ہو,جتنا وہ اسے اپنے قریب آنے کی اجازت دے بس وہ اتنا ہی اس کے قریب رہنا چاہتا تھا-لیکن وہ اسے رکھنا اپنی آنکھوں کے سامنے چاہتا تھا-وہ چاہتا تھا اس کے تمام دکھ درد وہ سمیٹ لے-اسے دنیا کی تمام مشکلات سے بچا

کر رکھے-اسے تمام خوشیاں دے-وہ رہنے والا مغرب کا تھا-لیکن محبت کے معاملے میں وہ مشرقی نکلا تھا-وہ محبوب کو صرف اپنا رہنے کی اجازت دیتا تھا-اور یہ بات اسے میگھا میں ملی تھی-جس کی وجہ سے ہی تو وہ اس کا اسیر ہوا تھا-وہ اس کیلئے سوپ آرڈر کر چکا تھا-کیونکہ درد کو ختم کرنے کیلئے ایسی چیزیں کھانا بہت ضروری تھیں-وہ اسے بیٹھانے کے بعد اس کے پاس ہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا-

ایلکس: ایسا کیا ہوا تھا؟؟ جو تمہاری ایسی حالت ہو گئ-

میگھا: تمہاری بہت شکر گزار ہوں-لیکن پلیز تم مجھے ایسے مت کریدو-

ایلکس: تم پہلے بھی کئ بار اپنی یہ حالت کر چکی ہو-اس لیے میرے خیال سے مناسب یہی ہو گا کہ تم مجھ سے کھل کر شیئر کرو-تاکہ کوئی بہتر حل نکل سکے-

میگھا: تمہیں پتہ ہے جب میں خود پر غصہ ہوتی ہوں, تو مجھے کچھ سجھائی نہیں دیتا ہے- میں غصے میں پاگل ہو جاتی ہوں- مجھے لگتا ہے زندگی آسان نہیں ہے- مجھے یہ بھی لگتا ہے میں خود اپنے فیصلے نہیں کر سکتی ہوں- کیونکہ میں جو بھی فیصلہ کرتی ہوں مجھے لگتا ہے میں غلط کر رہی ہوں-

ایلکس: زندگی آسان تو نہیں ہے- غصہ آئے تو خود پر کنٹرول کرنا چاہیے- اتنا تیش میں آکر خود کو نقصان پہنچا دینا کوئی عقل مندی نہیں ہے- اور رہے فیصلے تم نے ہمیشہ تو غلط نہیں کیے ہیں؟؟ ہم انسان ہیں- ہم سے فیصلے غلط بھی ہو سکتے ہیں- لیکن جب غلط فیصلے ہو جائیں تو ہمیں انہیں ٹھیک کرنے کا سوچنا چاہیے خود کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے-

میگھا: تم سہی کہہ رہے ہو, میں اگلی بار احتیاط کروں گی-

ایلکس: ہاں پلیز! اپنے لیے نہ سہی میرے لیے ہی سہی ایسا کبھی دوبارہ نہیں کرنا- اپنی جان پیاری رکھو- اور تم یہ تو اچھے سے جانتی ہو- تمہیں تکلیف ہو تو مجھے اور ہیری کو بھی تکلیف ہوتی ہے- ہمارے لیے جینا سیکھو-

میگھا: کوشش کروں گی-

ایلکس: تھینکس!

میگھا: ویلکم!

ان کی گفتگو ابھی ختم ہوئی تھی کہ دروازے کی بیل بجی! وہ ایک نظر میگھا کو دیکھتے دروازے پر گیا- وہاں سوپ والا موجود تھا- اس نے پیمنٹ کر دی سوپ لے کر باؤل میں نکال لیا- اور جلدی سے میگھا کیلئے لے آیا- جسے دیکھ کر اس نے منہ بنایا-

ایلکس: یہ جلدی سے ختم کرو۔تمہاری صحت کیلئے بہت ضروری ہے۔

میگھا: نہیں! بلکل نہیں! ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا ہے۔

ایلکس: تمہیں یہ ہر حال میں پینا ہے۔اور یہ بھول جاؤ کہ تم یہاں سے بھاگ سکتی ہو۔اس نے اس کے پاؤں کی طرف دیکھ کر اشارہ بھی کیا۔

میگھا: تم مجھ پر تشدد کر رہے ہو۔

ایلکس: جو مرضی سمجھو! پینا تو تمہیں ہر حال میں ہے۔

میگھا: ہاں پی رہی ہوں مجھے گھورنا بند کرو۔

ایلکس: گڈ گرل!

میگھا: بس مسکے نہیں لگاؤ چپ کر کے بیٹھو- ہیری آجائے تو تمہاری شکائیت لگاؤں گی-

ایلکس: ہاں لگا لینا- لیکن ابھی سوپ پینا ضروری ہے-

میگھا: اچھا جی! پتہ نہیں کس بات کا بدلہ لے رہے ہو؟

ایلکس: کوئی بات نہیں کرنی ہے- جلدی ختم کرو-

میگھا: اب بولنے پر بھی پابندی ہے-

ایلکس : یہی سمجھ لو!

میگھا: مجھ پر حکمرانی نہیں کرو-

ایلکس: حکمرانی نہیں کر رہا۔خود پر حکمرانی کروانا چاہتا ہوں اگر تم مان جاؤ۔

میگھا: تم پٹڑی سے اتر رہے ہو۔

ایلکس: تم میری زندگی میں شامل ہو کر پٹڑی سیدھی کر دو۔

میگھا: خاموشی بہتر تھی۔

ایلکس: چلو مانا تو سہی۔

میگھا: ہاں جی مان لیا۔

ایلکس: اسی طرح میری محبت کو بھی مان لو۔

میگھا: اس بار تمہاری محبت کے بارے میں سوچوں گی-

ایلکس: سچ کہہ رہی ہو-

میگھا: کبھی جھوٹ بولا ہے-

ایلکس: ہاں یہ بھی ہے- میں انتظار کروں گا-

میگھا: ٹھیک ہے-

سوپ ختم ہو چکا تھا- اور ایلکس کیلئے فیصلہ کرنے کا اندیہ بھی اس نے دے دیا تھا- جو اس کی خوشی کی انتہا تھا- وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا- کیونکہ اس نے اس کی محبت کو سوچنے کے قابل تو سمجھا تھا- یہ بھی اس کی خوشی کی انتہا تھی- اب اس نے میگھا سے اجازت

چاہی اور کلینک جانے کیلئے روانہ ہوا, اور ساتھ ہی اس نے کانچ بھی جاتے ہوئے صاف کر دیے, اور ہیری کو بھی میگھا کے پاس جانے کیلئے کال کر دی- تاکہ وہ اطمینان سے کام کر سکے- اس نے شام میں آنے کا اس سے کہا- اور چل دیا- کیونکہ ہیری دروزے پر آچکا تھا- اسے ساری صورتحال بتا کر وہ وہاں سے چلا گیا-

---

سفر اختتام پذیر ہوا- وہ گاڑی سے اتر کر ایک نئے شہر میں آگئی- ایک نئی زندگی اس کی منتظر تھی- جہاں اس کا اپنا کوئی بھی نہیں تھا- سبھی انجان لوگ تھے- وہ سٹیشن سے سیدھی باہر آئی اور ایک ٹیکسی لی- اور اسے ایک ہوٹل کا نام بتا کر وہاں چلنے کیلئے کہا- جو اس نے اپنی کئی دوستوں سے سن رکھا تھا- ٹیکسی تیزی سے چلنے لگی- اور 15 منٹ کے بعد وہ اس ہوٹل کے سامنے رکی- اور وہ گاڑی سے اتر آئی-

حورین : یہاں تک کا کتنا رینٹ ہے-

ٹیکسی ڈرائیور: بیگم صاحبہ! دو سو روپے ہے-

حورین : یہ لیجیے 200اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا-

ٹیکسی ڈرائیور: بیگم صاحبہ بہت شکریہ! جزاک اللہ-

حورین: وایاک!

وہ چلتے ہوئے ہوٹل کے اندر داخل ہوئی-کاؤنٹر پر پہنچ کر اس نے خالی روم کے بارے میں دریافت کیا-

حورین: السلام علیکم!

کاؤنٹر لیڈی: وعلیکم السلام!

حورین: کیا یہاں پر کوئی کمرہ اس وقت فری ہے؟؟

کاؤنٹر لیڈی: جی میم! اس وقت دو روم فری ہیں۔

حورین: مجھے ایک روم چاہیے ہے۔ کیا مل سکتا ہے؟؟

کاؤنٹر لیڈی: جی میم مل سکتا ہے۔ لیکن ایک فارم آپ کو فل کرنا ہو گا۔ اور ساتھ میں ایک آئی ڈی کارڈ کی کاپی لازمی جمع کروانی ہو گی۔

حورین: اس وقت میرے پاس آئی ڈی کارڈ نہیں ہے۔ میرا راستے میں ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے میرا سامان کھو گیا ہے۔ یہاں رہنا میری مجبوری ہے۔ میں باقی کی ساری معلومات دے سکتی ہوں۔

کاؤنٹر لیڈی: میم ہم ایسا کرتے نہیں ہیں-ہمارے رولز کے خلاف ہے-

حورین: میں مانتی ہوں-رولز کے خلاف ہے-لیکن میری مجبوری ہے-آپ میری مدد کریں-

کاؤنٹر لیڈی: اوکے میم میں آپ کو روم دے دیتی ہوں آپ یہ فارم فل کر دیں-لیکن ایک ہفتے سے زیادہ میں آپ کو یہاں رہنا آلاؤ نہیں کروں گی-آپ کو ہفتے میں اپنا آئی ڈی کارڈ لے کر آنا ہو گا-اس کے بعد آپ زیادہ دن رہ سکیں گی-

حورین: مجھے رہنا ہی ایک ہفتے کیلئے ہے-آپ کا بہت شکریہ!

فارم فل کر کہ کاؤنٹر پر بیٹھی لیڈی کو پکڑایا-اور چابی لے کر وہ روم میں چلی گئی-کمرہ تو اسے مل گیا تھا, لیکن اس کے پاس وقت بہت کم تھا-اسے اپنے ڈاکومنٹس اور آئی ڈی کارڈ ہر

حال میں چاہیے تھا-اسے سروائیو کرنے کیلئے یہ چیزیں لازمی چاہیے تھیں- لیکن ابھی کچھ دیر وہ آرام کرنا چاہتی تھی اتنا زیادہ سفر اکیلے طے کر کہ آئی تھی-اسے آرام کی ضرورت تو تھی-وہ دروازہ لاک کر کہ آرام سے لیٹ گئ- تھکن کی وجہ سے کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں تھی- لیکن پریشانیاں ابھی برقرار تھیں-اسے تھوڑی دیر کے سکون کے بعد انہیں سب پریشانیوں کا سامنا کرنا تھا-

NovelHiNovel.Com

وہ مس تحریم کے پاس آج بیٹھی تھی وہ لاجواب ہو چکی تھی-اللہ کو وہ مان چکی تھی اس لیے وہ دین کی تلاش میں تحقیق کر رہی تھی-اسی اثناء میں اسے مس تحریم مل گئ تھی-جو اس کی الجھن کو سمجھ چکی تھی ان کے تقابل ادیان کے لیکچر چل رہے تھے جس کی انہوں نے اسے دعوت دی تھی-وہ بخوشی اس کے لیے راضی ہو گئ تھی-آج وہ ان کے لیکچر میں موجود تھی-ان کا پہلا سبق تھا اور وہ سن رہی تھی- یہ اسباق اس کی تحقیق میں ایک اہم کردار ادا کرنے والے تھے-

تقابل ادیان

سبق نمبر 1

دین و مذہب

مذہب کا لغوی مفہوم

مشہور عربی لغت مصباح اللغات کے مطابق

"مذہب عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی روش, راستہ, طریقہ, اعتقاد اور مسلک ہے".

مذہب کی اسلامی و قرآنی تعریف

مذہب اسلامی نقطہ نظر سے اور قرآنی نقطہ نظر سے احکام کا نام ہے جو انبیاء علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالی نے اپنے بندوں تک پہنچائے۔

دین کا لغوی مفہوم

دین کے لغوی معنی بہت سے ہیں مولانا ابوالکلام کے مطابق:

"سامی زبانوں کا ایک قدیم "وان اور دین ہے۔ جو بدلہ اور مکافات کے معنوں میں بولا جاتا تھا پھر آئین و قانون کے معنوں میں بولا جانے لگا. پہلوی میں دینیہ نے شریعت و قانون کا مفہوم پیدا کر لیا عربی زبان میں الدین کے معنی بدلہ اور مکافات کے ہیں. خواہ اچھائی کا ہو, خواہ برائی کا اور عربی میں ہی مذہب اور قانون کے لیے بھی الدین کا لفظ استعمال کیا گیا ہے"

(بحوالہ, ترجمان القرآن, جلد اول, ابوالکلام آزاد, صفحہ: 181)

دین کی قرآنی واسلامی تعریف

اسلامی نظر سے دین احکام واصول کے لیے بولا جاتا ہے جو حضرت آدم عہ اسلام سے لے کر ہمارے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیاء میں مشترک ہے..

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالی ہے

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا

ترجمہ

"اللہ تعالی نے تمہارے لیے وہی دین جاری فرمایا جس کی وصیت تم سے پہلے نوح عہ کو اور دوسرے انبیاء کو دی گئی تھی"

)شوری: 13(

دین اور مذہب میں فرق

(1 دین ایک کل ہے جب کہ مذہب اس کا جز ہے.

(2 دین ایک مکمل ضابطہ حیات ہے لیکن مذہب صرف ایک شاخ کا نام ہے.

(3 دین انسان کی پوری زندگی پر محیط ہے جبکہ مذہب ایک ضمنی قانون ہے.

مذہب کے اثرات

مذہب کے اثرات تو بہت سے ہو سکتے ہیں لیکن چند اہم اثرات کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے..

(1مذہب ایک قانونی درجہ رکھتا ہے-

(2مذہب انسان کی فطری ضرورت ہے-

(3مذہب سکون فراہم کرتا ہے-

(4جذباتی تکمیل کو پورا کرتا ہے-

(5تقوی اور پرہیز گاری کا ذریعہ ہے-

(6انسانی رہنمائی کا ذریعہ مذہب ہے-

مذاہب کی اقسام

حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے-

(1سام

2) حام

3) یافث

ان میں سے سام کی اولاد سامی کہلاتی ہے۔

تمام انبیا کرام سامی نسل ہی سے پیدا ہوئے۔ نسلی اعتبار سے مذاہب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1) سامی مذاہب

2) غیر سامی مذاہب

غیر سامی مذاہب کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1) آریائی مذاہب

2) منگولی مذاہب

سامی مذاہب

وہ تمام مذاہب جن کا سر چشمہ وحی الٰہی ہے سامی مذاہب کہلاتے ہیں سامی مذہب میں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے ان میں سے بعض پیغمبروں پر چھوٹے چھوٹے صحیفے نازل ہوئے اور کچھ کو سابقہ انبیاء کی شریعت نافظ کرنے کا حکم دیا گیا۔سامی مذاہب کی چار الہامی کتابیں ہیں۔

1) تورات

)حضرت موسیٰ علیہ اسلام پر نازل ہوئی(

2. زبور

)حضرت داود علیہ اسلام پر نازل ہوئی(

3.) انجیل

)حضرت عیسی علیہ اسلام پر نازل ہوئی(

4.) قرآن مجید

)حضرت محمد صلی علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا(

ان الہامی کتابوں میں صرف ایک کتاب قرآن مجید اب تک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود لی ہے۔

سامی مذاہب میں مندرجہ ذیل مذاہب شامل ہیں۔

یہودیت

اس کے پیروکار حضرت یعقوب علیہ اسلام کی نسل سے ہیں حضرت یعقوب کا ایک نام اسرائیل بھی تھا اس لیے یہ اسرائیل کہلائے۔

یہودی شریعت موسوی کے پیروکار ہیں اور تورات ان کی شرعی کتاب ہے۔ لیکن یہ کتاب ان کی اصل کتاب نہیں ہے جو اب یہودیوں کے پاس موجود ہے یہ تحریف شدہ ہے اس لیے اس پر عمل کرنا گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

عیسائیت

حضرت عیسی علیہ اسلام کے پیروکار عیسائی کہلاتے ہیں ان کی کتاب کا نام انجیل ہے اور انجیل بھی اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہے اس پر عمل کرنا گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہے-

اسلام

اسلام وہ مذہب ہے جو اللہ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلایا-اسلام ایک ایسا دین ہے جو باقی تمام مذاہب کی تصدیق کرتا ہے اور الہامی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جو آخروی بھی ہے اور محفوظ بھی ہے اور اسی پر عمل کرنا ہی نجات کا ذریعہ ہے باقی تمام مذاہب گمراہی کا ذریعہ ہیں-اسلام کے پیروکار مسلمان کہلاتے ہیں-

غیر سامی مذاہب

غیر سامی مذاہب میں آریائی مذاہب اور منگولی مذاہب شامل ہیں۔

آریائی مذاہب

یہ مذاہب ایران اور ہندوستان کی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ مذاہب مندرجہ ذیل ہیں...

1) ہندو مذہب

2) جین مت

3) سکھ مت

4) بدھ مت

5) زرتشت ازم

منگولی مذاہب

ان میں درج ذیل مذاہب شامل ہیں-

1) کنفیوشش ازم

2) تاؤمت

3) شنومت

4) اسلاف پرستی

یہ تمام مذاہب گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہیں-

الہامی و غیر الہامی مذاہب

وہ مذاہب جن کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے الہامی مذاہب کہلاتے ہیں-

غیر الہامی مذاہب وہ ہیں جو من گھڑت ہیں جن کا وجود نا فرمان انسانوں نے خود پیدا کیا-

---

کیا ہوا تھا- تم تو بلکل ٹھیک تھی ایک دم اچانک تمہیں کیا ہو گیا؟؟ تمہارا سکون کہاں چلا جاتا ہے- جب کہ جیسا تم نے چاہا ویسا ہی سب تمہارے پاس موجود تو ہے پھر ایک دم ایسی صورتحال حال کا شکار کیوں ہو جاتی ہو؟؟ ہیری نے آتے ہی اس سے پریشانی سے پوچھا-

میرا سفر اس شہر میں یہیں تک تھا میں اب یہاں سے جانا چاہتی ہوں- میگھا نے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے اپنی بات کہی-

کیا ہو گیا ہے؟؟ تمہارے ایگزیمز ہونے والے ہیں- یہ شہر چھوڑ دو گی تو ایگزیمز کیسے دو گی؟؟ اور ویسے بھی یہاں ایسا تو کوئی مسلہ تمہیں درپیش نہیں ہے- پھر تم کیوں جانا چاہتی

ہو؟؟اگر کوئی مسلہ ہے تو مجھ سے ڈسکس کرو اس کا بہترین حل نکال لیں گے-ہیری نے اس کی طرف دیکھ کر آرام سے کہا-

ایگزیمز میں آکر دے دوں گی-میں ایگزیمز تک یونیورسٹی سے لیو لے لیتی ہوں-اور تم سے میں رابطے میں رہوں گی-پڑھائی کے حوالے سے معلومات لیتی رہوں گی-میگھا نے اسے راضی کرنا چاہا-

تم ایسا ہر گز نہیں کرو گی-تم یونیورسٹی مت جاؤ گھر میں رہ کر ریسٹ کرو- یونیورسٹی سے جیسے ہی پیپر دے کر فری ہو گی تب ہم اس پر ڈسکشن کریں گے-اس سے پہلے تم اگر کہیں گی تو یہ بات یاد رکھنا میں تمہارے ساتھ جاؤں گا-ہیری نے اسے اکیلا نہ چھوڑنے کیلئے ایسا کہا-

تم ضد کر رہے ہو؟؟اور تمہیں ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہیے ہے-میگھا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا-

ہاں میں ضد کر رہا ہوں اور مجھے ایسا ہی کرنا چاہیے ہے-ہیری نے کہا-

ایسا کیوں کر رہے ہو؟؟اس نے سنجیدگی سے پوچھا-

کیونکہ ہم دونوں نے اچھا برا وقت بہت عرصے تک ایک ساتھ گزارا ہے-اس لیے میں چاہتا ہوں اب بھی یہ وقت اسی طرح سے گزارو-دونوں ایک ساتھ ایگزیمز دیں گے اور یہاں سے چلے جائیں گے-لیکن مجھے اپنی پریشانی کی وجہ بتاؤ-اس نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا-

بتادوں گی-وقت آنے پر سب کچھ بتادوں گی-لیکن ایک بات کوئی بھی تم سے میرے بارے میں پوچھے تو تم مجھے نہیں جانتے ہو- یہ بات تمہیں سمجھ آگئی ہو گی-

اوکے !ایسا ہی ہو گا-اس کا مطلب تم یہاں رک رہی ہو؟؟اس نے اطمینان ظاہر کرتے ہوئے پوچھا-

میگھا نے ہاں میں سر ہلا دیا-اور مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا-

ہیری بھی اسے دیکھ کر مسکرانے لگا-

وہ جیسے ہی سو کر اٹھی تھی- صبح کے 5 بج رہے تھے-آذانوں کی آوازیں اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں- لیکن وہ اٹھنے کیلئے آمادہ نہیں ہو رہی تھی-ایسا اس کے ساتھ دوسری مرتبہ ہو رہا تھا-اس نے کروٹ بدل لی تھی-اور پھر سے نیند کی وادیوں میں جا چکی تھی- جب اس کی آنکھ کھلی تو صبح کے دس بج رہے تھے وہ بہت دیر تک سوتی رہی تھی-اتنی دیر تک سونے کے بعد بھی وہ خود کے جسم میں تھکان محسوس کر رہی تھی-اسے محسوس ہو رہا

تھا وہ غلط کر چکی ہے- لیکن ماننے کو اسکا دماغ اس وقت تیار نہیں ہو رہا تھا- اٹھنے کے بعد اس نے بھوک محسوس کی اور ناشتے کیلئے اس نے آرڈر دے دیا- جیسے ہی ناشتہ آیا تب تک وہ فریش ہو چکی تھی- اس نے جلدی سے ناشتہ کیا- اور اگلے مرحلے کا سوچنے لگی آیا زندگی کس رخ اسے لے کر جاتی ہے- سوچتے سوچتے اس نتیجے پر پہنچی کہ وہ جینی سے رابطہ کرے وہی اس کے ڈاکومنٹس اس تک پہنچانے میں مدد کر سکتی ہے- اگلا کام اس نے روم پی- ٹی- سی- ایل سے کال ملادی- جینی کا نمبر اسے یاد تھا- دوسری بیل پر کال اٹھالی گئی-

اس نے ہمیشہ کی طرح ہیلو کہا- اور اس پر اس بار حورین کو کوئی برائی محسوس نہیں ہوئی تھی- لیکن اس کے منہ سے بے اختیار السلام علیکم نکلا-

جس پر جینی نے پھر سے ہیلو کہا- اور اس کی آواز پہچانتے ہوئے بولی-

جینی: اتنے دنوں بعد رابطہ کیا ہے؟؟؟ سب خیریت ہے؟؟؟ تم کدھر غائب ہو گئی تھی-

حورین: سب بتادوں گی- لیکن اس سے پہلے مجھے تم سے ضروری کام ہے؟؟؟

جینی: ہاں بولو کیا کام ہے؟؟؟

حورین: میرا آئی ڈی کارڈ تعلیمی ڈاکومنٹس گم ہو گئے ہیں مجھے ان کی ڈو بلیکیٹ نکلوا کر دے سکتی ہو؟؟

جینی : یہ تو کوئی کام ہی نہیں ہے-مجھے اپنے رولنمبر سینڈ کر دو میں کل ہی تمہارا یہ کام کر دوں گی-

حورین: ایک اور بات بھی ہے-

جینی: کون سی بلا جھجھک کہو-

حورین: اس بارے میں صرف تمہیں اور مجھے ہی علم ہونا چاہیے کوئی تیسرا اس درمیان نہیں آئے۔

جینی: اوکے تم بے فکر رہو۔ میں کل تمہیں بتاتی ہوں۔

حورین: بہت شکریہ!

جینی: شکریہ کی کوئی بات نہیں! تم میری دوست ہو اور دوستوں کیلئے تو میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔

حورین: ہممممممم! بہت بڑی بات کر رہی ہو۔

جینی: میں صرف بات نہیں کر رہی۔ میں اس پر عمل بھی کروں گی۔

حورین: ٹھیک ہے دیکھتے ہیں-اللہ حافظ !

جینی: بائے !

اذلان بہت غصے میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا- جیسے ہی وہ صبح سویرے اٹھا اس نے حورین کے کمرے کا رخ کیا لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھی-وہ تو اس کی موت دیکھ کر جشن منانے کی سوچ رہا تھا کیونکہ جو وہ چاہتا تھا وہ کر چکا تھا- لیکن وہ یہ بھول گیا تھا ایک پلان ہم انسان بناتے ہیں اور ایک پلان بنانے والا اوپر بھی موجود ہے-اور ہم انسانوں پر حکومت کرنے والا ہے-ہم انسانوں کے شعور اور لاشعور سے اچھی طرح واقف ہے-ہمارے اندر اور باہر کو بہترین طریقے سے جانتا ہے-ہمیں موقع فراہم کرتا ہے کہ ہم سدھر جائیں اپنی عقل جو اس رب کریم نے ہمیں عطا کی ہے وہ اس طرح استعمال کریں جیسے وہ چاہتا ہے-جن احکامات کے ساتھ اس نے ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے اس پر عمل کریں-اگر ہم اس کی

ڈھیل کے باوجود اس کی نافرمانی کرتے ہوئے اس کے بندوں پر ظلم ڈھاتے چلے جائیں, تو وہ ضرور سنتا ہے-اس بندے کی جو ظلم سہتے سہتے اب تھکن کا شکار ہونے لگا ہو- کیونکہ رب کریم اپنے بندے پر صرف اتنا ہی بوجھ ڈالتا ہے جتنا بوجھ وہ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے- لیکن بندے کو صبر سے کام لینا چاہیے عنقریب وہ اسے اس مشکل سے نکال کر ظالم کے ظلم سے بچا لیتا ہے-اور یہی سب ہوا تھا-ایک وسیلے کے ذریعے سے حورین کو اللہ نے اس ستم گر سے بہت دور کر دیا تھا اور اتنا دور ہونے کی اسے ہمت بھی عطا کی تھی-اور اذلان کو حیرانگی کا مجسمہ بنا دیا تھا- کہ آخر وہ گئی تو گئی کہاں, اسے ڈھونڈنا اس کیلئے کتنا مشکل ثابت ہونا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا-وہ جلدی سے جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا ویسے ہی کمرے سے باہر نکلا اور نوکروں پر چلانے لگا-وہ ایک ایک سے اس کے بارے میں انفارمیشن لینے لگا- لیکن کسی کو بھی اس کے بارے میں معلوم نہیں تھا-اور جنہیں معلوم تھا انہوں نے اس گرج دار آواز کو سن کر بھی اس پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ کہاں گئی- وہ انویسٹیگیشن کرنے کے بعد ان پر چلاتے ہوئے وہاں سے جا چکا تھا-اب اسے پریشانی اس کے زندہ ہونے کی تھی-اگر وہ زندہ ہوئی اور واپس اپنے حصے کی جائیداد لینے کیلئے کسی مضبوط سہارے کو تلاش کر لیا تو وہ تو کہیں کا نہیں رہے گا- لیکن فل وقت وہ کچھ نہیں کر

سکتا تھا-اس کے شاطر دماغ میں اسے لانا اس وقت تو ممکن نہیں تھا- لیکن اس پر ایک اور الزام لگانا اور لوگوں کو بے جی کی موت کا ذمہ دار اسے ٹھہرا کر بتانا اس کے بس میں تھا-اس نے اپنے بندوں کو اس کے پیچھے لگا دیا-تاکہ جلد از جلد اس کے مردہ ہونے کی یا زندہ ہونے کی خبر اس تک پہنچ سکے-اور وہ اگر زندہ ہے تو اسے موت کے گھاٹ اتار سکے- باقی اس نے حورین پر الزام لگا کر معاملہ سنبھالنے کا جلد ہی فیصلہ کر لیا تھا-

---

زندگی کے دو رخ ہوتے ہیں ایک ظاہر جو ہم سب کو نظر آ رہا ہوتا ہے اور ایک باطن جو انسان کے اندر موجود ہوتا ہے اور اس کے بارے میں زیادہ وہ انسان خود جانتا ہے جس کا باطن ہوتا ہے, وہ صرف لوگوں کے سامنے ایک بناوٹ کی طرح جی رہا ہوتا ہے اسے سب معلوم ہوتا ہے اور لوگوں پر وہ صرف اتنا ظاہر کرتا ہے جتنا وہ کرنا چاہتا ہے, باقی کا سب وہ اپنے اندر رکھتا ہے اپنے لیے ایک آئینہ بن جاتا ہے اور لوگوں کیلئے ایک چہرہ بن جاتا ہے جسے دیکھ کر اس کی شخصیت کا اندازہ لوگ لگاتے ہیں باقی وہ اپنے لیے کیا ہے کسی کو پتہ نہیں

چلتا ہے-اور یہی سب حورین نے کیا تھا-وہ اپنے اندر ایک طوفان یکجا کر چکی تھی جو صرف اور صرف اس کیلئے تھا-اس نے اپنے اوپر ایک چہرہ سجا لیا تھا جو لوگوں کو دیکھائی دیتا تھا-اس کے تمام ڈاکومنٹس بن کر آ چکے تھے جینی سے وہ وصول کرنے کے بعد اس نے یہ شہر بھی چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا-وہ کسی سے بھی رابطہ رکھنا نہیں چاہتی تھی-اور جینی کے بار بار اسرار کے باوجود بھی وہ اس کی قائل نہیں ہوئی تھی کہ اسے ہر بات بتا دے جو راز اس کے اندر تھے وہ اس پر بھی ظاہر کرنا نہیں چاہتی تھی-ہاں البتہ جینی کی باتوں نے اسے اپنے رب سے گمراہ ضرور کر دیا تھا-اس نے نہ صرف اسکا ذہن پلٹ کر رکھ دیا تھا بلکہ اس تازہ ذہن میں ایک دہریہ, اللہ کو نہ ماننے والا ایک بغاوت پسند بنا دیا تھا-اور وہ ایک مسلمان کی حیثیت بھلا کر اللہ کے وجود سے انکاری ہو گئی تھی- یہ غلطی ہمیشہ کیلئے اس نے کر لی تھی اور بہت غلط کی تھی-اس نے اس شہر سے کراچی موو کرنے کا سوچا تھا ایک ہفتہ بھی پورا ہو چکا تھا-وہاں اس نے جاب کیلئے اپلائے کیا اور ایک روم رینٹ پر لے کر رہنے لگی-ہر کسی سے دور وہ اپنی ایک الگ دنیا بسا چکی تھی-دنیا بسانا برا نہیں تھا لیکن مسلمان نہ ہونے کی غلطی وہ کر چکی تھی- یہ غلطی بری تھی- یہ غلطی اسے اللہ سے دور کر چکی تھی-ایک دہریہ لڑکی کی سوچ اس کے اندر پیوسط ہو چکی تھی-اسی لیے کہتے ہیں دوست کا اثر ضرور

ہوتا ہے ایک انسان کی پہچان اس کے دوست سے بھی کی جا سکتی ہے- جینی کا کچھ عرصے کا ساتھ اسے ایک دوسری منحرف دنیا کا انتخاب کرنے کا سبب بنا تھا- وہ دین سے ہٹ چکی تھی ایک الگ منحرف دنیا کا انتخاب کر چکی تھی-

---

مس تحریم کا آج کا لیکچر انتہائی اہم تھا وہ آج پھر وہاں آئی تھی اسے تمام معلومات حاصل کرنی تھیں- وہ ساتھ ساتھ اپنی ریسرچ بھی جاری رکھے ہوئے تھی- وہ ان کے لیکچر سن کر گھر جا کر ان کی مکمل تحقیق کرتی تھی جو کہ سچ پر مبنی ہوتی تھی- آج دوسرا لیکچر تھا جو وہ سننے کے لیے آئی تھی- اس کی جستجو اسے بتاتی تھی کہ وہ پیاسی ہے دین کی پیاسی ہے--- اس پیاس کو بجھانے کے لیے, جانکاری اس کی ضرورت تھی اور وہ ضرورت پوری کرنے کے لیے یہاں آیا کرتی تھی- یہ دوسرا لیکچر تھا جو وہ بڑے انہماک سے سن رہی تھی-

تقابل ادیان

سبق نمبر2(حصہ اول)

دین ومذہب کی ضرورت واہمیت

انسان دو چیزوں کا مرکب ہے جسم اور روح, روح کی تسکین اور خوراک کے لیے دین و مذہب کی ضرورت پڑتی ہے-اس ضرورت کو چار وجوہ میں تقسیم کیا جاتا ہے-

1) فطری ضرورت

2) اخلاقی ضرورت

3) معاشی ضرورت

4سیاسی ضرورت

(1فطری ضرورت

عہد الست کا ازلی اقرار:

خالق حقیقی کی معرفت انسان خواہ جنگل میں ہی پیدا کیوں نہ ہو وہ مذہب چاہتا ہے اگر اس کی رہنمائی نہیں کی جاتی تو وہ سورج, چاند ستاروں وغیرہ کو اپنا خدا بنالیتا ہے-ہر قوم اور ملت کو ایک مشترک معاملہ درپیش رہا ہے انسان پیدائشی طور پر مجبور ہے کہ وہ اپنے خالق حقیقی کا عرفان حاصل کرے جو کہ مذہب کے بغیر ناممکن ہے کیونکہ روحوں کی تخلیق کے وقت یہ اپنے رب سے عہد کر چکی ہیں-

الست بربکم قالوابلی

کیا تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا ہاں (آپ ہی ہمارے رب ہیں)

یہ اسی عہد الست کی برکت ہے کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے یعنی توحید انسان کی فطرت میں ہے جس کو اجاگر کرنے کے لیے مذہب کی ضرورت ہے۔

انبیا کرام کا سلسلہ:

انسان کی اسی فطری ضرورت ہی کی تکمیل کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور علاقے میں انبیاء اور رسول بھیجے تاکہ وہ لوگوں کو ان کے اصلی خدا اور اصلی خالق کا پتہ دیں اور انہیں زندگی گزارنے کا حقیقی طریقہ سکھلائیں۔

قیام توحید:

اگر مذاہب عالم کا عمیق نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات قاری پر اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مذہب کی اساس توحید باری تعالیٰ ہے تمام انبیاء کرام نے توحید اور خدا شناسی کی تعلیم دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ۔

ترجمہ

اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو۔

)سورہ الانبیاء آیت 25(

بے اطمینانی کا علاج:

عقیدہ توحید انسان کے اندر ایک ایسی روحانی کیفیت پیدا کرتا ہے, کہ اس کو کسی حال میں مایوسی اور شکستہ دل نہیں ہونا چاہیے وہ تمام دنیا کے دروازوں سے ٹھکرا دیا جائے سارے اسباب کا رشتہ ٹوٹ جائے وسائل وذرائع ایک ایک کر کے اس کا ساتھ چھوڑ دیں مگر ایک خدا کا سہارا اس کا ساتھ بھی نہیں چھوڑتا۔

اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

ترجمہ

آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے

(القرآن 13:28)

دین حنیفہ کا امتیاز:

بقول حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم چونکہ ہر بچہ توحید پر پیدا ہوتا ہے لہذا اسی توحید کی تکمیل اور اس کے لیے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے انبیاء کرام کے ذریعے اسلام عطا کیا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے

ان الدین عند اللہ الاسلام

ترجمہ

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک (تمہارے لیے) بہتر دین اسلام ہے

گویا کہ اس دین حنیف پر عمل پیرا ہونے کیلئے مذہب کی ضرورت ہے ورنہ انسان گمراہی کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔

2اخلاقی ضرورت

اخلاق کی اہمیت:

انسانی تجربے نے ثابت کر دیا ہے کہ لادینی اور ترک مذہب اخلاق اور اقدار کے لیے مہلک ہیں بلکہ انسان کے اخلاقی دیوالیہ پن کی دلیل ہے- نیز اسے لاینحل اخلاقی مشکلات میں مبتلا کر دیا ہے اور اسے نجات کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی-

علامہ اقبال رحمتہ اللہ نے اس کی بڑی عمدہ تصویر کشی کی ہے-

ڈھونے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا

اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا

زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

زندگی کی شب تاریک صرف مذہب ہی کی روشنی سے منور ہو سکتی ہے جو دنیا کی سب سے بڑی اخلاق ساز قوت ہے۔

اخلاق کو بلند کرنا:

مذہب کا مقصد انسان کے اخلاق کو بلند کرنا ہے مذہب کی تکمیل کے لیے انبیاء کا سلسلہ شروع ہوا جس کی آخری کڑی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے

وانک لعلی خلق عظیم

ترجمہ

"بے شک مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے تاکہ میں حسن اخلاق کی تکمیل کروں"۔

)القرآن 4:68(

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتا پھرتا قرآن تھے۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو ان کے خالق حقیقی کی پہچان ہی نہیں کروائی بلکہ اخلاق کی اصلاح بھی کی گویا اخلاق کے لیے مذہب کی ضرورت لازم ہے۔

درس اخوت:

مذہب اسلام کی بنیاد عقیدہ توحید پر ہے جو کہ انسانوں کے درمیان اتفاق, اتحاد, محبت و اخوت کی فضا پیدا کرتا ہے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے گروہوں میں بٹی ہوئی اقوام کو ایک لڑی میں پرو کر رکھ دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

انما المؤمنون اخواۃ

بے شک تمام مومن بھائی بھائی ہیں اس محبت واخوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مومنین کو ایک دیوار سے تشبیہ دی ہے کہ جس کی اینٹ دوسری اینٹ کو تقویت دیتی ہے۔

درس مساوات:

اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب نے انسان کی عظمت کو سمجھتے ہوئے ذات پاک کا تصور پیش کیا۔اسلام نے جہاں انسان کی عظمت کا ذکر کیا ہے وہاں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ تمام انسان آدم علیہ اسلام کی اولاد ہونے کے ناطے سے برابر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان اکرمکم عنداللہ اتقکم

ترجمہ

"بے شک اللہ کے نزدیک تم میں عزت والا وہ ہے جو تم میں (سب سے زیادہ) پرہیز گار ہے"۔

کامیاب زندگی:

انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں ایک روحانی زندگی دوسری مادی زندگی مذہب ہی ایک ایسی قوت ہے جو انسان کی مادی اور روحانی زندگی کو پورا کر سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

یاایھاالناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون

ترجمہ

"اے لوگوں اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم متقی بن جاؤ"

دین ومذہب کی ضرورت واہمیت

3) معاشی ضرورت

رزاق عالم:

انسان کو خواہش ہے کہ اسے معلوم ہے کہ وہ کونسی قوت ہے جو ہماری ضروریات کیلئے ہمیں وسائل فراہم کر رہی ہے۔ مذہب اس سلسلے میں ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ اس کائنات کا رزاق اللہ تعالی کی ذات ہے۔ رزق کا معاملہ کسی خاص فرد یا قوم کیلئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر مؤمن، کافر اور زمین و آسمان کی مخلوق اس میں برابری کی مستحق ہے۔ یہی صورت ہے کہ پہلی صورت میں اپنا تعارف یوں کروایا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

ترجمہ

"سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے"۔

پھر ارشاد فرمایا :

وما من دآبۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا

ترجمہ

"اور زمین پر چلنے پھرنے والا نہیں مگر اسکا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔"

رزق حلال کی ترغیب:

مذہب انسان کو تلاش رزق حلال کی ترغیب دیتا ہے۔ارشاد نبوی ہے جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اپنی روزی کی تلاش میں غافل ہو کر سوتے نہ رہو۔ پھر ارشاد ہوا دنیا کی شرافت غنی اور فراخ دستی ہے اور آخرت کی شرافت تقوی اور پرہیز گاری ہے۔

حلال و حرام کی تمیز:

رازق کائنات نے اگرچہ انسان ہی کیلئے پیدا کی ہیں۔ لیکن رازق کائنات نے انسان کی آزمائش اور خاص حکمت کے تحت کچھ چیزیں اس کے لئے حرام کر دی ہیں۔ اللہ کی ان حرام کردہ اشیاء کو معلوم کرنے کیلئے مذہب ایسا ذریعہ ہے جو ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے

ترجمہ

"چار پائے جانور جو چرنے والے ہیں حلال کر دیئے گئے ہیں۔ بجز انکے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ مگر احرام (حج) میں شکار کو حلال نہ جاننا۔"

(4سیاسی ضرورت

قیام نظام حکومت:

مذہب معاشرے میں رہنے والے افراد کی ضرورت ہے کہ انسان ایسے نظام میں جکڑ دیا جائے کہ اسکی جان مال عزت آبرو محفوظ ہو اسکا نام نظام حکومت ہے نظام حکومت اس لیے ضروری ہے کہ مذہب ہی اسکی ضروریات پوری کر سکتا ہے اور حقوق فرائض کا تعین کرتا ہے-

قرآن حکیم میں نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ نے خلیفہ کی بشارت سنائی ہے_

ترجمہ

"اور اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اچھے عمل کیے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں ضرور خلیفہ بنائے گا جیسے انہیں خلیفہ بنایا جو ان سے پہلے تھے"

قیام شوری:

نظام حکومت چلانے کے لیے مجلس شوریٰ کا ہونا لازمی امر ہے مجلس شوریٰ کا کام ملکی معاملات کو احسن طریقے سے سرانجام دینے کے لیے سربراہ حکومت کی مدد کرنا ہے مجلس شوریٰ کے ممبران کیسے ہونے چاہئیں اس کا تعین مذہب کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وشاورھم فی الامر

ترجمہ

"اوران سے کاموں میں مشورہ لیا کرو"

عدل وانصاف کی تاکید:

عدل وانصاف کا قیام کسی بھی ریاست کی بنیادی ضرورت ہے کہ ملک کی عدلیہ کو عدل و انصاف کے قیام کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔عدل وانصاف کا تعین کرنا انسان کی بس کی بات نہیں ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ عدل وانصاف کے قیام کے لیے مذہب نا گزیر ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل

ترجمہ

"اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو"۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے

ترجمہ

"اے ایمان والوں اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے تیار ہو جایا کرو ان تمام شرائط کے ساتھ بھی جو لوگ انصاف کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتے"

تہامی آج عدالت کا پروانہ لے کر بے جی کے گھر جانے کی تیاری کر چکا تھا زینب خوش تھی کہ اس کی بیٹی آج ان سے ملنے کے لیے واپس آنے والی ہے۔ ہمیشہ کے لیے بلآخر وہ اسے حاصل کر لیں گی۔ ثانیہ کی خوشی بھی اپنی جگہ دیدنی ہو چکی تھی وہ بھی مکمل تیاریوں میں مصروف تھی۔ اور سب سے زیادہ اچھل کود تو تہامی کے دل میں ہو رہی تھی۔ وہ آج اپنی سب سے محبوب ہستی کو اپنے قریب لانے کی خوشی میں جھوم رہا تھا۔ سب ہی کھلکھلا رہے تھے۔ لیکن ان کی خوشیوں کو نظر لگ چکی تھی۔ وقت نے ایک بار پھر بے رحمی کا ثبوت دیا تھا۔ ایک پھر وہ وقت پر نہیں پہنچ پایا تھا۔ قسمت اپنا کھیل مکمل کر چکی تھی اس بات سے انجان وہ کورٹ کے آرڈرز لیے اپنے وکیل کے ساتھ بے جی کے پاس جا چکا تھا۔

لیکن جاتے ہی جو خبر اسے ملی تھی وہ اسے افسردہ کرنے کے لیے کافی تھی-چوکیدار نے دروازہ کھولا تھا اور سب سے پہلے اسے رحیم بابا ملے تھے جن کے ساتھ حورین آتی جاتی تھی-آنے لے جانے کی مکمل ذمہ داری رحیم بابا ہی کی تھی-

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ----تہامی نے رحیم بابا کو گاڑی صاف کرتے دیکھتے ہی سلام کیا-

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ---رحیم بابا نے سلام کا جواب انتہائی شائستگی سے دیا اور پہچاننے کی کوشش کرتے ہوئے سوالیہ نظروں سے تہامی کو دیکھا-

بابا میں تہامی ہوں-مجھے بے جی سے ملنا ہے آپ انہیں اطلاع کر دیں-اس نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے ان کی مشکل آسان کی-

بے جی تو اس دنیا میں نہیں رہی ہیں-انہوں نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا-

کیا؟؟؟؟اس نے بے ساختہ کہاا سے اس بات کی امید نہیں تھی-اس نے خود کو ریلیکس کرتے ہوئے حورین سے ملنے کی درخواست کی-

حورین بی بی یہ گھر چھوڑ کر جا چکی ہیں بے جی کے جانے کے بعد وہ بھی یہاں سے چلی گئ ہیں-رحیم بابا نے افسردہ ہوتے ہوئے کہا-

کہاں چلی گئ ہیں؟؟؟ان کا کوئی ایڈریس تو ہو گا-اس نے پریشانی میں پوچھا-

یہ تو میں نہیں جانتا ہوں- لیکن آپ کون ہیں آپ مجھے کچھ اس بارے میں بتائیں گے آپ حورین بی بی کو کیسے جانتے ہیں-انہوں نے حیرت سے پوچھا-

بس اتنا جان لیں وہ میری کزن ہیں اور میں ان کا شوہر ہوں-ہمارا نکاح بچپن میں ہو چکا ہے-اور میں قانونی طور اسے لے جانے آیا ہوں-اگر آپ کچھ بھی جانتے ہیں تو ان کے

بارے میں مجھے بتائیں-اس نے نکاح نامہ رحیم بابا کو دیکھاتے ہوئے کہااس کی التجائیہ نظریں رحیم بابا کے جواب کی منتظر تھیں-

یہ سن کر وہ انہیں اپنے کواٹر میں لے گئے اور نوراں کو بلالائے دونوں نے مل کر شروع سے لے کر آخر تک ساری روداد اس کے گوش گزار کی اس کے ساتھ یہاں کیا ہوا کیسے اس کی زندگی بچائی گئی اور کس طرح سے ہاسپٹل سے وہ غائب ہو گئی ہے اسے یہ تو کنفرم ہوا وہ زندہ ہے لیکن وہ فرار کا راستہ اختیار کر چکی ہے-وہ غصے میں شرابور ہو چکا تھا وہ جلدی سے کوارٹر سے نکل کر سیدھا چیختا ہوا اذلان کو پکارنے لگا جو اونچی اونچی آوازیں سن کر اپنے کمرے سے باہر آیا تھا-اور حیرت سے اسے دیکھنے لگا تھا-

اسے ہاتھ لگانے کی تمہاری ہمت کیسے ہوئی تم اب تک یہی سمجھ رہے تھے وہ لاوارث ہے بے جی کے جانے کے بعد تو تم نے مکمل طور پر اسے اپنا غلام بنانا چاہا جیسا چاہو گے سلوک کروگے تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا-اس نے اسکا گریبان پکڑ کر کہا-اذلان پر حیرت کے پہاڑ ہی تو ٹوٹ پڑے تھے- یہ کونسا وارث ہے جو حورین کے لیے جاگ اٹھا ہے اس

کے ذہن میں سب سے پہلا سوال یہی اٹھا تھا حورین اس کے پاس تو نہیں ہے-ابھی وہ اسی سوچ میں ہی تھا کہ ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا تھا-اب دیکھو میں تمہارے ساتھ کرتا کیا ہوں-منہ کے بل نہ تمہیں میں نے گرایا تو میرا نام تہامی نہیں- تمہیں تو میں ایسی جگہ لا کر ماروں گا دنیا اس عبرت کو دیکھ کر دوبارہ کسی حورین کے ساتھ ایسا کرتے ہوئے 100 مرتبہ سوچے گی-وہ ایک ایسے باپ کی بیٹی تھی جو دنیا کا امیر ترین بندہ تھا-اس کی شرافت تھی جو اس نے حورین بے جی کے حوالے کر دی اس وعدے کے ساتھ کہ وہ اسے واپس لوٹا دیں گی-بے جی نے تو رنگ بدلا ہی تم نے بھی اپنی اصلیت آخر کار دیکھا ہی دی-اس نے غصے میں ایک اور تھپڑ اسے رسید کیا-ساتھ میں دو پولیس افسران کو اسے گرفتار کرنے کا حکم دیا-اذلان حیرت کا مجسمہ بنا اسے غصے سے دیکھنے لگا- لیکن کر کچھ نہیں سکا تھا-اسے یہی لگا تھا حورین اسی کے پاس ہے-

یہی غلط فہمی اسے خاموش رہنے پر فل وقت مجبور کر رہی تھی لیکن وہ یہ جاننے سے قاصر تھا کہ اسکا حورین کے ساتھ کیا تعلق ہے-اسے گھسیٹتے ہوئے پولیس کے دو لوگ لے جا رہے تھے اور وہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا آخر حورین گی کہاں ہو گی-وہ ایک بار پھر اس سے بچھڑ چکی تھی, وہ ایک بار پھر اس کی دسترس سے دور جا چکی تھی, وہ

ایک بار پھر سے اسے اس دہرائے پر لا چکی تھی جہاں اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی-وہ سوچ رہا تھا وہ گھر جا کر امی کو کیا جواب دے گا-وہ ثانیہ کو کیا کہے گا جو خوشی سے چہک رہی تھی جو پورا گھر سجائے اس کے آنے کی منتظر تھی-زندگی نے ایک اور رخ اختیار کر لیا تھا اور وہ اس کے آگے مجبور ہو چکا تھا-اس بار پھر سے وہ دیر کر چکا تھا آنکھیں بھیگ چکی تھیں-وقت تھا گزر چکا تھا اور وہ ایک نئے عزم کے ساتھ اسے تلاش کرنے کی جستجو لیے آگے بڑھا تھا اسے ابھی اذلان کو اس کے انجام تک پہنچانا تھا-اسے ابھی گھر جا کر زینب اور ثانیہ کو بھی سنبھالنا تھا اسے اپنے دل کے بکھرے ٹکڑوں کو بھی سمیٹنا تھا-ایک نئے سفر کا آغاز پھر سے کرنا تھا جو اسے حورین تک لے کر جاتا ہو-وہ رحیم بابا اور نوراں کا شکریہ ادا کرتے وہاں سے چلا گیا-وہ دونوں اذلان کو سزا دلوانے کے لیے گواہی دینے کے لیے تیار تھے وہ اپنے انجام کو پہنچنے والا تھا جلد یا بدیر وہ بلآخر پکڑ میں آ چکا تھا-

---

وہ کراچی جیسے شہر میں بلکل اکیلی تھی اس کی زندگی نے ایک نیا رخ اپنا لیا تھا-سب سے پہلے اس نے اپنے لیے ایک جاب تلاش کی تھی جو زیادہ اچھی تو نہیں لیکن اسکا گزارا آرام سے ہو رہا تھا-اس نے گولڈ بیچ کر جو پیسے حاصل کیے تھے وہ سیو رکھے-اگلا کام اس نے اپنی شناخت بدلنے کا سوچ لیا- لیکن کچھ وقت وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی اس لیے وہ 6 ماہ تک خاموش رہی 6 ماہ گزرنے کے بعد معاملات کسی حد تک ٹھنڈے ہو چکے تھے اس نے اپنی تمام ڈگریوں اور اپنے نام کو بدل دیا-اس طرح وہ پہچانی جانے میں بچ گئی تھی-اس دوران اس کا چکر واپس اپنے شہر میں بھی لگا جہاں اسے کسی کے انوائیٹ کرنے پر مس تحریم کا لیکچر سننے کا موقع ملا جب وہ مکمل طور پر الحاد بن چکی تھی تب اس کے سوال اس کا لہجہ, بدل چکے تھے ایک الگ زندگی اس کی منتظر تھی- لیکن مس تحریم کے اس لیکچر نے اس کے دل میں ایک دراڑ سی قائم کر دی تھی جو وہ کبھی اپنے دل سے نہیں نکال پائی تھی-

اس نے اپنی سیونگ سے

ایک چھوٹا سا سلائی سنٹر اوپن کر لیا جو اس کے عروج کا باعث بنا سلائی سنٹر بہت چل رہا تھا اس کی انکم اتنی ہونے لگی کہ اس نے سلائی سنٹر کے ساتھ ایک بوتیک اوپن کر لی وہ بھی چل نکلی وہ انتھک محنت کرتی چلی جا رہی تھی زندگی میں اتنے عرصے بعد اپنی کامیابی اپنے

بلبوتے پر دیکھ رہی تھی اس کی محنت رنگ لا رہی تھی دیکھتے ہی دیکھتے وہ نوٹوں میں کھیلنے لگی تھی-زندگی نے ایک حسین رخ اس کے سامنے پیش کر دیا تھا اس کا وقت آ چکا تھا لیکن اس وقت کو سمجھنے میں سنگین غلطی کر دی تھی اور وہ غلطی اللہ کی انکاری ہونا تھا-اللہ کو نہ ماننا تھا-اللہ سے دوری تھا لیکن وہ پھر بھی اسے نواز رہا تھا-کل تک اس کے دل میں ایک نور جمع تھا لیکن اب وہ نور ختم ہو چکا تھا اب وہ زندگی کا مقصد ختم ہو چکا تھا جو اسکا کبھی ہوا کرتا تھا-وقت بدل گیا تھا وہ بدل گئی تھی لیکن وہ اپنے اس بار بار کے خواب کو نہیں پہچان پائی تھی اس خواب میں ہی اسے اشارہ مل چکا تھا کہ وہ کسی کھائی میں گر سکتی ہے وہ آگ کے اولاؤ میں جا سکتی ہے خود کو بچانا اس کے ہاتھ میں تھا لیکن وہ خود کو پہچان نہیں پائی تھی زندگی کے ان لمحوں میں وہ کمزور پڑ گئی تھی اور کمزوری بھی ایسی جو اسے جیتے جی اندر سے مار چکی تھی وہ حورین نہیں رہی تھی وہ کسی اور دنیا کی باسی بن چکی تھی جہاں کی منزل صرف دنیا تک ہی محدود تھی جس میں اللہ نے اسے نوازنا تو تھا کیونکہ اللہ اپنے بندے کو اکیلا نہیں چھوڑتا ہر مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے وہ اپنے بندے کو آزماتا ہے اسے بھی آزمایا تھا لیکن آخر میں منکروں کی فہرست میں آ کھڑی ہوئی تھی-

---

جیسے ہی وہ گھر لوٹ کر آیا تھا-گھر مکمل طور پر لائیٹز لگا کر سجایا گیا تھا-روشنیوں کی چہل پہل تھی ہر طرف گہما گہمی محسوس ہوتی تھی-دروازے سے لے کر اندر تک پھولوں سے ایک راستہ بنایا گیا تھا جس پر چل کر اس نے آنا تھا جس کا اس گھر میں بے صبری سے انتظار ہو رہا تھا-سب اس کے پسندیدہ کھانے بنائے گئے تھے-اسکا کمرہ مکمل طور پر پھولوں سے سجایا گیا تھا- تمام تیاریوں کے ساتھ بس اب صرف اسی کا ہی انتظار تھا- جیسے ہی وہ گھر داخل ہوا اس کا چہرہ یہ سب تیاریاں دیکھ کر مرجھا سا گیا تھا-وہ سوچ میں ڈوب چکا تھا آخر وہ کیا جواب دے گا-سب اس کے آنے کے منتظر تھے اور وہ اس کے نہ آنے کی اطلاع کیسے دے گا- کیا بتائے گا وہ کہاں گئ, کیسے وہ خود کو سمیٹے گا, کیسے وہ خود کے اندر کی آگ کو بجھا پائے گا جو اذلان کی وجہ سے اس حد تک گھمبیر بھڑک اٹھی تھی کہ واپس اس راستے کو سیدھا کرنے میں جانے کتنا وقت بیت جائے گا-ایک غلطی, ہاں صرف ایک ہی غلطی جو اسے اس کے اہم ترین رشتے سے دور کرتی چلی گئ-جو اسے بچھڑے ہوئے اتنا عرصہ بیت گیا اور وہ اس تک نہیں پہنچ پایا-اور جب پہنچا بھی تو اس طرح کہ زندگی نے اس کے پہنچنے

سے پہلے راستہ بند کر دیا جو اس تک جاتا تھا- جو اسکی منزل تھی- اللہ کریم سے دعا کے سوا وہ ابھی کچھ نہیں کر سکتا تھا ہاں اسے تلاش کرنا ضروری تھا جو وہ پھر سے کرنا چاہتا تھا- ابھی وہ اسی سوچ میں ہی مگن تھا کہ وہ کیا کرے کیسے گھر میں سب کو بتائے ابھی تو وہ خود یقین نہیں کر پایا تھا- تبھی ثانیہ دوڑ کر گاڑی کی آواز سنتے ہی اس کے پاس آئی- بھیا حورین کہاں ہے؟؟ اس نے آتے ساتھ ہی پہلا سوال ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کیا- کیوں کہ جس کا وہ انتظار کر رہی تھی وہ تو اس کے ساتھ نظر ہی نہیں آ رہی تھی اس لیے اسے پوچھنا ہی پڑا تھا- جبکہ وہ خود پریشانی کے عالم میں تھا نہ تو اس کے پاس سوالوں کے جواب دینے کی ہمت تھی اور نہ ہی اس کے پاس حورین تھی جس کا انتظار شدت سے ہو رہا تھا-

"وہ پھر سے ہم سب سے دور چلی گئ ہے-" ایک بار پھر سے وہ ہم سے جدا ہو گئ ہے- اذلان نے جو ستم کیا تھا اس کا جواب دینا اس کے بس میں نہیں تھا- وہ اتنا کہہ کر آگے بڑھ گیا- لمبے لمبے قدم اٹھاتا وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا- اور وہ بت بنے اسے جاتا دیکھتی رہی, اس نے بے بسی سے اپنے بھائی کو جاتے ہوئے دیکھا- اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کے اندر ہمت نہیں تھی کہ وہ اس سے مزید کوئی سوال کر سکے وہ اسے کچھ دیر اکیلے رہنے

دینا چاہتی تھی-زینب نے بھی ایک افسردہ نظر دونوں پر ڈالی اور صدمے کی حالت میں اس کی پلکوں سے دو آنسو چپکے سے گرے جو انہوں اپنے دوپٹے کے پلوں سے صاف کیے اور ثانیہ کو سینے سے لگائے تسلی دینے لگی- جبکہ وہ خود بھی اس کے نہ آنے پر اندر تک ٹوٹ چکی تھی-اس کے آنے کی جتنی خوشی تھی اس کے نہ آنے کا غم اس سے بھی کہیں زیادہ تھا-وہ دونوں ہی اگلے پل اللہ سے دعا گو تھیں کہ وہ جہاں بھی ہو خیریت سے ہو اور جلد انہیں مل جائے کیونکہ ان کی آنکھیں اسے دیکھنے کے لیے,اس سے ملنے کے لیے,اس کو گلے لگانے کے لیے ترس رہی تھیں-اللہ کریم نے جانے ان سے دور اسے کیوں کیا تھا- یا پھر جو وہ صبر کر لیتی تو اللہ نے اس کے لیے آسانیاں پیدا کر دی تھیں- کیونکہ ہر مشکل کے بعد اللہ نے آسانی رکھی ہے لیکن اس نے اس آسانی کے آنے سے پہلے خود کو منکر بنا لیا تھا- تبھی اس کے رشتے اس کے پاس آتے آتے چلے گئے اللہ نے بتانا چاہا کہ وہ اس کے آگے کچھ بھی نہیں ہے وہ اس کی بندی ہے انتہائی کمزور انتہائی لچار ہے-اس نے جس دنیا کا انتخاب کی تھا اللہ نے اسے وہ دنیا دے دی اور اس سے اپنا نور چھین لیا اپنا اور اس کے اپنوں کا تعلق چھین لیا تھا-

---

دین ومذہب کیا ہے؟؟کیسے اس دنیا میں اس کا وجود قائم ہوا؟؟دین ومذہب کی اقسام کونسی ہیں؟؟اس طرح کے بہت سے سوالوں کے جواب اسے مل چکے تھے-اب اسے ادیان کے بارے میں جاننا تھا انکا تقابل کرنا تھا-اور آج کا لیکچر اسی حوالے سے تھا-وہ جو جاننا چاہتی تھی اس کی جانکاری اسے ادھر سے ہی مل سکتی تھی-آج وہ مقررہ وقت پر موجود تھی-اور لیکچر سننے میں مگن ہو چکی تھی-

تقابل ادیان

سبق نمبر 3

تقابل ادیان کا تعارف,اصول اور اہمیت

تقابل ادیان

تقابل ادیان در حقیقت دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔

تقابل

تقابل تفاعل کے وزن پر ہے اس کے معنی موازنہ کرنا کے ہیں۔

ادیان

دین کی جمع ادیان ہے جیسے محاسبہ کرنا دستور وضابطہ بنالینا وغیرہ۔

مفہوم

تقابل ادیان سے مراد دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں ان کا موازنہ کرنا تاکہ دوسرے مذاہب کی حقیقت سامنے آسکے

جیسے قادیانیت کی حقیقت واضح کرنے کے لیے قرآن اور حدیث سے ہم دلائل پیش کرتے ہیں اسی طرح دوسرے مذاہب کی حقیقت بیان کرنے کے لیے بھی ہم دلائل پیش کرتے ہیں اور ان مذاہب کو رد کرتے ہیں۔

آغاز

بعض مستشرقین کا کہنا ہے کہ تقابل ادیان کا آغاز انہوں نے کیا۔ مستشرقین وہ لوگ ہیں جو اسلام کو نقصان پہچانے کے لیے سر توڑ کوشش کرتے ہیں اور ہر ممکن کوشش کر کہ مسلمانوں کو اور اسلام کو پستی میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن مستشرقین ہمیشہ ناکام رہے ہیں۔ مستشرقین کی تحریک کا آغاز آٹھویں صدی ہجری میں ہوا۔

ایسے لوگوں نے مذہبی تعلیمات کو غلط رنگ میں پیش کیا خصوصاً دین اسلام کی اصل شکل کو مسخ کرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی۔ تقابل ادیان کا آغاز تو اسی وقت ہو گیا تھا جب

نبوت کا آغاز ہوا ہر نبی نے اپنے دور میں من گھڑت اور بے تقی رسوم کا رد کر کہ عقیدہ توحید کو پھیلایا اور واضح کیا اللہ کی بتائی ہوئی تعلیمات ہی نجات کا حصول ہیں۔

اور ہر نبی نے اپنے اپنے دور میں اللہ کی تعلیمات کو اپنی اپنی قوموں میں پھیلایا اور دوسرے تحریف شدہ مذاہب کا رد کیا۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالی ہے

ولما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من اللذین اوتوا الکتاب اللہ ورآء ظھورھم کانھم لا یعلمون

ترجمہ

"اور جب ان کے پاس رسول آیا اللہ کی طرف سے تصدیق کرتے ہوئے اس کتاب کی جو ان کے پاس ہے تو اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا گویا ایسے گئے کہ کچھ جانتے ہی نہیں"

)البقرہ:101(

اس آیت سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے بعد جب نبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی تو عیسائی اور یہودیوں نے اسلام کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے اپنی مذہبی کتابوں کو چھپا دیا جا بجا تحریفوں کے انبار لگا دیے جو آج تک اپنی اصل حالت میں واپس نہیں آسکے۔

اس وجہ سے مسلمانوں میں تحقیق کی جستجو بڑھ گئی اور مسلمانوں نے اسلام کو ثابت کرنے کی کوشش کی آپ صلی علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی وحی اور اسلام کی تعلیمات کو واضح کیا اور حق ثابت کیا۔ باقی اب تمام مذاہب کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اسلام قبول نہ کرنا بھی ایک حقیقت ہے۔

تقابل ادیان کے اصول

مولانہ مودودی نے بہت ہی بہتر انداز میں روشنی ڈالی ہے-

"ادیان کا مقابلہ در حقیقت ایک بہت مشکل کام ہے انسان جس عقیدے اور راستے پر ایمان رکھتا ہو اس کے مخالف عقائد و آراء کے ساتھ بہت کم انصاف کر سکتا ہے یہ کمزوری انسانی طبائع میں بہت عام ہے مگر خصوصیت کے ساتھ مذہبی گروہ میں تو اس تعصب و تنگ نظری کی بدترین شکل اختیار کر لی ہے-ایک مذہب کے پیروکار جب دوسرے مذہب پر تنقید کرتے ہیں تو ہمیشہ ان کے تاریک پہلو ہی تلاش کرتے ہیں اور روشن پہلو کو دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے یا اگر دیکھ بھی لیتے ہیں تو اسے دیدہ و دانستہ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں مذہبی تنقید سے ان کا مدعا در اصل حق کی تلاش میں نہیں ہوتا بلکہ محض اس رائے کو جیسے وہ تحقیق سے اختیار کر چکے ہیں درست ثابت کرنا ہوتا ہے-

اس طریقہ سے تقابل ادیان کے تمام فوائد زائل ہو جاتے ہیں اور خود اس مذہب کو بھی فائدہ حاصل نہیں ہوتا جس کی تائید میں یہ گمراہ کن طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

اگر تقابل مقصد حق کی تحقیق اور مذاہب سے متعلق ایک مخالفانہ رائے قائم کرے اور ان کا مطالعہ صرف اس نیت سے کرے کہ ان کی خوبیوں پر پردہ ڈالنا ہے اور ان کی برائیوں کو تلاش کر کے ان سے اپنے مذہب کی برتری ثابت کرنی ہے اس قسم کی بددیانتی اور فریب کاری سے کسی مذہب کی برتری کا اثبات نہ تو فی الحقیقت اس کی برتری کا اثبات ہو گا نہ ایسی کامیابی کسی دین حق کے لیے باعث فخر ہو سکتی ہے۔

اور نہ حق و صداقت کی نظر میں ایسے مذاہب کا کوئی وقعت حاصل ہو سکتی ہے اگر اس طرح کا دھوکہ کھا کر کوئی شخص اس کی حقانیت کا معتقد ہو جائے تو یہ اعتقاد نا قابل اعتماد ہو گا کیونکہ اس کی بنیاد ہی غلط ہو گی ان مقاصد سے احتراز کر کے تقابل ادیان کی بحث کو کسی درست نتیجہ پر پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے تقابل کہ چند اصول طے کر لیے جائیں اور ان پر سختی کے ساتھ پابندی کی جائے"

)بحوالہ کتاب تقابل ادیان, مصنف, حافظ اخلاق احمد(

چند اصول

تقابل ادیان کے ویسے تو بہت سے اصول ہیں لیکن چند ایک اہم اصول مندرجہ ذیل ہیں-

اصول نمبر ایک

مذہب کی تعلیم کو درست ثابت کرنے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ دوسرے مذاہب کی تعلیمات کو غلط ثابت کیا جائے, بلکہ اس طرح سے تبلیغ کی جائے کہ ہمارا طریقہ جارہانہ نہ ہو اخلاق سے بھرا ہوا ہونا چاہیے تاکہ تبلیغ کے دوران ہمارا مذہب درست ثابت ہو اور دوسرے مذاہب کے لوگ خود سمجھیں کہ وہ کہاں غلط ہیں-

اصول نمبر دو

کسی شخص کو یہ دعوی نہیں کرنا چاہیے کہ حق اسکے اپنے مذہب کے سوا کہیں نہیں ہے۔ کچھ نہ کچھ اچھائی ہر مذہب میں موجود ہی ہوتی ہے لیکن سچائی دراصل کس مذہب میں موجود ہوتی ہے یہ ثابت کرنا ضروری ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اسلام سچائی پر مبنی ہے اس میں کوئی تضاد نہیں پایا جاتا لیکن باقی مذاہب میں تضادات پائے جاتے ہیں۔

اصول نمبر تین

ہمیشہ ہر مذہب کے مخالفین موجود رہے ہیں اور متعصب راہ اختیار کرتے رہے ہیں ان کی تصنیفات کا مطالعہ نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح کبھی ایک ناظر اصل حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا لیکن ان کتب کے مطالعے کو سمجھنے کے لیے مستند کتب کا مطالعہ کر لینا چاہیے جس میں حقیقت سے روشناس کروایا گیا ہو۔

اہمیت

تقابل ادیان کی اہمیت ویسے تو بہت زیادہ ہے لیکن یہاں چند نقطعوں سے واضح کرنے کی کوشش کی جارہی ہے-

(1 حقیقت سے آشنائی ہو جاتی ہے-

(2 درست مذہب کا انتخاب کرنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے-

(3 عقیدہ توحید کا علم ہوتا ہے-

(4 ایسے مذاہب کو جاننے کا موقع ملتا ہے جو منحرف ہیں-

(5 کامیابی کے اصول میں آسانی ہوتی ہے-

(6 حق کو تسلیم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

(7 دعوت کے کاموں میں آسانی ہوتی ہے۔

(8 مطالعہ میں وسعت ہوتی ہے۔

(9 معلوماتی مواد سے آگاہی ہوتی ہے۔

(10 دین اسلام کی برتری ہر مذہب کے انسان پر واضح ہو جاتی ہے۔

شکوہ نہیں کسی سے, کسی سے گلا نہیں

نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں

اتناوقت گزرنے کے بعد نہ تووہ کسی سے شکوہ کناں تھی اور نہ ہی کسی سے اسے گلہ تھا۔ زندگی تھی ایک خوبصورت طریقے سے چل رہی تھی۔وقت تھا گزر رہا تھا۔اس نے دوبارہ پڑھنے کا نہیں سوچا تھا,اور نہ ہی کسی سے کوئی تعلق بنایا تھا ہاں وہ سب سے اچھے طریقے سے پیش آتی تھی زندگی کو وہ اب اکیلے گزار رہی تھی اس کے مطابق وہ اچھی زندگی گزار رہی تھی لیکن وہ زندگی گزار نہیں رہی تھی وہ زندگی کو در حقیقت گھسیٹ رہی تھی۔آج بھی وہ اپنے ماضی سے نہیں نکل پائی تھی۔ صبح میں سلائی سنٹر اور سیکنڈ ٹائم میں بوتیک جاتی تھی دو ہیلپر بھی موجود تھیں جو اس کے ساتھ شروع سے لے کر اب تک کام کر رہی تھیں جب وہ نہیں ہوتی تھی تو وہ یہ سب کام دیکھتی تھیں اس کا وہ معاوضہ وصول کرتی تھی اور بخوشی کام کرتی اور معاوضہ وصول کر لیتی تھیں۔اس کا بہت دل چاہتا تھا وہ اپنی زندگی میں اپنے ان رشتوں کو پالے ان سے مل لے جو اس سے سالہا سال سے بچھڑے ہوئے تھے۔لیکن اگلے ہی پل اس ستم ظریف کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔اس سے سوال تو کرنا چاہتی تھی اپنی بے وقعتی پر اس سے لڑنا چاہتی تھی لیکن غلطی خود کی نہ ہو کر بھی وہ اس کا سامنا کرنے سے کتراتی تھی کیونکہ اس نے جو اس کے ساتھ کیا

تھاوہ کوئی اور کرتا تو شائد وہ براشت کر جاتی جیسے اس نے باقی سب کے دیئے ستم سہہ لیے تھے بلکل اسی طرح وہ اس کے دیئے گئے ستم بھی سہہ لیتی لیکن اس شریک حیات کے ستم سہنا اس کے لیے مشکل ہی نہیں نا ممکن سا لگتا تھا اس لیے وہ اس سے دور ہی رہنا چاہتی تھی۔ لیکن وقت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

-

جیسے ہی وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے جو کتنی ہی دیر سے وہ برداشت کیے ہوئے تھا۔ اس کا دل چاہا رہا تھا وہ روئے اتنا روئے کہ ساری تکلیف ان آنسوؤں میں بہہ جائے۔ اور خود چل کر اس کی آنکھوں کے سامنے آموجود ہو۔ وہ گھومتی, بل کھاتی, ہنستی مسکراتی, اس کی زندگی بن کر اس کے سامنے آجائے اور اپنے ہاتھوں کو مروڑتے خاموشی سے اسے دیکھے اور اس کی اذیت کو محسوس کرتے ہوئے اس کے سارے دکھ سمیٹ لے, ساری پریشانیاں اس سے دور کر دے, اللہ سے کی گئی ساری دعائیں قبول ہو جائیں وہ پھر سے جی اٹھے, اس کی چھوٹی چھوٹی شرارتوں کو محسوس کرے

اس کے ساتھ پھر سے زندگی انجوائے کرے, اللہ کریم کے سامنے وہ کھل کر آنسو بہاتے ہوئے سوچ رہا تھا جبھی ماضی کا ایک خوشگوار جھونکا اس کو یاد آیا جو اس کے لبوں پر مسکراہٹ لے آیا-اور وہ ماضی کی اس یاد میں ڈوب سا گیا-وہ جو گھر آیا تھا اسے تلاش کر رہا تھا اور وہ اس کے سامنے نہیں آ رہی تھی بلآخر وہ آخری کوشش آزمانے کے لیے اس نے گھر کے پچھلے حصے میں چھوٹے سے باغ کی طرف جانے کا فیصلہ کیا جہاں ہر طرح کے پھلوں کا ایک, ایک درخت موجود تھا اور جب وہ گھر میں اسے نہیں ملتی تھی تو وہ اسی باغ میں پھل توڑتی اور درختوں سے باتیں کرتی پائی جاتی تھی- جیسے ہی وہ وہاں پہنچا اسے ایک درخت سے باتیں کرتے ہی پایا-ایک تو وہ میرے دل کا راجہ کھڑوس ہے اپنی مرضی سے ہی گھر آتا ہے اسے فکر ہی نہیں ہے کہ کوئی اسکا سارا دن انتظار کرتی ہے-اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اسکی راہ تکتی رہتی ہے- لیکن وہ ستم گر ہے کہ اپنے وقت سے پہلے آتا ہی نہیں ہے-اور ایک میں ہوں انتظار بھی کرتی رہتی ہوں, اسے سوچتی بھی رہتی ہوں, لیکن اسے کہہ نہیں پاتی ہوں کہوں بھی کیسے اس کے سامنے تو میری اس معاملے میں بولتی بند ہو جاتی ہے-اور وہ اس بات کو سمجھتا ہی نہیں ہے-اور ایک تم ہو مجھے تمہارے درخت کا پھل اتنا پسند ہے اس کے باوجود اتنے اونچے ہو کہ میں توڑ ہی نہیں سکتی ہوں میری

پسندیدہ چیزیں,اور میری محبت دونوں ایک جیسی ہی ہو اپنی مرضی کرنی آتی ہے اب دیکھو نہ اسے میری سمجھ آجاتی تو وہ جلدی آجاتا اور تمہیں میرا خیال ہوتا تو تم تھوڑا نیچے آجاتے میں توڑ لیتی۔

یہ رہا پھل اور یہ رہا میں جو آپ کے دل کی بات سن کر آگیا ہے۔اس نے پھل توڑ کر مسکرا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اللہ اللہ۔۔۔۔آپ چھپ کر میری باتیں سن رہے تھے۔بری بات ہے بابا کہتے ہیں کسی کی چھپ چھپ کر باتیں نہیں سننی چاہیے ہیں۔اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

لیکن میں نے تو کوئی بات نہیں سنی وہ بس میں آرہا تھا کہ میرے کانوں نے سن لی۔اس نے اپنے ہاتھ سینے پر باندھے کہا۔

آپ کے کان تو بہت برے ہیں جاسوسی کرتے ہیں۔اس نے منہ بنا کر اسے دیکھا۔

میرے کان برے نہیں ہیں-میرے کان تو اچھے ہیں کہ اپنے محرم کی دل کی بات جان لیتے ہیں-- یہ کہہ کر اس نے تھوڑی دیر کے لیے خاموشی اختیار کر لی اور اس نے مکمل توجہ حورین کی طرف کر دی, اور مزید گویا ہوا-اب لگتا ہے آپ کے بابا سے بات کرنی پڑے گی-

ان سے کیوں بات کرنی پڑے گی آپ مجھ سے بات کریں-اس نے جلدی سے کہا-

سوچ لیں آپ سے کر سکتا ہوں- لیکن آپ سنیں گی نہیں-وہ اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے جلدی سے وہاں سے بھاگی تھی, اور وہ اسے پکار رہا تھا رک تو جاؤ میں نے آپ سے بات کرنی تھی جس کے لیے میں گھر آیا تھا اور وہ بغیر کوئی بات سنے اپنے کمرے میں جا پہنچی تھی- گہرے گہرے سانس لینے لگی تھی-اور اس کی اس حرکت پر وہ مسکرا ہی تو اٹھا تھا-جو وہ اس کی طلب رکھتی تھی جب وہ سامنے آیا تو اس سے رہا نہیں گیا-وہ مزید بات ہی نہیں کر پائی تھی-

ثانیہ کی آواز پر وہ چونکا تھا اور ماضی سے حال میں واپس آیا تھا-اس نے خاموشی سے دروازہ کھول دیا-وہ بھی اسی خاموشی سے اندر داخل ہو گئ-اس کے پیچھے زینب بھی تھیں-وہ اس سے حورین کے نہ آنے کی وجہ پوچھ رہی تھیں-اور وہ تمام واقعہ من و عن بیان کرنے لگا-ساری تفصیلات جاننے کے بعد وہ دونوں ہی اسے تسلی دینے لگی تھیں-اور وہ بھی ایک نئے عزم کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا وہ جانتا تھا اس کے اپنے اس کے ساتھ ہیں وہ اکیلا نہیں ہے-اکیلے پن سے نکلنے کے لیے اس کے پاس اس کے رشتے ہیں اور اس کے ایک نہ ایک دن مل جانے کا احساس بھی تو زندہ تھا-وہ پھر سے پر امید ہوا تھا اللہ نے اسے پھر سے کھڑا کر دیا تھا ایک یقین اسے پھر سے دے دیا گیا تھا-

---

مدتوں پر رشتے محیط تھے----

تمثیل گہری ہو چکی تھی----

جسے سلجھانا ایسے ہی تھا جیسے کسی کی زندگی کو گہرائی سے ٹٹولنا------

ٹٹولنا بھی ایسے جیسے زندگی کی رعنائیاں واپس حاصل کرنا-----

پر------نصیب میں نہیں تھا جو مل جاتا-----

وہ آج بوتیک سے تھکی ہاری آئی تھی اس نے کھانا باہر سے ہی پیک کروایا تھا کچن میں دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی پہنچی اور کھانا نکال کر گرم کرنے لگی آتے آتے راستے میں ٹھنڈا ہو گیا تھا-پلیٹ گرم تھی اسے جلدی سے پکڑنے کے چکر میں اس کا ہاتھ جھلس گیا تھا-ہاتھ کو دیکھتے ہی اسے بہت کچھ یاد آ گیا-اس نے جلدی سے پہلو بدلا لیکن یادیں کہاں پیچھا چھوڑنے والی ہوتی ہیں وہ ایک ہوا کے جھونکے سے بہت کچھ باور کروا جاتی ہیں-بہت کچھ ایسا دیکھا جاتی ہیں کہ کتنی ہی دیر انسان اس میں ڈوبا رہتا ہے افسردگی انتہا درجے پر پہنچ جاتی ہے اگر یادیں کسی ایسے انسان کی ہوں جو ہم سے بچھڑ چکا ہو بہت تکلیف دے ہوتا ہے اور وہ تکلیف میں ہی تھی وہ اس تکلیف سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی پر نجات حاصل کر نہیں سکتی تھی کیونکہ جو راستہ اس نے تلاش کیا تھا وہ بے سکونی کے سوا کچھ نہیں تھا-اور سکون تو اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے اور تو دلوں میں رہنے والا ہے اور وہ دل کو چھوڑ

کر ساری دنیا میں اپنے لیے سکون تلاش کرتی پھر رہی تھی اور تمام نعمتوں سے منکر ہو چکی تھی جو رب کریم نے عطا کی تھیں-اس نے قرآن پاک میں کچھ اس طرح ذکر کیا-

ترجمہ

"تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"

)الرحمان(

اور ہزار ہا نعمتوں کو جھٹلا چکی تھی اور اللہ کریم نے اسے پھر بھی عطا کیا تھا وہ عطا کرنے والا ہے وہ عطا کرتا ہی چلا جاتا ہے چاہے وہ منکر ہی کیوں نہ ہو وہ اپنے بندے کو نوازتا ہی چلا جاتا ہے-اور بندہ ہے کہ اس کی رحمت کو اس کی نعمتوں کو پہچانتے ہوئے بھی نہیں پہچان پاتا کیونکہ اس نے اپنے دل پر پردہ گرا لیا ہوتا ہے جو محسوس تو کرتا ہے پر ایمان نہیں لاتا, جو دیکھتا تو ہے پر آنکھیں اندھی ہو چکی ہوتی ہیں-وہ سوچتا تو ہے, پر سوچنے پر پہرے بیٹھائے

ہوتے ہیں کہ اچھی بات وہ سوچ ہی نہیں سکتا جو اسے گمراہی سے نکال کر لے جائے-وہ ترقی تو کرتا ہے اس ذات باری تعالی کی بدولت, لیکن اس ترقی کو مانتا اپنی بدولت ہے- ایسے بندے کو سب کچھ مل تو جاتا ہے لیکن دلی سکون ختم ہو جاتا ہے جیسے کہ اس کا ہو گیا تھا-وہ ماضی میں ایک بار پھر کھو گئی تھی-

امی جان میں نے آج بریانی کھانی ہے-اور بریانی بھی وہ جو میں خود بناؤں گی چھوٹی سی حورین نے ایک دم سے فرمائش کی تھی-

میں بنا دیتی ہوں آپ تو ابھی بہت چھوٹی ہو کیسے بناؤ گی انہوں نے پیار سے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا-

وہ تو آپ بنائیں گی-تو میں کھالوں گی لیکن تہامی کو تو میرے ہاتھ کی کھانی چاہیے ہے-اسے پسند بھی ہے تو اس کی پسند کا مجھے خیال رکھنا چاہیے ہے-اس نے معصومیت سے کسی بڑے بزرگ کی طرح کہا-

ابھی تو بہت عمر پڑی ہے تھوڑی سی بڑی ہو جاؤ سیکھ لینا اور پھر اس کے لیے بنا بھی لینا انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کی محبت کے انداز کو دیکھتے ہوئے کہا-

بلکل نہیں !ایسا بلکل نہیں ہو سکتا ہے-آج میں ان کا خیال نہیں رکھوں گی تو پھر کب رکھوں گی-میری زندگی کا دارومدار تو صرف وہی ہیں-آپ مجھے سیکھائیں-اس نے دادی اماں بن کر انتہائی جذب کے عالم میں کہا-

اچھا دادی اماں میں سکھاتی ہوں تم آج پکالو-پر دھیان سے پکانی ہے-انہوں نے پیار سے کہا اور وہ خوشی خوشی کچن کی طرف چل دی اور سامان نکالنے لگی-امی جان بتاتی جا رہی تھیں اور وہ بناتی جا رہی تھی-اس نے کس مہارت سے سارا کام کیا تھا کہ آج تو حیران ہونا سب کا بنتا تھا-آخر میں وہ دم پر لگا کر آرام سے اس کا انتظار کرنے لگی کیونکہ اس نے ابھی آجانا تھا-اس کی بے چینی دیکھ کر زینب مسکرائی تھی-وہ چھوٹی سی بچی اس کے لیے بہت زیادہ اہم تھی وہ کسی کی معصوم سی نشانی تھی-جیسے ہی دم کا وقت پورا ہوا اس نے جلدی

سے دم کھولا لیکن پتیلے کی پلیٹ ہٹاتے ہی بھاپ نکلی جو اس نے اس طرح ہٹائی تھی کہ اس کا ہاتھ بھاپ سے جھلس گیا تھا ایک دم وہ چیخی تھی- لیکن اگلے ہی لمحے کوئی دوڑتا ہوا کچن میں داخل ہوا تھا- امی جان بھی دوڑتی ہوئی آئی تھیں جو ٹیبل پر برتن لگانے کے لیے گئ تھیں- لیکن اس سے پہلے اس نے حورین کا ہاتھ تھام لیا تھا- یہ کیا کر دیا ہاتھ جلا لیا- آپ کچن میں کر کیا رہی تھی- آپ کے لیے بریانی بنانے آئی تھی- اس نے لال ہوتے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے کہا-

ابھی آپ چھوٹی ہو! یہ بڑے بڑے کام کرنے کی کیا ضرورت ہے- اس نے بے چینی سے کہا-

لیکن مجھے اچھا لگتا ہے میں آپ کے پسندیدہ کھانے بنانا چاہتی ہوں- اس نے معصومیت سے کہا-

ہاں تو بنا لینا جب آپ بڑی ہو جاؤ گی- اس نے ٹیوب اٹھا کر اس کے ہاتھ پر لگاتے ہوئے کہا-

آپ تو اتنی جلدی بڑے ہو گئے ہو۔ پھر میں کیوں اتنی چھوٹی ہوں میں کب بڑی ہوں گی۔ اس نے ٹیوب لگواتے ہوئے پوچھا۔

کیونکہ میں آپ سے بہت پہلے پیدا ہو گیا تھا اس لیے میں بڑا ہو گیا اور آپ جب پیدا ہوئی تھیں تب میں کافی بڑا ہو چکا تھا۔ اس لیے اب آپ یہ کام تب کرنا جب میرے جتنی بڑی ہو جاؤ گی۔

میں کب بڑی ہوں گی؟؟ اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ساتھ ہی سوال پوچھ لیا۔

بہت جلدی بڑی ہو جاؤ گی۔ اب یہ باتیں چھوڑو جو بریانی بنائی ہے وہ تو چکھ کر دیکھوں کیسی بنائی ہے۔ اس نے اسکا دھیان بٹانے کے لیے کہا۔

اور پتیلے سے تھوڑی سی بریانی لے کر کھانے لگا وہ واقع بہت مزیدار بنی ہوئی تھی-ارے وہا حور نے تو بہت مزیدار بریانی بنائی ہے کمال کر دیا وہ اس کی تعریف کیے بنا نہیں رہ سکا پہلی ٹرائے میں ہی اس نے اتنی مزیدار بریانی بنالی تھی-وہ خود بھی اب چکھ رہی تھی اسے یقین نہیں ہو رہا تھا اس نے بنائی ہے اس کے ہاتھ میں ذائقہ تو تھا وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی اور وہ اپنی محرم کی محبت کو اس کے دل میں محسوس کر رہا تھا-جبکہ زینب نے ان دونوں کی محبت کو دروازے کی اوٹ سے دیکھ کر شکر ادا کیا تھا-اللہ کریم سے دعا گو تھی کہ وہ ہمیشہ خوش رہیں صدا ہنستے مسکراتے رہیں-

دروازے پر دستک ہو رہی تھی اور وہ ایک دم سے ماضی سے حال کی دنیا میں واپس آئی اس نے اپنے جلے ہوئے ہاتھ کو دیکھا اور سر جھٹکتی دروازہ کھولنے کے لیے بڑھ گئ-

---

تقابل ادیان

سبق نمبر:- 4 +5

مذہب ہندوازم

ہندو مذہب کی کتاب وید

وید کا لغوی مفہوم

لفظ وید کا معنی ہے عقل, جاننا سوچنا غرو فکر کرنا..

وید کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاح میں وید سے مراد ہندوؤں کا وہ دینی لٹریچر ہے جو ہزاروں برس پہلے ہندو رشیوں نے جمع کیں جن میں منتر, گیت اور نظم وغیرہ شامل ہیں_

ویدوں کی تعداد

ویدوں کی تعداد چار ہے ترتیب زمانی سے ویدوں کے نام درج ذیل ہیں_

1) رگ وید

2) سام وید

3) یجر وید

4) اتھر وید

ویدی کتب کے حصے

ویدی کتب میں سے ہر ایک کے چار حصے ہیں-

ویدکا پہلا حصہ

"سمہتا" ہے اس حصے میں مناجاتی گیت اور منتر ہیں_

ویدکا دوسرا حصہ

برہمن ہے_ اس کے اندر رسوماتی مواد ہے_

ویدکا تیسرا حصہ

آرنیکا ہے. اس میں سیاسیوں کے لیے ہدایت نامہ ہے_

ویدوں کا تعارف

رگ وید

رگ وید نضموں کا مجموعہ ہے جو دس کتابوں پر مشتمل ہے_ کتاب 2 سے 7 تک فیملی بکس ہیں-

رگ وید کا جائزہ

رگ وید کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں وہ نظمیں ہیں جو رئیس اور سرپرستوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پیش کیں_

کتاب رگ وید مصنف آریائک رقم طراز ہیں

"رگ وید ہندوں کے مندروں کے اہم ترین وقدیم ترین مجموعے ہیں اس میں 1028 نظمیں ہیں"-

رگ وید میں تحریف

رگ وید کے مختلف نسخوں میں منتروں کی تعداد میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے_

(1انواک انوکرمنی کی روسے

10580 منتر ہیں-

(2گاتیری وغیرہ کی روسے 10142 منتر ہیں_

(3پنڈت میگن ناتھ کے نزدیک

10000 منتر ہیں_

یعنی ان سب میں اصل کیا ہے کوئی نہیں لکھتا اس لیے تحریف لازمی ہے-

یجروید

یجروید کا معنی ہے "رسومات کا علم"

یجروید میں تحریف

(1 یجروید ایڈیشن بمبئی میں 47 منتر ہیں-

(2 یجروید بھاشا بھاشیہ دیانند ادھیاء 38 منتر 14 الفاظ میں گھرم کا نامناسب سمجھ کر دھرم بنادیا گیا ہے_

یجروید کے منتروں میں اختلاف

(1دیانند کے نزدیک یجروید کے کل منتر1975ہیں

(2شوشنکر کے نزدیک کل منتر987ہیں_

سام وید

یہ بھی رگ وید سے ہی اخذ کیا گیا ہے اس وید میں سوم اور اس کی تیاری کے موقع پر پڑھی جانے والی دعاؤں کا ذکر ہے_

سام وید میں تحریف

سب سے زیادہ تحریف سام وید میں ہوئی ہے_اس وید میں 70 منتر چھوڑ کر سارا رگ وید سے ماخوذ ہے-

ہر مطبع کے مطبوعہ سام وید کے منتروں کی تعداد میں اختلاف ہے_

(1اجمیر میں آریاؤں کے مطبوعہ سام وید میں منتروں کی تعداد 1824 ہے

(2ہری پرشاد جی نے 65 منتر کا نیا سام وید شائع کیا_

(3پنڈت ولیکر کے نزدیک منتروں کی تعداد صرف 70 ہے-

اتھر وید

اس کی تالیف بعد کے زمانے میں ہوتی ہے اور اس میں دوسرے مقامی اثرات بھی شامل ہیں اس میں جادو, منتر, ٹونے, ٹوٹکے کے حل پیش کیے گئے ہیں_

اتھروید میں تحریف

سوامی دیانند کے مطابق پہلا منتر اوم شنو کا ہے لیکن موجودہ وید میں اوم شنو کو چھبیسویں نمبر پر رکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوم شنو کا نمبر 26 ہے_

ویدوں میں ایشور کا تصور

رگ وید:

ہزاروں سروں والا پرش, ہزاروں آنکھوں والا, ہزاروں پاؤں والا, وہ کائنات کو سب طرف گھیر کر ٹھہرا ہوا ہے-

حوالہ

(11-91-10)

یجروید

وہ اگنی ہے وہ وایو ہے, وہ چندرماہ ہے, وہ روشنی ہے, وہ آیہ ہے, وہ پرینی ہے-

حوالہ

(1/32)

اتھروید

تو مرد ہے تو عورت ہے, تو کنواری لڑکی ہے تو بوڑھا آدمی ہے تو لاٹھی لیے کھڑا ہے تو ہر طرف موجود ہے-

حوالہ

(27-8-10)

سام وید

اے خدا تو ہمارا باپ ہے ہمارا بھائی ہے ہمارا دوست ہے_(معاذاللہ)

(18:41)

معاذاللہ

یہ تھی ہندوں کی وید جو تحریف سے بھری ہوئی ہے اور ساتھ ہی ویدوں میں شرک انتہا درجے کا پایا جاتا ہے اللہ ایسی قوم کو ہدایت پانے والا بنادے یہ خود ہدایت طلب کریں۔

مذہب: ہندوازم

ویدوں کی تعلیمات

ویدوں کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل تعلیمات اخذ کی جاسکتی ہیں_

اخلاقیات

ویدوں میں اخلاقیات پر زور دیا گیا ہے حسد کذب گوئی دھوکہ بازی جوا کھیلنا چوری کرنا اور دوسروں کی جان ومال کو نقصان پہنچانا گناہ قرار دیا گیا- ہے

قربانی نجات کا مدار

انسان پیدائش کے وقت دیوتاؤں انسانوں اور جانوروں کا مقروض ہوتا ہے

طریقہ تعلیم

گروا پنے شاگرد کو علم منتقل کرتے تھے اور تعلیمی ادارے عمومن آبادی سے دور جنگلوں میں قائم تھے طالبعلم گروہ کے خاندان کے افراد کی طرح زندگی گزارتے تھے

دشمنوں سے سلوک

اگرچہ ویدوں میں ذاتی محاسن پر زور ہے لیکن ویدوں میں دشمنوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی تعلیم دیتے ہیں یجر وید میں غیر آریاؤں کو زندہ جلاڈالنے درندوں پھروانے اذیت ناک بے رحمی سے مارنے پانی میں غرق کرنے حتیٰ کہ آبادیوں کو پیوند خاک کرنے کی ظالمانہ احکام موجود ہیں نیز عورت مرد بچّے بوڑھے اور مریض تک میں کوئی امتیاز نہیں برتا گیا۔

قابل نفرت قوم سے سلوک

وید میں لکھا ہے_

"اے اندر دیوتا ہمارا دیا ہوا رسوم رس تجھے خوش اور متوالا کرتے تو ہمیں دھن دولت دے اور وید کے دشمنوں کو تباہ و ہلاک کر"

عورتوں کے متعلق تعلیم

رگ وید میں درج ہے_

"عورتوں کے ساتھ محبت نہیں ہو سکتی عورت کا دل استقلال سے خالی ہے اور عقل کی رو سے نہایت ہلکی ہے"

"منوسمرتی موجود ویدوں کی تفسیر ہے اس میں عورت کی معاشرتی حیثیت اس طرح متعین کی گئی ہے عورت کا وجود صرف اس لیے ہے کہ بچے دے ان کی پرورش کریں اور ہر روز خانہ داری کے کام میں مصروف رہیں"

شرک کی تعلیم

گو بعض ہندو ویدوں میں توحید کا وعدہ کرتے ہیں لیکن اس میں ہر قسم کے شرک کی تعلیم ہے آباء پرستی اور مظاہر پرستی ہے وید ایک خدا کے تصور سے خالی ہیں ان میں وحدت الوجود کی تعلیم ہے دیوتاؤں کی تعداد مختلف ہے

یجر وید میں لکھا ہے کہ :

"کل دیوتا 33 ہیں 11 زمین ایک آسمان اور 11 اوپر جنت میں ہیں لیکن رگ وید میں ہی دوسری جگہ 3340 دیوتا بتائے گئے ہیں دیوتاؤں کی یہ کثرت

شرک فی ذات الٰہی ہیں ہندو روح مادہ آکاش اور زمانوں کو خدا کے برابر ازلی اور ابدی قرار دیتے ہیں یو شرک فی الصفات ہے نیز آگ پانی ہوا سورج اور چاند کی عبادت کرتے ہیں شرک فی العبادت ہے"

ویدوں کا تنقیدی جائزہ

ویدک لٹریچر کا تنقیدی جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ وید الہامی نہیں ہیں انکی صحت مشکوک ہے اور وقتاً فوقتاً ان میں ترمیم و تحریف ہوتی رہی ہے مندرجہ ذیل امور اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں

ویدوں کی گمشدگی

ویدوں کا تاریخی تواتر مفقود ہے بار بار گم ہوتے رہے اور دوبارہ لکھے گئے_

مثلاً کتاب مہابھارت میں لکھا ہے:

"دوسرا سرجن جس نے برہما جی کو دنیا پیدا کرنے میں مدد دی تھی وید کو چرا کر لے گئے"۔

پھر اس کتاب میں آگے لکھا ہے:

'ویدوں کے گم ہو جانے کے بعد سات رشی آسمان سے ظاہر ہوئے اور انہوں نے پھر ان کو جاری رکھا"

ویدوں کی تعداد

ویدوں کی تعداد کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

وشنو یران میں لکھا ہے:

"شروع میں صرف ایک وید تھا جس میں ایک لاکھ منتر تھے"

ویدوں کی تحریف

موجودہ وید الہامی نہ ہونے کا اعتراف خود ہندو علماء کو بھی ہے مثلاً پنڈت ورت لکھتے ہیں:

"یہ امر ثقہ ہے کہ ہمارے بزرگ رشیوں نے ہی ویدوں کی تصنیف کی"

اس طرح مشہور پروفیسر پنڈت رادھا کرشن اپنی کتاب فلاسفی آف دی اپنیشدز میں لکھتے ہیں:

"ہم اپنشدوں میں ویدک افسانوں سے زیادہ ترقی یافتہ خیال پاتے ہیں"

زمانہ تالیف

پروفیسر مونیر وہم اپنی کتاب ہندوازم میں لکھتے ہیں:

"ہم یہ فرض کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ویدوں کے حمدیہ گیت غالبا800اور 1000 قبل مسیح کے درمیان مختلف تاریخوں میں لکھے"

گانا گیت کی تعلیم

چونکہ ویدیں مناجاتی گیتوں پر مشتمل ہوتی ہیں اس لئے گانا ان کے مذہب کا حصہ ہے اور اس سے وہ اپنے معین کو سامان تفریح فراہم نہیں کرتے بلکہ عبادت سمجھ کر ایک مقدس مقصد اور فریضے کو ادا کرتے ہیں لیکن مسلمان اس چیز سے بالکل بے خبر ہیں انہیں اس

بات کی کوئی فکر نہیں کہ ہندوؤں کا ہر گیت اور گانا ان ویدوں کے مطابق ہوتا ہے اور ہر گیت میں ان کا مذہبی پیغام ضرور ہوتا ہے اسی وجہ سے ہندو اسے مقدس سمجھتے ہیں_

امیر خسرو نے اسلامی تعلیمات گیتوں کی ضرورت ہندوں کے سامنے پیش کیا تو بہت سارے ہندو مسلمان ہو گئے تھے_ بعد میں اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ لوگوں نے گیتوں کے ذریعے مذہبی پیغام پہنچانے کا سلسلہ جاری رکھا جو آج کل قوالی کی صورت میں موجود ہے, لیکن اس طرح اسلام کا کوئی اصول نہیں بن سکتا, اس لیے قوالی کو جزو شریعت قرار دینا انصاف نہیں ہے, چنانچہ خود حضرت علی ہجویری نے اپنی مشہور کتاب "کشف المحجوب"
میں ایک باب کے تحت قوالی کے جواز کی کچھ شرائط تحریر فرمائی ہیں جو بد قسمتی سے آج کل کسی بھی قوالی میں نہیں پائی جاتیں, اس لیے قوالی کا جواز بھی باقی نہ رہا-

یہ تھی ویدوں کی تعلیمات جنہیں پڑھنے کے بعد اتنی معلومات مل جاتی ہیں کہ ہم کہہ سکیں ہندو مذہب کس نہج کا ہے اور کتنی پستی کا شکار ہے اور آج کا مسلمان ان کی رسومات

رواج کو کس طرح اپنانے کی کوشش میں مصروف ہے اللہ تعالی ہدایت عطا فرمائے

آمین_

میگھا کے ایگزیمز نزدیک تھے-ہیری اور میگھا دونوں پیپرز کی تیاری میں مگن تھے وہ دن آچکے تھے جب ان کی ڈگری مکمل ہونے والی تھی یہ وقت وہ بہت احتیاط سے گزار رہی تھی-تاکہ یونیورسٹی جاتے ہوئے وہ کسی چیز سے بے خبری میں پہچان نہ لی جائے-وہ بلکل جذبات کے ہاتھوں مجبور ہونا نہیں چاہتی تھی اس بار بھی فرار اختیار کرنا چاہتی تھی اس بار بھی خود کو اس ہستی سے دور رکھنا چاہتی تھی جس کی محبت اس کے دل میں پنپتی تھی, جس کی محبت اس کے دل میں گھر کر چکی تھی لیکن وہ اس محبت کو ماننے سے انکاری تھی کیونکہ جسے وہ اپنی محبت سمجھتی تھی جسے وہ اپنا آپ سونپ چکی تھی وہ تو اس سے بچھڑ گیا تھا اور وہ اسی کی یادوں کے سہارے جینا چاہتی تھی اسی لیے وہ میر سے اب تک دور ہوتی آئی تھی اب تک بھاگتی آئی تھی جب بھی وہ اس کے قریب آتا, جب بھی وہ اسے ڈھونڈ نکالتا وہ اس

سے دور ہو جاتی تھی وہ اس کے قریب آنے سے پہلے فرار کا راستہ اپنا لیا کرتی تھی۔میر جس طرح سے اس کی محبت میں فنا ہو چکا تھا بلکل اسی طرح ایلکس بھی اس سے محبت کرتا تھا اور وہ دونوں کو اپنے دل میں جگہ دینے سے قطراتی تھی ان دونوں کی محبت میں فرق یہ تھا کہ میر محبت شدت اختیار کر گئی تھی جو بات اس کی محبت میں تھی وہ ایلکس میں نہیں تھی تبھی تو وہ شدت میگھا پر اثر انداز ہونے لگی تھی تبھی تو وہ شدت اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی کیونکہ وہ اس محبت کی انکاری تھی جسے وہ ایک بار اپنے دل میں بسا چکی تھی وہ اب نکلنے والی نہیں تھی۔اس لیے آج تک وہ دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب نہیں کر پائی تھی وہ شادی جیسے بندھن سے بلکل دور رہنا چاہتی تھی اپنے لیے اچھا ساتھی وہ خود تھی اور خود ہی ہمیشہ رہنا چاہتی تھی اس کے دوست تو ہو سکتے ہیں لیکن ہمسفر نہیں ہو سکتا تھا۔وہ صرف ایک ہی انسان تھا جس کے عشق میں وہ فنا ہوئی تھی اور آج تک اکیلے رہنے کا فیصلہ وہ کر چکی تھی۔وقت گزر رہا تھا اس کے ایگزیمز ختم ہو چکے تھے۔آج آخری پیپر تھا اور وہ یونیورسٹی کے سائیڈ ایریا میں خاموشی سے بیٹھی تھی۔جب ہی فاطمہ کی نظر اس پر پڑی وہ نہ چاہتے ہوئے بھی آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگی۔وہ جیسے ہی قریب پہنچی میگھا نے

نظر اٹھا کر اسے دیکھا-آج اس کے چہرے پر پہلے دن کی طرح اکتاہٹ نہیں تھی اور نہ ہی تاثرات تبدیل ہوئے ہاں اس نے فاطمہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا ضرور تھا-

فاطمہ: کیا میں آپ کے پاس بیٹھ سکتی ہوں؟؟؟

میگھا: جی ضرور! بیٹھیں آپ کو میری اجازت کی ضرورت ہر گز نہیں ہے اس نے شائستگی سے جواب دیا-

فاطمہ: بہت شکریہ! آپ کیسی ہیں کافی دنوں بعد آپ کو دیکھ رہی ہوں؟؟ بیٹھتے ہوئے پوچھا گیا-

میگھا: ایگزیمز کی تیاری میں مصروف تھی-اس لیے زیادہ نظر نہیں آئی-آج اسکا لہجہ کافی مختلف تھا پہلے دن اس سے ملنے والی میگھا یہ ہر گز نہیں تھی-

فاطمہ: گڈ! پیپر کیسے ہوئے؟؟اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا-

میگھا: بہت اچھے ہو گئے-اس نے فاطمہ کی خود میں دلچسپی محسوس کرتے ہوئے جواب دیا-

فاطمہ: شکر الحمد اللہ! اللہ آپ کو ہمیشہ کامیاب کرے-

میگھا: کیا اللہ اس دنیا میں موجود ہے؟؟؟اس نے اس ساری گفتگو میں اس کے اللہ کے شکر ادا کرنے پر پہلا اپنے ذہن میں آنے والا سوال پوچھ لیا-

فاطمہ: اس دنیا میں کیا وہ تو ہر جگہ موجود ہے بس دیکھنے والی آنکھ چاہیے ہے-

میگھا: دیکھنے والی آنکھ کیسی ہوتی ہے؟؟

فاطمہ: وہ آنکھ جو ہمارے دل کے راستے سے گزرتی ہے جو ہماری اس کائنات کو جاننے کی جستجو بڑھاتی ہے۔

میگھا: کس چیز کی جستجو بڑھاتی ہے؟؟

فاطمہ: اللہ کو جاننے کی پہچاننے کی جستجو, اس رب تک پہنچنے کی جستجو, اس کریم اللہ کی پہچان کی جستجو, اس سے محبت کی جستجو, اس سے انسانی روح کے تعلق کی جستجو, اس سے عشق حقیقی کی جستجو, اس سے اپنی تخلیق جاننے کی جستجو وہ اللہ اس تک پہنچنے کی جستجو جو ہمیں حقیقی عشق تک لے جاتی ہے۔

میگھا: اللہ تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے؟؟

فاطمہ: اسے جاننے کی پیاس کو بڑھا کر اس تک پہنچا جا سکتا ہے۔

میگھا: لیکن وہ تو نظر نہیں آتا ہے- جو نظر نہ آتا ہو اسے کیسے جانا جا سکتا ہے؟؟

فاطمہ: تحقیق سے جانا جا سکتا ہے-

میگھا: یہ تحقیق کیسے مکمل ہو سکتی ہے؟؟

فاطمہ: اپنے دل کے دریچے کھول کر, اپنی اللہ کی طرف سے دی ہوئی عقل کا سہی استعمال کر کہ کسی بہترین نتیجے پر پہنچا جا سکتا ہے-

میگھا: اگر میں مان لوں اللہ ہے- تو یہ کیسے معلوم ہو گا کہ سہی سمت کونسی ہے- کونسا مذہب اللہ تک لے جائے گا-

فاطمہ: اللہ کو مان لیں گی------آپ اللہ کو مان چکی ہیں-نہ مانتی تو یہ سوال نہیں کرتیں-مذہب جو آپ کا دل سہی مانے اسے اپنا لیں-لیکن پہلے تمام مذاہب کی تحقیق ضرور کریں-

میگھا: آپ کیسے کہہ سکتی ہیں؟؟ میں نے اللہ کو مان لیا ہے؟؟

فاطمہ: آپ ایک انجان لڑکی سے دوسری ملاقات میں یہ تمام سوالات نہیں کرتیں جبکہ پہلی ملاقات آپ کی اچھی نہ رہی ہو-

میگھا: میرے اس دن کے رویے کے لیے ایم-ریلی-سوری پتہ نہیں کیوں مجھے آپ میں اپنائیت سی محسوس ہو رہی ہے جیسے میرا کوئی آپ سے بہت گہرا تعلق ہو-میگھا نے شرمندگی سے معذرت کرتے ہوئے کہا-

فاطمہ: اٹس اوکے-مجھے بھی کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے تبھی آپ کے پاس چلی آئی-

میگھا: ایسا کیوں ہے؟؟

فاطمہ: اللہ کو بہتر معلوم ہے۔

میگھا: کیا آپ میری مدد کریں گی؟!

فاطمہ: کس طرح کی مدد چاہیے؟؟

میگھا: اللہ کو پہچاننے میں سہی سمت جانے کی مدد کریں گی؟؟

فاطمہ: ضرور کروں گی بلکہ میری خوش قسمتی ہو گی کہ میں آپ کو سہی راستہ دیکھا پاؤں گی۔

میگھا: اپنا نمبر مجھے نوٹ کروادیں میں آپ سے دوبارہ ملنا چاہوں گی-

فاطمہ: جی ضرور! نمبر نوٹ کرواتے ہوئے کہا-

میگھا: ابھی میں چلتی ہوں- بہت جلد ملیں گے- اس نے جلدی سے اٹھ کر کہا کیونکہ وہ میر کو اسی طرف آتا دیکھ چکی تھی- گویا وہ اسے تلاش کرتے یہاں تک پہنچ چکا تھا-

---

اس نے کافی سوچ بچار کے بعد اسی یونیورسٹی سے میگھا کے بارے میں انفارمیشن لینا چاہی- جسے وہ تلاش کر رہا تھا لیکن اسے خاطر خواہ فوائد نہیں ملے تھے- وہ سوچنے پر مجبور تھا آیا وہ اس یونیورسٹی میں پڑھتی بھی ہے یا اس کی طرح کسی سے ملنے آئی تھی یا وہ اپنی شناخت چھپا چکی ہے- لیکن وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچا تھا اس نے اپنے خاص بندے کو یونیورسٹی کی نگرانی پر لگا دیا تھا ہو سکتا ہے اسے وہ دوبارہ یہاں مل جائے- ہو سکتا ہے وہ

یہاں پڑھتی ہو, ہو سکتا ہے وہ یہاں آتی جاتی ہو, کچھ تو اسے مدد مل سکتی تھی اس کی نگرانی کروانے سے کچھ وقت تو اسے وہ وہاں نہیں ملی تھی کیونکہ وہ اپنا آپ چھپا کر یہاں آنے لگی تھی اور اسے کوئی پہچان نہیں پایا تھا- لیکن آج اس نے خود کو ایک جگہ الگ تھلگ کرتے ہوئے آخری دن اس یونیورسٹی میں گزارنا چاہا جہاں پہلے فاطمہ اسے پہچان کر آئی اور ساتھ ہی اس نگرانی کرنے والے نے میر کو خبر کر دی جو اس وقت انتہائی مصروف تھا- اس کے لیے وہ سب سے زیادہ اہم تھی سب چھوڑ کر وہ اس کے پاس آیا اور اس سے بے پناہ لگاؤ کی وجہ سے ہی وہ تیزی سے قدم بڑھاتا اس کی طرف جانے لگا لیکن اس بار بھی وہ اسے دیکھ کر جانے لگی تھی لیکن قسمت کو کیا منظور تھا یہ اب دیکھنا تھا وہ ایک بار پھر اس تک پہنچ چکا تھا- اور وہ ایک بار پھر سے فرار کا راستہ اختیار کر چکی تھی- لیکن کب تک وہ اس سے فرار حاصل کر سکتی تھی-

---

تقابل ادیان

سبق نمبر:- 6+7

مذہب: ہندوازم

اپنشد کیا ہے اس پر ایک مفصل نوٹ تحریر کریں؟

اپنشد تین الفاظ کا مرکب ہے اپ۔نی۔شد۔۔۔اپ کا معنی ہے نزدیک۔نی۔کا معنی ہے ہمہ تن گوش اور شد کا مطلب ہے بیٹھ جانا۔

اس طرح اپنشد کا مطلب ہوا ہمہ تن گوش ہو کر کسی کے نزدیک بیٹھنا

اصطلاحی مفہوم

اصطلاحی لحاظ سے اپنشد سے مراد ہے قریبی نشست یا راز و نیاز کی باتیں_

اپنشدوں کی تعداد

اپنشدوں کی تعداد ابتدائی طور پر 30 تھی مگر بعد میں ان میں اضافہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد 108 تک پہنچ گئی اور ایک دوسری روایت کے مطابق ان کی تعداد 112 تھی ان میں سے 50 اپنشدوں کا دارا شکوہ نے ترجمہ بھی بین کروایا تھا مگر کہا جاتا ہے کہ ان میں سے زیادہ بعد کے زمانے کی الحاقی ہیں اصل غیر متنازعہ اور قدیم اپنشد 12 ہیں_

ان کے نام ہیں-

1) ایش

2) کین

3) کٹھ

4) پرش

5) منڈک

6) مینڈوک

7) تیتر یہ

8) انیتر یہ

9) چھاندوگیہ

10) برہدارنیک

11) شویتاشوتر

12) کاوشنگی

یہ تمام اپنشد مختلف استادوں کے بیان کردہ ہیں ان کے سب سے بڑے استاد دو ہیں ایک یجنوانکی یہ مرد استاد تھے اور گرگی یہ خاتون استاد تھیں_

اپنشدوں کے موضوعات

اپنشد کا موضوع روح آتمن خدا برہمن اور فطرت ہے اس کے بارے میں مختلف سوالات ہیں جن کے جوابات دینے کی کوشش کی گئی ہے مثلا کائنات کس بات کا اظہار ہے دینا مایا تو نہیں علم کیا ہے کیسے پیدا ہوئے زندگی کا آغاز کیسے ہوا وغیرہ

نجات کا حصول

اپنشد کے نزدیک نجات کا حصول نظریہ حلول میں ہے یعنی انسان جو کائنات میں مدغم ہو جائے یا خدا میں حلول کر جائے تو وہ نجات پا جاتا ہے لیکن اسلام اس نظریہ کو بدترین شرک اور گمراہی قرار دیتا ہے اسلام کے نزدیک نظریہ حلول کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ محض انسان کو اصل راہ سے گم کرنے اور اس سے ذلالت کی ٹھوکروں کے حوالے کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اسلام کہتا ہے کہ انسان کی نجات اللہ کو راضی کرنے اور اس کی فرمانبرداری ہے اور اس کا انعام یہ ہے کہ

یاایتہا نفس المطمئنہ ایر جعی الی ربک راضیتہ مرضیہ فدخلی فی عبادی وادخلی جنتی

ترجمہ

"یعنی اے نفس مطمئنہ لوٹ اپنے رب کی طرف ایسی حالت میں کہ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی پس داخل ہو یا میرے بندہ بندگی میں اور داخل ہو جا میری جنت میں"

تخلیق کائنات

تخلیق کائنات کے بارے میں اپنشدوں کا نظریہ ہے کہ خالق کسی خارجی مادے سے دنیا کو پیدا نہیں کرتا بلکہ خود اپنے اندر سے پیدا کرتا ہے_

منڈک میں لکھا ہے؛

"جس طرح مکڑی جالا بنتی ہے جس طرح پودے زمین میں اگتے ہیں اسی طرح یہ سب کچھ یہاں ہے اس غیر فانی سے نکالا ہے اسی طرح برہد میں ہے جیسے چھوٹی چھوٹی چنگاریاں آگے سے اڑتی ہے اسی طرح آتمن سے تمام عالمین دیوتا حیوانی اور کل زندہ مخلوقات برآمد ہوتی ہے_

اپنشدوں کا تصور نجات

اسلام کے تصور نجات کے بالکل خلاف ہے اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ انسانی روح طہارت کی جتنی منازل بھی طے کرلے وہ بشریات سے باہر نہیں نکل سکتی اور خدا نے حلول کرنا ناممکن ہے جبکہ اپنشد حلول کو ہی نجات کا واحد طریقہ قرار دیتے ہیں اسلام کے نزدیک حلول کافی دربدترین شرک قرار پاتا ہے_

روح کے بارے میں

اپنشد کے نقطہ نظر کے مطابق روح اور خدا ایک ہی چیز کا نام اسی لئے وہ عقیدہ حلول کے قائل ہیں لیکن اسلام روح کے بارے میں واضح فرماتا ہے؛ کہ

ویسالونک عن الروح قل الروح من امری ربی

ترجمہ

"لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے روح میرے رب کے امر سے ہے"

گویا اسلام نے روح کی حقیقت اس حد تک سمجھائی ہے کہ یہ اللہ کی امر اور اس کے حکم سے وجود میں آئی ہے_

تخلیق کائنات کے بارے میں

اسی طرح اپنشد عقیدے کے مطابق خالق کائنات خود اپنے اندر سے پیدا کی ہے یہ نظریہ بھی اسلام کے نزدیک باطل اور خود ساختہ قرار پاتا ہے قرآن نے تخلیق کائنات کے بارے میں بھی واضح فرمایا ہے کہ کائنات اللہ تعالی کی تخلیق ہے نہ کہ اللہ تعالی کی ذات کا حصہ اسلام نے واضح کیا کہ اللہ کے سوا کسی بھی انسان فرشتے جن ذی روح یا غیر ذی روح ہستی یا جس کو اللہ کی ذات کا حصہ سمجھنا یا اس کی خدائی میں شریک کرنا بدترین گناہ اور کند شرک ہے یہ ایسا جرم ہے جس کی معافی اور بخشش بھی نہیں ہے اسی طرح اپنشد عقیدہ تناسخ کی بھی تعلیم دیتی ہے لیکن اسلام کے نزدیک دنیا میں بار بار جنم نہیں ہو سکتا یہ صریح گناہ ہے_

اپنشدوں میں روحانیت نازل

دنیا کے جتنے بھی مذہب ہیں وہ مالک کے سلوک کے مختلف اور منازل بیان کرتے ہیں چنانچہ اپنشدوں نے بھی ان مدارج کا ذکر کیا ہے پروفیسر ارڈی رینالے کا کہنا ہے؛

کہ

اپنشدوں میں روحانی ترقی کے پانچ مدارج ہیں جو کہ درج ذیل ہیں_

(1)پہلا مرحلہ برھدارنیک اپنشد کے مطابق پہلی منزل میں متلاشی حق خود کو دوسروں سے الگ سمجھتا ہے اور عارفانہ وجدان کے ذریعے اس سے اندر محسوس کرتا ہے_

(2)مرحلہ۔متلاشی محسوس کرتا ہے کہ وہ حقیقتا عین ذات ہے وہ اپنی لازمی فطرت میں ہو بہو خاص ذات جیسا ہے کیونکہ ہمارے اندر خود کو میں کہنے والی ہستی ذات سے متشابہ ہوتی ہے

(3)مرحلہ۔انسان جان لیتا ہے کہ اس نے جو زاد محسوس کی ہے وہ برہمہ کے ساتھ عیفیت رکھی ہے_

(4)مرحلہ۔اس مرحلے میں آکر انسان کو آگاہی ہوتی ہے کہ

وہ بطور ذات مطلع ہے_ اور نکتے پر پہنچتا ہے کہ قادر مطلق ہے_

اپنشد میں کہا گیا ہے؛ کہ ہمیں اپنی امی کو قادر مطلق سے مشابہ بنانا چاہیے (معاذاللہ)

(5) مرحلہ۔ یہ آخری مرحلہ ہے اس میں انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ہمیں نظر آنے والے ہر چیز ہے انسان اور فطرت ذات اور لاذات یکساں طور پر برہمہ یہ حقیقت پر مبنی ہے اس حقیقت کو پانا محض عقل نہیں بلکہ عارفانہ ہے_

گانا گیت کی تعلیم

چونکہ ویدیں مناجاتی گیتوں پر مشتمل ہوتی ہیں اس لئے گانا ان کے مذہب کا حصہ ہے اور اس سے وہ اپنے سامعین زمان کو تفریح فراہم کرتے ہیں بلکہ بد سمجھ کر ایک مقدس مقصد اور فریضے کو ادا کرتے ہیں لیکن مسلمان اس چیز سے بالکل بے خبر ہیں انہیں اس بات کا کوئی فکر نہیں کہ ہندوؤں کا ہر گیت اور گانا ویدیوں کے مطابق ہوتا ہے اور ہر گیت میں ان

کا مذہبی پیغام ضرور ہوتا ہے اسی وجہ سے ہندو اسے مقدس سمجھتے ہیں امیر خسرو نے اسلامی تعلیمات گیتوں کی ضرورت ہندو کے سامنے پیش کیا تو بہت سارے ہندو مسلمان ہو گئے_

عنوان: ہندوازم اور اسلام کا تقابلی جائزہ

گزشتہ اسباق میں ہندوازم کی موٹی موٹی اور بنیادی باتیں ذکر کی گئی ہیں اور اختصار کے ساتھ ان کے عقائد کا تذکرہ بھی کیا گیا اب یہاں ہندوازم کا اسلام کے ساتھ تقابل ضروری ہے تاکہ ہندو مذہب کا بطلان اور اس کی تنگ دامنی اور اسلام کی حقانیت و صداقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے۔

1) پیغمبر کا تصور

ہندو مذہب میں کسی نبی یا رسول کا کوئی وجود بلکہ تصور تک نہیں ہے وہ اپنی کتابوں کے مصنفین کو رشی کے نام سے جانتے اور یاد کرتے ہیں البتہ آریا والے وحی کے قائل ہیں۔

جبکہ اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں نبی اور رسول کا وجود اتنا ہی یقینی ہے جیسے رات کے بعد صبح کا آنا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ

ہم نے ہر قوم میں انہیں میں سے ایک پیغام بھیجا۔

)النحل:36(

مساوات اور خاندانی تعارف

ہندو مذہب میں وید کے مطابق انسان چار ذاتوں پر مشتمل ہے۔

1- برہمن

2- کھشتری

3- ویش

4- شودر

جن میں برہمن سب سے زیادہ معزز ذات تصور کی جاتی ہے اور شودر کو سب سے گھٹیا ذات سمجھا جاتا ہے گویا ہندو مذہب میں ذات پات کی تفریق ہی عزت اور ذلت کا معیار ہے- جبکہ اسلام نے عدل وانصاف میں مساوات کی چادر کو اتنا وسیع کیا ہے کہ دنیا کے سارے انسان اسکے نیچے آ گئے ہیں اور ان کے درمیان فضیلت اور برتری کا معیار صرف تقوی ہے-

رہا خاندانی اور قبائلی امتیاز, سو قرآن نے اسے باہمی تعارف کا ذریعہ بنایا ہے نہ کہ عزت اور ذلت کا معیار

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا"

عقیدہ توحید

ہندو مذہب تریمورتی کا قائل ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ ذات خداوندی میں شرک کرتے ہیں۔

جبکہ اسلام شرک برداشت نہیں کرتا صرف اللہ کو ایک ماننے کا حکم دیتا ہے۔

علمگیریت

ہندو مذہب ایک محدود دھرم ہے جو اپنے دامن میں صرف ان ہندؤں کو جگہ دیتا ہے جو بائی برتھ یعنی پیدائشی ہندو ہوں, کسی اور قوم یا مذہب سے تعلق رکھنے والوں کو اول تو یہ

مذہب میں شامل ہونے ہی نہیں دیتے لیکن اگر کوئی اصرار کر کہ ہندو مذہب قبول کرنا چاہے تو اسے پنچ گھٹیا ذات کے درجے میں رکھا جاتا ہے اور یہ چیز آج تک موجود ہے۔

اس کے برعکس اسلام ایک عالمگیر مذہب اور قرآن ایک عالمگیر قانونی کتاب ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے"

ترجمہ

"اور پیغمبر اسلام کے ذریعے یہ اعلان بھی کروایا گیا"۔

)یوسف :104(

اس لیے اسلام ہمیشہ سے ہر انسان کے لیے عالمگیر دین ہے جو ہر انسان میں برابری کا تصور دیتا ہے۔

انسان کی قربانی

ہندوازم میں انسان کی قربانی اپنے معبودوں کو خوش کرنے کے لیے جائز ہے جبکہ اسلام ایسا کوئی تصور نہیں رکھتا۔

وراثت

ہندوازم میں عورت کو اس کے حق وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے لڑکی اپنے باپ کی جائیداد میں وارث نہیں بن سکتی کوئی بیوہ عورت اپنی جائیداد فروخت کرنے کا حق نہیں رکھتی کسی بیوہ عورت کو نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے البتہ نیوگ کی کھلم کھلا اجازت ہے اسی طرح عورت اپنے شوہر کے مال کی وارث نہیں بن سکتی

جبکہ اسلامی تعلیمات اتنی صاف ستھری اور اجلی روشن ہیں کہ ان میں عورت کے لیے حصہ وراثت بھی مقرر کیا گیا ہے اسے شوہر, باپ کی جائیداد سے حصہ دیا گیا ہے اور بیوہ ہونے کی صورت میں جائیداد فروخت کرنے کی اجازت بھی دی گئی ہے

اسی طرح اسلام نے یہ اجازت بھی دی ہے کہ وہ اپنے شوہر سے کسی خاص وجہ سے علیحدگی اختیار کرنا چاہے تو ضوابط کے تحت اسکی بھی اجازت ہے اور عورت کے اس حق کو شریعت اسلامیہ میں حق خلع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے-

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ ہندوازم ایک ایسا مذہب ہے جس کی کوئی بھی بات حقیقت پر مبنی نہیں ہے یہ صرف سنی سنائی کم عقل انسانوں کی بنائی ہوئی من گھڑت باتوں پر استوار شدہ مذہب ہے جس کی دیواریں کھوکھلی ہیں اور چھت ریزہ ریزہ ہے اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو ہر طرح سے انسان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے بلکہ انسان کو حقیقت سے

روشناس کرواکر قلبی سکون عطا کرتا ہے اور کبھی بھی گرنے نہیں دیتا اس لیے بہتر انتخاب اسلام ہے جسے مضبوطی سے تھام لینا ہی انسان کی بہتری کی ضمانت ہے-

تقابل ادیان

سبق نمبر 7

مذہب :- یہودی

وہ خود کو مکمل حجاب میں لپیٹ کر یونیورسٹی آتی تھی سبھی حیران تھے وہ ایسے کیسے ہو گئی ہے-جو مکمل لادینیت پر ہے خیر کسی کو سوال کرنے کی ہمت نہیں تھی اور آج جیسے ہی وہ

الگ سے اپنے حجاب کے بغیر بیٹھی تھی پہچان لی گئی تھی- جیسے ہی اسے وہ نظر آیا تھا وہ تیز تیز قدم بڑھاتی ہوئی آگے کی طرف بڑھنے لگی جبکہ اس طرف جانا نہیں تھا جس طرف وہ جا رہی تھی-اس کی چلاکی سے وہ بھی اچھی طرح سے واقف تھا-اس نے کوئی آواز دیے بغیر بھاگنا شروع کر دیا-وہ اس کے مزید قریب پہنچ چکا تھا اب کی بار اس نے اسے پکارنے کی بجائے ہاتھ پکڑ لیا تھا-ہاتھ پکڑتے ہی اس نے جلدی سے اسے اپنی طرف کھینچا اور کھینچتے ساتھ ہی وہ اپنا توازن کھو چکی تھی اور مقابل میں کھڑے میر کے سینے سے جا لگی تھی-

ارد گرد موجود سبھی سٹوڈنٹ اسی طرف متوجہ ہوئے تھے-وہ خود سٹپٹا گئی تھی-اسے اس طرح اس کے سامنے آنا پڑے گا اس نے سوچا تک نہیں تھا- یہ کیا حرکت ہے؟؟آپ کو کسی لڑکی کو اس طرح چھونا زیب دیتا ہے؟؟اس نے ایک دم انجان بنتے ہوئے کہا-

ہاں بلکل دیتا ہے-جب میں اسے پکار رہا ہوں اور وہ مجھ سے دور ہونے کے لیے تگو دو کرے میری ایک بار بھی بات سننے کو تیار نہیں ہو تو مجھے زیب دیتا ہے کہ میں اسے چھو لوں اس سے باز پرس کروں کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے؟؟اس نے بھی دو بدو کہا-

میں آپ کو جانتی تک نہیں ہوں اور آپ مجھے نہیں جانتے ہوں گے تو پھر اس سب کا کیا مقصد جبکہ میں آپ سے بات بھی کرنا نہیں چاہتی ہوں-

آپ بیٹھو گی میری کچھ دیر بات سنو گی تو مقصد بھی پتہ چل جائے گا-اور دوسری بات اگر آپ مجھے نہ پہچانتی ہوتی تو اس طرح ہر گز فرار کا راستہ اختیار نہیں کرتی-اس نے اسے لاجواب کر دیا-

کیا؟؟ مجھے کیا یاد دیلانا چاہتے ہو؟؟ میں وہ سب نہیں چاہتی ہوں جو آپ چاہتے ہو میرا آپ سے دور جانا آپ کو کیوں سمجھ نہیں آرہا ہے کہ میں آپ کے لیے نہیں ہوں میں جس کے لیے تھی وہ مجھے مل چکا ہے-اس نے ایک دم چیخ کر کہا تھا- جسے تمام سٹوڈنٹس نے حیرت سے سنا تھا-

یہاں سے چلو گھر جا کر آرام سے بات کریں تو مناسب ہو گا-اس نے بہت پر امید ہو کر کہا-

کونسا گھر؟؟ٹھیک ہے میں آپ کو پہچانتی ہوں اس بات کو میں مانتی ہوں لیکن اس حد تک نہیں کہ آپ کہیں میرے ساتھ میرے گھر چلو اور میں چل پڑوں ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس نے اس بار آہستہ سے کہا تھا۔

آپ کا اور میرا تعلق کیا ہے؟؟آپ اتنی جلدی کیسے بھول سکتی ہیں؟؟میرا گھر نہیں ہمارا گھر ہے۔جہاں آپ اور میں رہتے تھے۔ہمیں وہاں واپس جانا ہی ہو گا۔اور ابھی کے لیے اس عارضی گھر میں چلو جو میں نے صرف تمہیں تلاش کرنے کے لیے لیا تھا۔آج مل گئ ہو تو مجھے سنے بغیر مت جاؤ۔ہر بار کی طرح فرار اختیار مت کرو۔اس نے التجا کی تھی۔

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے آپ جو مجھے سمجھ رہے ہو وہ میں ہر گز نہیں ہوں۔ہماری ملاقات سڑک کنارے چلتے ہوئے ہوئی مجھے یاد ہے اس کے بعد ہم کبھی نہیں ملے ہیں۔اور میں آپ سے ملنا بھی اب کیوں چاہوں گی جبکہ میں اپنا ہمسفر چن چکی ہوں میں آل ریڈی شادی کے بندھن میں بندھ چکی ہوں۔اس نے اسی وقت ایلکس کو اس طرف آتے دیکھا اور

جلدی سے کہا- کیونکہ آج اسے اسی نے ہی ڈراپ کرنا تھا ہیری کو کسی کام سے جانا تھا اور اس کی اپنی گاڑی خراب تھی- اتنی دیر میں ایلکس بھی اس کے پاس پہنچ چکا تھا- اور حیرت سے یہ سب دیکھنے لگا- یہ میرے ہسبنڈ ہیں- امید کرتی ہوں اب کسی سوال کی گنجائش نہیں رہتی ہے- اس نے ایلکس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے جلدی سے کہا-

ابھی بھی آپ غلطی پر ہیں یہ آپ کے ہسبنڈ نہیں ہو سکتے ہیں یا تو آپ حقیقت سے واقف نہیں ہیں اگر واقف ہیں تو انجان بن رہی ہیں اس نے دوبدو جواب دیا-

مجھے کسی حقیقت سے کوئی سروکار نہیں ہے میں اس وقت جو ہوں میری حقیقت یہی ہے اس کے علاوہ میری کوئی حقیقت نہیں ہے- نہ کسی بارے میں جاننا چاہتی ہوں- اس بار اس کی آنکھوں میں آنسو تھے جو میر نے باخوبی دیکھے تھے-

اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے-

اگلے ہی لمحے اس نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا کھاؤ میرے سر کی قسم کہ آپ نے شادی کر لی ہے ؟اس نے اسکا ہاتھ اپنے سر پر رکھتے ہوئے کہا-

اس بار وہ حیران ہوئی تھی وہ ایسے کیسے جان سکتا ہے, ایسے کیسے وہ اس سے قسم اٹھوا سکتا ہے گو کہ وہ ان چیزوں پر یقین نہیں رکھتی تھی- لیکن وہ اس کے ساتھ ایسا کر بھی نہیں سکتی تھی- وہ کس دوہرائے پر آ کھڑی ہوئی تھی- اگلے ہی پل اس کے گرد زندگی کے وہ تمام سال گھومنے لگے تھے جو وہ گزارتی چلی آئی تھی- ایک دم سے پھر وہ ڈیپریشن میں جانے لگی تھی- اس کا سر گھومنے لگا تھا- وہ ایک دم سے چکرائی تھی اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی میر نے اسے اپنی بازوؤں میں بھر لیا تھا- اگلے ہی لمحے وہ مکمل طور پر اس کی گرفت میں تھی اور وہ اس کے گال تھپتھپا رہا تھا کہ وہ ہوش میں آئے لیکن اسے ہوش میں نہ آتے دیکھ کر اس نے جلدی سے اسے اٹھا لیا جیسے ہی وہ گاڑی کی طرف بڑھنے لگا ایلکس نے اسے روکا پلیز رک جائیں میں چیک کرتا ہوں ابھی ہوش میں آ جائیں گی وہ سٹریس لے چکی ہیں یہ ایک بار نہیں کئی بار ہو چکا ہے- یہ سنتے ہی میر کے قدم ڈگمگائے اور وہ وہیں رک گیا اور ایلکس جلدی سے گاڑی سے اپنی حکمت کا ضروری سامان لینے چلا گیا اور میر اسے بازوؤں میں بھرے اپنی گاڑی میں لیٹا چکا تھا- ایلکس نے چیک کیا اسکا بیپی ہائی ہو چکا تھا اس نے جلدی سے انجیکشن لگایا- تاکہ وہ سکون میں آ سکے- اور بروقت ٹریٹمنٹ کے ساتھ

ہاسپیٹل لے جایا جاسکے-اتنے میں ہیری کو بھی خبر مل چکی تھی وہ بھی دوڑتا ہوا ہاسپیٹل پہنچا تھا-

ایلکس نے ایمرجنسی میں مزید ٹریٹمنٹ کیا اب وہ خطرے سے باہر تھی- لیکن ہوش میں نہیں آئی تھی- جبکہ میر اس کے پاس اسکا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا- تمہیں میری محبت کیوں نظر نہیں آتی ہے معاف کردو, بس کردو, میری سزا کو اب تو ختم کردو آپ اس کے ظلم کا بدلہ ہم سب سے کیوں لے رہی ہو آپ کو واپس آنا ہی ہو گا- پلیز لوٹ آؤ ہم سب تمہارے منتظر ہیں- کسی نے تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا ایک غلط فہمی ہے جو دور کرنا ضروری ہے- ہاں ہم نے آپ کو خود سے دور کیا غلط ہاتھوں کے سپرد کردیا تھا اس کے لیے معاف کردو اس وقت بھی یہ ہمارے بس میں نہیں تھا- اٹھ جاؤ چلو, واپس چلو ہم دونوں کے گھر واپس چلو- میں آپ کے بغیر ہر گز نہیں رہ سکتا ہوں بے پناہ محبت کرتا ہوں ,جانم اب آپ کے بنا گزارا ممکن نہیں ہے ان چلتی سانسوں کی قسم صرف آپ کے لیے جیا ہوں صرف اور صرف آپ کے لیئے زندہ ہوں آپ تک پہنچنے کی آس نے مجھے زندہ رکھا ہے- بس اب اٹھ جاؤ اور معاف کردو- وہ روتے ہوئے اسے بول رہا تھا- اتنے میں ایلکس کمرے میں داخل ہوا- بہت جلد وہ ٹھیک ہو جائیں گی- کچھ ہی دیر میں ہوش آجائے

گا-آپ پلیز آئیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے-اس نے بہت ہی اپنائیت سے کہا-اور وہ ہاں میں سر ہلاتا ہوا اس کے ساتھ چل دیا- تھوڑی ہی دیر میں وہ اس کے ڈاکٹر روم میں موجود ایک نشست پر بیٹھ چکا تھا-

میں آپ کے بارے میں تو کچھ نہیں جانتا ہاں میگھا کو بہت عرصے سے جانتا ہوں-آپ کی تسلی کے لیے بتاتا چلوں میرا اور اسکا تعلق ایک دوست جیسا ہے ہاں میری فیلنگز اس کے لیے کچھ اور ضرور ہیں لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں وہ میرے لیے ویسی فیلینگز نہیں رکھتی ہے-ہر بار اس نے مجھے انکار ہی کیا میری لاکھ کوشش کے باوجود وہ مجھ سے دور ہی رہی ہے-اس کے انکار کی وجہ مجھے آج سمجھ میں آئی ہے-جب جب وہ ڈپریشن میں جاتی تھی اسے ہیری اور میں نے ہی سنبھالا لیکن وجہ آج تک نہیں جان پائے ہیں کہ وہ ایسے سیچوایشن میں کیوں چلی جاتی ہے-وہ ایک لبرل لڑکی بننے کے بعد بھی لبرل نہیں ہے وہ اندر سے آج بھی کچھ اور ہے وہ الحاد ضرور بن چکی ہے لیکن اندر سے وہ آج بھی کچھ اور نظریات پر ایمان رکھتی ہے لیکن انہیں ماننے سے بظاہر انکاری ہے لیکن دل و دماغ انکاری نہیں ہے اسے جھنجھوڑتا ہے لیکن شائد اس نے اپنے لیے سزا تجویز کی ہے-اس نے اپنے

آپ کو بدل لیا ہے-اس کے ساتھ ایسا کیا ہوا تھا جو اس نے زندگی کو اتنا اپنے اوپر حاوی کر لیا کہ وہ واپس پلٹنا ہی نہیں چاہتی ہے-ہیری اور میں نے اسے واپس لانے کی بہت کوشش کی ہے لیکن واپس نہیں لا پائے ہیں-ایک امید آپ کی صورت میں آج نظر آ رہی ہے شائد ہم اس کا ماضی جان پائیں اور آپ کے ذریعے اسے اس دنیا میں لا سکیں جہاں وہ خوش رہ سکے, جہاں وہ اپنی دنیا سجا سکے, جہاں اسے ماضی کی تلخ یادوں کے یاد آنے پر تڑپنا ہر گز نہ پڑے-اس کی زندگی کی تکمیل یہاں سے ہی ممکن ہو سکتی ہے-پلیز ہمیں بتائیں آپ کا اس سے کیا تعلق ہے؟؟؟اور آپ کو وہ جاننے سے انکاری کیوں تھی-

اس نے تفصیل سے اپنی بات کہی اور جاننے کے لیے میر کی طرف دیکھا-ہیری بھی جاننے کے لیے اسی کا ہی منتظر تھا-

وقت کے جھروکے اسے ماضی میں لے جانے لگے اور وہ انہیں بتانے کے لیے تیار تھا-آخر ایسا کیا ہوا تھا جو وہ بچھڑ گئے تھے آخر ایسا کیا تعلق ان کے درمیان ہے جو وہ اب تک ایک دوسرے کے لیے محبت دل میں رکھے ہوئے ہیں-تڑپ بھی ہے لیکن مل نہیں پا رہے ہیں-

---

تقابل ادیان

سبق نمبر:- 8

سوال

حضرت ابراہیم کا سامی ادیان میں مقام بیان کریں؟

جواب

سامی مذہب میں حضرت ابراہیم کا مقام و مرتبہ دنیا کے تین بڑے سامی ادیان مذہب اسلام عیسائیت , یہودیت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بالاتفاق اپنا امام الناس اور پیشوا مانتے ہیں حضرت ابراہیم کا مقام مرتبہ درج ذیل امور سے واضح ہے_

(1)حضرت ابراہیم جدالانبیاء ہیں_

(2)حضرت ابراہیم سامی مذاہب کے روحانی پیشوا ہیں

(3)تاریخ ادیان کا منظم آغاز حضرت ابراہیم علیہ سلام سے ہوتا ہے_

(4)حضرت ابراہیم نے منظم تبلیغ کا آغاز کیا

(5)سامی ادیان میں سے مذہب اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت سب سے زیادہ ہے

جدالانبیاء

حضرت ابراہیم کو سامی مذہب میں جدالانبیاء کی حیثیت حاصل ہے جد کے معنی دادا کے ہیں حضرت ابراہیم کی نسل کی دو اہم شاخیں حضرت اسحاق حضرت اسماعیل ہیں پھر حضرت اسحاق کے بیٹے یعقوب اور حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے ہیں جن میں حضرت یوسف اور بنیامین ہیں حضرت ابراہیم کے بعد ایک جلیل القدر پیغمبر ہے حضرت موسی اور حضرت سلیمان, حضرت زکریا حضرت یحییٰ اور پھر حضرت عیسی کو نبوت عطا کی گئی اس کے بعد نبوت بنو اسماعیل کی طرف منتقل ہوتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری نبی اور رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی معنی میں کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا گویا نبوت اور کتاب حضرت ابراہیم کی نسل میں اللہ تعالی کی طرف سے رکھ دی گئی_

بائبل کے مطابق حضرت ابراہیم کا مقام و مرتبہ

بائبل میں حضرت ابراہیم ع کی نسل کے بارے میں لکھا ہے: کہ تیری نسل اپنے دشمنوں کے دروازے پر قابض ہو گئی عورتیں نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت حاصل

کریں گی میں نے تجھے بہت سی قوموں کا باپ بنایا ہے اور طوسی بہت سی قومیں پیدا ہوں گی
تیری نسل سے بادشاہ ہوں گے_

)بحوالہ کتاب پیدائش ؟22(

قرآن کے مطابق حضرت ابراہیم کا مقام و مرتبہ

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم عہ کے بارے میں فرمایا:

انی جاعمک لناس اماما

ترجمہ

میں تمہیں نبی نوں انسانی کا پیشوا بناؤں گا

)بقرہ124(

قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:

وجعلنا فی ذریۃالنبوۃ والکتب

) عنکبوت27(

ترجمہ

"اور ہم نے ان کی نسل میں کتاب نبوت رکھ دی"

دنیا کے بڑے اور سامی ادیان اسلام یہودیت اور عیسائیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت پر یہ سب حریان متفق ہیں اور اپنا تعلق حضرت ابراہیم عہ سے جوڑتے ہیں اور ان کی اتباع کرتے ہیں حتیٰ کہ عرب کے مشرکین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہونے کا دعوی کرتے ہیں نبی آخرالزمان بھی حضرت ابراہیم عہ کے پیروکار ہیں_

قرآن مجید اس بات کا ذکر ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

وماکان ابراہیم یہودیا ولا نصرانھا و لکن کان حنیفا مسلما

)آل عمران 67(

ترجمہ

"حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے اور ن ہی نصرانی تھے لیکن وہ مسلم یکسو تھے"

تاریخ ادیان کا منظم آغاز

حضرت ابراہیم عہ سے تاریخ ادیان کا باقاعدہ منظم آغاز ہوتا ہے_

حضرت ابراہیم علیہ السلام_ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _

2000 قبل مسیح /یہودیت

1500 قبل مسیح/ہندو دھرم

1500 قبل مسیح/زرتشت

700 قبل مسیح/بدھ دھرم

600 قبل مسیح/جین مت

600 قبل مسیح/کنفیوشس

550 قبل مسیح/عیسائیت

-------اعیسوی(

اللہ تعالی نے ہر نبی کو اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا مگر حضرت ابراہیم اپنی قوم ار سے چل کر فلسطین مصر اور پھر سرزمین حجاز جاتے ہیں اس طرح آپ پہلے نبی ہیں جنہوں نے

منظم تبلیغ کا آغاز کیا عراق سے مصر تک اور فلسطین سے سرزمین حجاز تک آپ نے ایک سو برس تک تبلیغ انتہائی جانفشانی سے سرانجام دی اور تن تنہا توحید کی شمعیں روشن کی اس لیے قرآن حکیم نے آپ علیہ اسلام کے بارے میں فرمایا ہے:

ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا

ترجمہ

واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم اپنی ذات سے ایک پوری امت تھا اللہ کا مطیع فرمان اور یکسو

)النحل 120(

اسلام میں خصوصی اہمیت و مقام

اسلام میں حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو خصوصی اہمیت و مقام درج ذیل امور کی وجہ سے حاصل ہے۔

1) کعبہ کی تعمیر نو

2) معیار اسوۃ حسنہ

3) معیار ہدایت

4) آخری نبی الزمان کے مورث اعلی

5) اکیلا امت

مندرجہ ذیل امور کو مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

1) مؤسس کعبہ کی تعمیر نو

حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے کعبہ کی تعمیر نو اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کے ساتھ مل کر فرمائی جس جگہ کھڑے ہو کر آپ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اس مقام کو مقام ابراہیم کہتے ہیں اس موقع پر آپ نے امت کے لئے دعا بھی فرمائی_

(2اسوۃ حسنہ

حضرت ابراہیم علیہ اسلام

کی پوری زندگی بنی نوع انسان کے لیے بہترین نمونہ رہی ہے آپ تمام زندگی آزمائشوں میں مبتلا رہے لیکن ہر موقع پر صبر و تحمل اور استقامت توکل علی اللہ اور ایمان باللہ کا مظاہرہ کیا-

قد کان اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ

ترجمہ

"تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے"

3) معیار ہدایت

حضرت ابراہیم کا دین حنیف ہدایت کا معیار ہے قرآن مجید نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے:

ترجمہ

*اور یہودی کہتے ہیں یہودی ہو جاؤ تو ھدایت پاؤ گے اور عیسائی ہو جاؤ تو ہدایت پاؤ گے اے نبی آپ فرما دیجئے بلکہ ابراہیم کا دین ہی صحیح ہے"

فتبعو ملۃ ابراہیم حنیفا

)آل عمران95(

(4خاتم الانبیاکے مورث اعلی

حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو یہ مقام حاصل ہے کہ آپ خاتم الانبیاکے مورث اعلی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاارشاد مبارک ہے کہ میں اپنے دادا حضرت ابراہیم کی دعاکا ثمر ہوں یہ دعا حضرت ابراہیم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے

)البقرہ129(

ترجمہ

"اے ہمارے رب ان لوگوں میں سے ایک ایسا رسول بھیج جو انہیں تیری آیات سنائیں اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے ان کا تزکیہ کرے یقیناً تو بڑا حکمت والا ہے"_

حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے لیے اپنی ذات میں ایک امت ہیں دنیا میں جب کوئی مسلمان نہ تھا تو حضرت ابراہیم اکیلے اسلام کے علمبردار تھے دوسری طرف کفر کی علمبردار تھی انہوں نے اکیلے وہ کام کیا یوں ایک امت کے کرنے کا تھا حضرت ابراہیم بہت ساری آزمائشوں میں مبتلا کیے گئے لیکن ایک راسخ العقیدۃ مومن ہونے کی بنا پر وہ ہر دفعہ امتحان میں پورے اترے

قرآن مجید میں آتا ہے:

واذ بتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما

ترجمہ

"جب ابراہیم کو رب نے جن باتوں میں آزمایا وہ ان سب میں پورا اتر گیا تو اللہ تعالی نے فرمایا تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں"

الغرض حضرت ابراہیم کے نام سے مشہور ہیں جس میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ جس طرح ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت فرمائی گئی ہے اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر رحمت فرمائی ہے_

سوال حضرت ابراہیم کے حالات زندگی قرآن اور بائبل کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب:

حضرت ابراہیم کے حالات زندگی قرآن و بائبل کی روشنی میں:

بائبل اور قرآن کی روشنی میں حضرت ابراہیم کے حالات زندگی مندرجہ ذیل ہیں-

پیدائش جائے پیدائش اور ابتدائی ماحول بائبل کے حوالے سے :

بائبل کے بیان کے مطابق حضرت ابراہیم کل دہائیوں کے شہر آر میں پیدا ہوئے جو ایراق کا 1 شہر تھا-جدید تحقیق بھی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کی پیدائش کے وقت شہر کی آبادی ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ تھی-لوگ چاندی سونے اور تانبے کے زیورات اور برتن بناتے تھے مندر تعمیر کرتے تصاویر مجسمے اور مورتیاں بناتے ار کے خطبات میں تقریبا 50 ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں ہر شہر کا الگ حافظ دیوتا رب ہوتا تھا ار کا البدر ننا (رچاند دیوتا) تھا اسی مناسبت سے اس کا دوسرا نام قبرنیہ بھی رکھا ایک دوسرے شہر کا نام عربی بدر شماش تھا-اسی طرح دیگر ستاروں کے نام پر بھی شہر آباد تھے-اس طرح کے ماحول میں بائبل کے مطابق حضرت ابراہیم پیدا ہوئے-

ار-کی آبادی بمطابق بائبل

بائبل کے بیان کے مطابق حضرت ابراہیم کی پیدائش کے وقت شہر ار کی آبادی تین طبقوں پر مشتمل تھی۔

(1)انچ:۔اس طبقے کے لوگ جن میں پجاری کی حکومتی عہدیدار فوجی شامل تھے۔

(2)مشکینو:۔اس میں تجارت صنعت کار زراعت پیشہ لوگ شامل تھے۔

(3ارد:۔اس طبقے میں غلام شامل تھے۔

تالمود کے بیان کے مطابق حضرت ابراہیم کا تعلق درجہ اول کے طبقہ میلوں سے تھا آپ کے والد ریاست کے سب سے بڑے عہدار تھے۔

حضرت ابراہیم کے حالات زندگی کی بمطابق بائبل:۔

بائبل میں حضرت ابراہیم کا ذکر پیدائش کے گیارہویں باب سے 25 باب تک ملتا ہے-
سب سے پہلے آپ کا نسب نامہ بیان کیا گیا ہے, جو حضرت نوح کے بڑے بیٹے سام تک
پہنچتا ہے آپ کے حالات زندگی کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہیں:- حضرت ابراہیم نے اپنی
سوتیلی بھتیجی ساری جو باپ کی طرف سے تھی اس سے شادی کی جوان سے دس سال
چھوٹی تھی آپ کے والد کا نام تارح تھا جو آپ کو اپنے ساتھ لے کر ارسے سفر کر کے
حاران آجاتے ہیں- جہاں تارح کا انتقال ہو جاتا ہے حضرت ابراہیم حاران امران سے 75
برس کی عمر میں سرزمین کنعان تشریف لے جاتے ہیں- آپ کے ہمراہ آپ کے بھتیجے لوط
بھی ہوتے ہیں- خداوند ان لوگوں سے انعامات کثیرہ اور ایک بڑی قوم بنانے کا وعدہ
کرتے ہیں اور یہ کہ کنعان کی سرزمین انھیں اور ان کی اولاد کو عطا کریں گے- بائبل میں
ہے حضرت ابراہیم کو خیمے میں بسنے والی بھیڑوں اور بکریوں کو پالنے والے سردار قبیلہ کی
حیثیت سے پیش کیا گیا ہے بعد ازاں حضرت ابراہیم جنوبی فلسطین کا رخ کرتے ہیں وہاں
ایک قربان گاہ خداوند کے نام پر بناتے ہیں زمین میں قحط پڑنے کی وجہ سے بحری راستے کو
عبور کرتے ہوئے مصر کے زرخیز ملک میں تشریف لے جاتے ہیں بائبل میں اس موقع پر

حضرت ابراہیم سے متعلق ایک عجیب واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم اس خوف سے کہیں مصری ان کی خوبصورت بیوی کو حاصل کرنے کے لئے انہیں قتل نہ کریں اسے اپنی بہن ظاہر کرتے ہوئے جب ساری کو فرعون کے حرم میں لے جایا جاتا ہے تو خداوند فرعون اور اس کے خاندان پر مصیبتیں نازل کرتا ہے چنانچہ فرعون انھیں مصر چلے جانے کو کہتا ہے۔

بائبل کے الفاظ ہیں۔

"اور فرعون کے افراد نے اس کو دیکھ کر حضرت ابراہیم کے سامنے ساری کی تعریف بیان کی اور وہ عورت فرعون کے گھر لے جائی گی اُس نے ابراہیم پر اس کی خاطر احسان کیا اور بھیڑ بکریاں اور گائے بیل اور گدھے اور غلام لونڈیاں اور اونٹ اس کے پاس ہو گئے اس پر خداوند نے فرعون اور اس کے خاندان پر ابراہیم کی بیوی کے سب بڑی بڑی بلائیں نازل کیں تو نے مجھ سے یہ کیا کہا تو نے مجھے کیوں نہ بتایا کہ تیری بیوی ہے تو نے یہ کیوں کہا کہ وہ تیری بہن ہے اس لیے میں نے اس سے کہا کہ وہ میری بیوی بنے سو دیکھ تیری بیوی حاضر ہے اور اپنی بیوی کو لے کر چلا جائے"۔

حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کے درمیان تنازعہ:-

ابراہیم کی کنعان واپسی پر ان کے اور حضرت لوط کے چرواہوں میں ایک تنازع پیدا ہو گیا- چنانچہ وہ الگ الگ علاقے اختیار کر لیتے ہیں حضرت لوط جنوبی اردن کی ایک وادی کا انتخاب کرتے ہیں اور حضرت ابراہیم جستر ون اور اس کے گرد و نواح میں مقیم رہتے ہیں تاہم خاندانی روابط میں کوئی فرق نہیں آتا حضرت لوط کو جب ان کے دشمن پکڑ کر لے جاتے ہیں تو ابراہیم اپنے مجاہدین کے ساتھ مل کر ان کے دشمنوں سے غلامی بھی کرواتے ہیں-

حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد-:

بائبل کے مطابق جب حضرت ابراہیم بوڑھے ہو جاتے ہیں تو انہیں ہر وقت یہ غم ستاتا ہے کہ ان کی کوئی اولاد نہیں کوئی وارث نہیں اس کا خادم کیا مختار الیعز مشقی سارے ورثہ کا

مالک بن جائے گا خداوند اپنے وعدے کو دہراتا ہے اور وارث کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے اسی باب پیدائش میں آگے بیان ہوا ہے کہ خداوند کا کلام خواب میں ابراہیم پر نازل ہوا اور اس نے فرمایا کہ اے ابراہیم (ابراہام) مت ڈر بہت بڑا اجر ہوا ابراہیم نے کہا خداوند تو مجھے کیا دے گا میں تو بے اولاد ہوں اور میرے گھر کا وارث مشقیی الیعزر ہے پھر ابراہیم نے کہا کہ دیکھ تو نے مجھے کوئی اولاد نہیں دی اور اس نے فرمایا کہ یہ تیرا وارث نہ ہو گا بلکہ وہ ہوں تیرے صلب (پیٹھ) سے پیدا ہو گا وہی تیرا وارث ہو گا بائبل کے حوالے سے ہے کہ ساری اپنی مصری بندی ہاجرہ ابراہیم کو پیش کرتی ہے کہ وہ اس کی بیوی ہے اس سے حضرت اسماعیل پیدا ہوتے ہیں اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر 86 برس ہے اور اس برس کی عمر میں خداوند پھر ابراہیم پر کرم کرتا ہے ان سے عہد باندھتا ہے اس کی علامت خستہ فرار دیا جاتا ہے ساری کا نام ساری رکھ دیا جاتا ہے اس طرح حضرت ابراہیم کو ان کے جائز وارث حضرت اسحاق کے پیدا ہونے کی بشارت دی جاتی ہے تب ابراہیم سر نگوں ہوا اور ہنس کر کہنے لگا کیا سو برس کے بوڑھے سے کوئی بچہ ہو گا اور ساری جو کہ 90 برس کی ہے کہ کوئی اولاد ہو گی حضرت اسحاق کی اولاد کے وقت آپ کی عمر 100 برس تھی۔

حضرت ابراہیم اسی دوران ہجرت کرتے ہیں سلام اور عمورہ کے علاقے پر جہاں قوم لوط

آباد تھی عذاب آتا ہے اور پورا علاقہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے- حضرت لوط بھاگ کر اپنی اور اپنے دو بیٹوں کی جان بچاتے ہیں- دوسری طرف سارا کے کہنے پر حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو مکہ مکرمہ کی بے آب وہ کیا سرزمین پر چھوڑ آتے ہیں- بائبل کے مطابق اسحاق کی قربانی اللہ کے حضور حضرت ابراہیم پیش کرتے ہیں اور خدائی امتحان میں پورے اترتے ہیں ہر ایک دنبہ ذبح کر دیا جاتا ہے اسی دوران حضرت ابراہیم (ابراہام) اور ایک بیوی ھتورا سے شادی کرتے ہیں ان سے بھی اولاد ہوتی ہے- حضرت ابراہیم کی بیویوں کے نام کچھ اس طتح سے ہیں حضرت ہاجرہ, سارا, قطورہ----- حضرت ابراہیم نے 175 سال کی عمر میں وفات پائی حضرت اسماعیل اور اسحاق میں مطابق بائبل انہیں مکفیلہ کے باغ میں جو ہیرون کے پاس ہیں دفن کیا-

بائبل کے مطابق آتش نمرود کا واقعہ اور بتوں کے توڑنے کے واقعات-:

بائبل آتش نمرود کے گلزار بن جانے کے واقعات سے خاموش ہیں نیز انہوں نے کلدائیوں کے بتوں کو جو پاش پاش کیا بائبل نے اس عظیم واقعے کا بھی ذکر نہیں کیا اس

طرح حضرت ابراہیم بمطابق بائبل کے عراقی دور کی زندگی کا کوئی واقعہ بائبل میں بیان نہیں کیا گیا بائبل کے بیان کے مطابق حضرت ابراہیم کا باپ ان پر ظلم کرتا تھا انکا باپ خود اپنے بیٹوں پوتوں اور بہو کو لے کر حرم میں جا بسا۔

)بائبل پیدائش باب 11۔17 آیات 25تا32(

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام قرآن مجید کی روشنی میں۔:

حضرت ابراہیم کے حالات واقعات بائبل کے بیان کے بعد اب قرآن حکیم کی روشنی میں پیش کیے جاتے ہیں قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم کا تذکرہ کس شان وخوبی سے کیا گیا اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید کی 25 سورتوں اور 63 آیت میں آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور عظیم القدر کارناموں کا تذکرہ موجود جن صورتوں میں حضرت ابراہیم کا تذکرہ تفصیل سے ہے وہ درج ذیل ہیں۔

حضرت ابراہیم جائے پیدائش اور ابتدائی ماحول بحوالہ قرآن

حضرت ابراہیم نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی جب انکی قوم بت پرستی اور کواکب پرستی میں مبتلا تھی سورۃ الانبیاء میں مذکور ہے کہ اللہ تعالی نے شروع ہی سے حضرت ابراہیم کو رشد ہدایت اور ایمانی بصیرت سے نوازا تھا چنانچہ انہوں نے بت پرستی کی خدمت کرتے ہوئے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا کہ

اذ قال لابیہ و قومہ ماھذہ التماثیل التی انتم لھا عکفون

)الانبیا 52(

ترجمہ:

"یاد کرو وہ وقت جب کہ اس (ابراہیم) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ یہ مورتیں کیسی ہیں جن کے تم لوگ گرویدہ ہو رہے ہو"

حضرت ابراہیم اور تصور توحید

قرآن مجید کے بیان کے مطابق جب حضرت ابراہیم کے والد نے آپ کو سرزنش کی تو آپ نے خالص توحید کا تصور پیش کیا اور قوم کی وجہ بھی اس واحد و یکتا کی طرف دلائی جو زمین و آسمان کا خالق مالک اور ربّ ہے اور انہیں شرک جیسے تمام تر خرافات سے باز آنے کے لیے کہا۔

حضرت ابراہیم کے شرک سے بیزاری اور مشرک باپ سے کنارہ کشی

سورۃ مریم آیت نمبر 42 , 43 میں خاص طور پر اس مناظرہ کا ذکر کیا گیا ہے جو باپ بیٹے میں پیش آیا اپنے باپ کی مشرکانہ باتوں کی طرف توجہ نہ دی بلکہ ان سے بخوبی کنارہ کشی

اختیار کی اور سلام علیک ستغفر لک ربی کے الفاظ کہہ کر رخصت ہو گئے سورۃ الشعراء میں باپ اور قوم کے ساتھ مناظرے کا تفصیلی ذکر ہے جس میں حضرت ابراہیم نے بتوں کی بے حیشیتی دلائل سے ثابت کرتے ہوئے ان کی مذمت کی اور دوسری طرف اللہ کے عظمت نعمت اور قدر کو اجاگر کیا لیکن والد آذر اور قوم آذر کے دل حق کی طرف آمادہ نہ ہوئے اس طرح سورۃ الانعام میں حضرت ابراہیم نے شرک سے بیزاری کو اکب, چاند, سورج پرستی اور منبرہ کی حقیقت کو بے نقاب کیا اور اجرام فلکی کے خالق مالک اللہ تعالی کے بارے میں فرمایا:

یا قومی انی بری مما تشرکون انی وجہت وجہی للذی فطر سماواتی والارض حنیفا وما انا من المشرکین

)انعام 79_78(

ترجمہ:

"اے میری قوم میں بری الذمہ ہوں اس شرک سے جو تم کرتے ہو میں نے اپنا چہرہ اس ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا یکسو ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں"

حضرت ابراہیم اور بت شکنی کا واقعہ بحوالہ قرآن

(سورۃ الانبیاء آیت 44_59)"میں حضرت ابراہیم کی بت شکنی کا واقعہ مذکور ہے کہ ایک موقع پر حضرت ابراہیم کی قوم ایک مذہبی رسوم پر چلی گئی آپ نے پیچھے سے بتوں کو پاش پاش کر دیا سوائے بڑے بت کہ جب قوم واپس آئی اور اپنے معبود باطلہ کا حشر دیکھا تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ حشر ابراہیم نے کیا ہے تو انہوں نے آخری فیصلہ آپ کو آگ میں زندہ جلانے کا کیا"

حضرت ابراہیم اور آتش نمرود

"ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا"

حضرت ابراہیم اور بادشاہ وقت کے درمیان مناظرہ-:

سورۃ البقرہ میں حضرت ابراہیم کا بادشاہ وقت نمرود سے مناظرے کا ذکر ہے نمرود نے کہا اپنے رب کا کوئی ایسا وصف بتاؤ جو مجھ میں نہ ہو حضرت ابراہیم نے فرمایا-:

)ربی الذی یحیی ویمیت(

"میرا رب وہ ہے جو زندگی اور موت عطا کرتا ہے"-

)بقرہ258(

نمرود نے جواب میں کہا میں بھی زندگی اور موت عطا کرتا ہوں حضرت ابراہیم نے پھر ایسی دلیل پیش کی کہ نمرود حیران رہ گیا قرآن مجید کے الفاظ ہیں:-

قال ابراہیم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغربی فتحت الذی کفر

)البقرہ258(

ترجمہ:-

"حضرت ابراہیم نے فرمایا میرا رب مشرق سے سورج نکالتا ہے-تو مغرب سے نکال کر دکھا تو وہ ہو کافر نمرود لاجواب ہو گیا"-

حضرت ابراہیم کی ہجرت اولاد اور بیٹے کی قربانی:-

قرآن حکیم کے مطابق حضرت ابراہیم نے اپنے علاقے سے ہجرت فرما کر کنعان کی سرزمین پر آباد ہو جاتے ہیں یہاں بڑھاپے میں اللہ تعالی اولاد عطا فرماتے ہیں پہلے حضرت اسماعیل اور بعد میں حضرت اسحاق پیدا ہوئے اس کے بعد حضرت ابراہیم کو بیٹے کی قربانی حضرت اسماعیل کا حکم بذریعہ خواب وحی میں دیا جاتا ہے حضرت ابراہیم اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں رحمت خداوندی سے حضرت اسماعیل کے بجائے ایک دنبہ ذبح ہو جاتا ہے اسی سنت ابراہیمی کی یاد میں عیدالاضحی منائی جاتی ہے اور حضرت ابراہیم امام الناس کے منصب پر فائز ہوتے ہیں۔

حضرت اسماعیل اور ہاجرہ کو مکہ میں آباد کرنے کا ذکر:

وادی غیر ذی زرع حضرت ابراہیم کی آزمائشوں میں سے ایک آزمائش ہے جس میں آپ پورے اترے اللہ نے انعامات سے نوازا اس کے بعد اپنے بیٹے حضرت اسماعیل سے مل کر

کعبہ کی تعمیر کی وہ مقام مقام ابراہیمی کہلاتا ہے اسی جگہ حضرت ابراہیم نے حضور صلی کی بعثت کی دعا فرمائی۔

حضرت اسحاق کی بشارت اور قوم لوط پر عذاب کی وعید:۔

قرآن میں سورۃ ھود, ال ہجر عنکبوت اور الذریآت میں فرشتوں کے ذریعے اللہ نے آپ کو حضرت اسحاق کی بشارت اور حضرت لوط کی قوم پر عذاب کی وعید سنائی اور ساتھ ہی بیت اللہ ادا کرنے کا حکم دیا الغرض قرآن حکیم حضرت ابراہیم کا مثالی کردار پیش کرتا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

ترجمہ:۔

"بے شک ابراہیم ایک پوری امت ہیں اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں"۔

صرف یہ حالات ہی بائبل نے مسخ نہیں کیے بلکہ اس جیسے کئی واقعات ایسے ہیں جو مسخ کیے جا چکے ہیں- کسی نبی کے بارے میں کوئی غلط بات کہنا کتنا بڑا گناہ ہے, یہاں تو سرے سے سچ ہی کو چھپا دیا گیا ہے-اور سچ بھی وہ جو اللہ کریم کا فرمان ہے, فرمان الٰہی سے رو گردانی کرنا کتنا بڑا جرم ہے ہم سوچ بھی نہیں سکتے ہیں اسی لیے یہودیت ایک قابل اعتبار مذہب ثابت نہیں ہوتا ہے- کیونکہ بائبل ایک نبی کے بعد کئی بار دوبارہ لکھی گئی اس لیے یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک انسان اسے دوبارہ ترتیب دے وہ بھی ایک نبی کے بغیر اور اس میں کوئی غلطی موجود نہیں ہو- یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے ایک اور کتاب انجیل حضرت موسی کے ذریعے قوم تک پہنچائی اور جس کے نتیجے میں ایک اور مذہب عیسائیت نے جنم لیا- جس کے بارے میں اگلے لیکچر میں تفصیل بیان کروں گی- آج کے لیے اتنا ہی ہے- ہمیشہ کی طرح ایک بات کہوں گی یہ لیکچر سننے کے بعد ہمیشہ اپنے ذہن کو وسیع کرتے ہوئے سرچ ضرور کریں مجھ پر اعتبار کے ساتھ سچائی کی تلاش خود بھی کریں اور سچائی تک پہنچنے کی ہر ممکن کوشش کریں-اللہ کریم آپ سب کو سلامت رکھے آمین ثم آمین!

تمام قانونی کاروائی کے بعد آج اذلان کو عدالت میں پیش کیا جانا تھا-اس گھنونے, شیطانی کام میں جتنا اس نے بیج بویا تھا اسی حساب سے کاٹنے کا وقت آ گیا تھا-وہ مکمل طور پر قانون قدرت کے شکنجے میں آ چکا تھا-وقت تھا کہ بدل چکا تھا جو کل تک ظالم اور جابر بن کر ابھرا تھا آج اسی ظالمانہ رویے کا نتیجہ بھگتنے جا رہا تھا-وقت کی کسوٹی نے اپنا وار کر دیکھایا تھا-

کمرہ عدالت کی تمام نشستیں بھر چکی تھیں-دونوں طرف کے وکیل اس وقت حاضر تھے اور اذلان کو کٹہرے میں کھڑا کر دیا گیا تھا-جو اس وقت ہتھ کڑی میں موجود تھا-جج محترم بھی آ کر اپنی سیٹ سنبھال چکے تھے-اب عدالت کی کاروائی شروع ہوئی تھی-جبکہ وہ کٹہرے میں کھڑا بظاہر تو خود کو نارمل رکھے ہوئے تھا در حقیقت وہ اندر سے ڈر چکا تھا-اس نے خود کو بچانے کے لیے ایک مکمل لائحہ عمل تیار کیا تھا اور کوشش کی تھی کہ وہ بچ جائے جیسے ہر انسان یہ کوشش کرتا ہے اسی طرح اس نے بھی یہ کوشش جاری رکھی تھی-

لیکن وہ اپنے اعمال کی سزا اسی دنیا میں پانے والا تھا اور اب یہ تو اٹل تھا-

وکیل:- محترم جج صاحب زندگی ایک بار ملتی ہے اگر اسے اچھے سے گزار لیا جائے تو وہ مسائل جنم نہیں لیتے ہیں جو ہم نے پیدا کیے ہیں- جیسے اذلان نے اپنے ہی گھر میں رہنے

والی کزن کے لیے پیدا کر دیے۔وہ جن حالات میں رہتی رہی ہے وہ کوئی اور ہوتا تو زندگی ختم کر چکا ہوتا لیکن اس نے جیسے تیسے تمام حالات کا سامنا کیا اور ایک بہترین زندگی گزارنے کا سوچا لیکن اس شیطان صفت انسان نے اس سے جینے کا حق ہی چھین لیا۔اس پر اتنے ستم ڈھائے کہ وہ بستر مرگ پر جا پہنچی ہم نہیں جانتے وہ کب کیسے اور کس طرح سے اس کے عتاب کا نشانہ بنتے ہوئے گئی لیکن وہ اب مکمل طور پر غائب ہے ہاں اس کے ہسبنڈ نے اس کی غیر موجودگی کی وجہ سے تمام گواہان کو بلایا ہے اور یہ ثابت کرنے کے لیے کہ وہ کس وجہ سے یہاں گئی۔اور اسے تلاش کرنے کے لیے تمام تر کوششیں جاری رکھنے کے ساتھ عدالت سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اسے جلد تلاش کرنے میں مدد کریں۔تمام کیس کی فائل جج کے سامنے رکھتے ہوئے وکیل صاحب نے کہا۔

جج:۔گواہان پیش کیے جائیں۔اس نے فائل کو دیکھتے ہوئے کہا جس میں مختصر طور پر حورین کی کہانی بیان کی گئی تھی۔

وکیل:۔میں پہلے گواہ کو کٹہرے میں بلانا چاہوں گا۔

جج:-اجازت ہے-

نوراں پہلی گواہ تھی جو کٹہرے میں آچکی تھی اور حلف لے رہی تھی-جو کہوں گی سچ کہوں گی سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گی-

وکیل:-حورین کے ساتھ آخری پل کیا ہوا تھا جو وہ گھر چھوڑنے پر مجبور ہوئی تھیں-

نوراں:-ان کی کلائی کی نبض اذلان صاحب نے کاٹ دی تھی-اسے میں نے اور رحیم بابا نے ہاسپٹل پہنچایا وہ بروقت پہنچنے پر بچ گئی تھیں لیکن ہمیں ان کے عتاب سے بچنے کے لیے واپس آنا پڑا- لیکن جب ہم دوبارہ ان کے پاس گئے تو وہ وہاں سے جا چکی تھیں لیکن کہاں کچھ معلوم نہیں ہے-اور نہ ہی انہوں نے کوئی رابطہ کیا-

وکیل:-بے جی کے ہوتے ہوئے ان کا رویہ حورین کے ساتھ کیسا تھا؟؟

نوراں:-بہت برا تھا-بے جی کے سامنے یہ ان کے خیر خواہاں بن جاتے تھے جبکہ در حقیقت میں نے انہیں کئی بار چھوٹی بی بی کو ٹارچر کرتے دیکھا تھا- یہاں تک کہ مجھے لگتا ہے یقین سے نہیں کہہ سکتی یہ بے جی کی موت کے ذمہ دار بھی ہیں-

وکیل:-سہی بہت شکریہ وکیل صفائی کچھ پوچھنا چاہیں تو پوچھ سکتے ہیں-

وکیل صفائی:-آہستہ آہستہ چلتے ہوئے نوراں کے پاس آئے-آپ اس گھر میں کب سے کام کر رہی ہیں؟؟

نوراں:-بچپن سے میں بے جی کے پاس ہوں انہوں نے ماں سے بڑھ کر میرا خیال رکھا ہے-

وکیل صفائی:-جب آپ کو یہ سب معلوم تھا تو آپ نے بے جی سے ذکر کیوں نہیں کیا-

نوراں:- کیونکہ مجھے اس درندے سے ڈر لگتا تھا- یہ کچھ بھی کر سکتا تھا کسی بھی حد تک جائیداد کے لیے جا سکتا تھا-

وکیل صفائی:- بہت شکریہ آپ تشریف لے جا سکتی ہیں-

اللہ کریم کے بارے میں تورات کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں-

"تو خواہ مخواہ اللہ کا نام نہ پکار کیونکہ جو اس کا نام بے فائدہ لیتا ہے, خداوند اسے بے گناہ ٹھرائے گا"-

(خروج 20 آیت 7)

یہودی مذہب میں عورت کا مقام-:

"اگر کوئی مرد کوئی عورت لے لے,اس سے شادی کرے اور بعد میں اس کے ایسا ہو کہ وہ اس کی نگاہ میں عزیز نہ ہو,اس سبب سے کہ اس نے اس میں پلید بات پائی ہو تو وہ اس کا طلاق نامہ لکھ کر اس کے ہاتھ دے اور اسے گھر سے باہر کر دے"-

)استثنی : 1:24(

"جب کسی اسیر ان جنگ میں سے کوئی عورت پسند آجائے تو وہ اسے اپنی بیوی بنالے,اس کے بعد اگر وہ اسے اچھی نہ لگے تو اسے گھر سے نکال دے"-

)استثنی :- 4:21(

"یہودی مذہب میں عورت کو وراثت کا حق دار نہیں قرار دیا گیا بلکہ اس کی اپنی کمائی بھی شادی سے پہلے اس کے والدین اور شادی کے بعد اس کے شوہر کی ہوتی ہے اور یہ اس قدر گراوٹ کا شکار ہے کہ باپ کی بیویاں بیٹے کی وراثت میں آجاتی ہیں"۔

)سموئیل دوم 20:16(

"قالب نے بھی اپنے باپ کی بیوی سے شادی کرلی"۔

)تواریخ اول 3 : 24(

قیدیوں سے سلوک:-

"پس تم ان بچوں کو جو لڑکے ہیں سب کو قتل کرو اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی محبت سے واقف ہو چکی ہو جان سے مارو لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کی محبت سے واقف نہیں ہوئیں ان کو اپنے لیے زندہ رکھو"۔

)گنتی(

تورات کو حضرت موسی علیہ السلام کے بعد دوبارہ ترتیب دینا۔:

"ایک روایت کے مطابق عزرا نے مصحف مودسہ کا خصوصیت سے مطالعہ کیا اور کاتبین کی مدد سے اسے دوبارہ ترتیب دیا۔

دوسری روایت کے مطابق عزرا نے محض اپنے حافظے کی مدد سے ان صحیفوں کو لکھا جو پہلے معدوم ہو چکے تھے"۔

عزرا کا اپنا بیان۔:

"عزرا کا کہنا ہے- کہ لکھنے والے چالیس دن تک بیٹھے لکھتے رہے وہ دن بھر لکھتے تھے اور صرف رات کے وقت کچھ کھاتے, میں دن بھر لکھاتا رہتا تھا اور رات کو بھی میری زبان بند نہ ہوتی- چالیس دنوں میں انہوں نے 204 کتابیں لکھ ڈالیں"-

)کتاب عزرا(

تورات کے مٹ جانے کے ڈیڑھ سو سال کے بعد عزرا نے محض حافظے کی بنیاد پر تعلیمات کو لکھوایا- اور یہ 204 کتابیں تھیں- لیکن اب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ صرف پانچ کتابیں تھیں-

موجودہ تورات کی کچھ تعلیمات-:

(1 سود اجنبیوں سے لے سکتے ہیں-

(2غیر یہودی کا قتل جائز ہے-

(3عورت کی عزت لوٹ لے تو کوئی گناہ یہودی مرد پر نہیں ہے-

(3بیوی کو ہر طرح سے استعمال کر سکتا ہے-اس کی مثال گوشت کے ٹکڑے جیسی ہے جو قصاب سے خریدتے ہیں اور بھون بھون کر کھاتے ہیں-

یہ تو تھیں تورات کی کچھ تعلیمات جو بیان کی گئی ہیں ایسی تعلیمات کوئی بھی باشعور انسان کبھی قبول نہیں کرے گا-دین وہ ہوتا ہے جو برابری کے ساتھ قائم ہو-ہر کسی کو اس کے حقوق ملنے چاہیے ہیں-ایک کو تو برتر کر دیا جائے اور دوسرے کو زمین بوس کیا جائے یہ کوئی انصاف نہیں ہے-

تورات مختلف ادوار میں گم ہوتی رہی ہے اور اسے دوبارہ محض حافظے کی بنیاد پر ترتیب دیا جاتا رہا ہے-جو کہ سراسر غلط طریقہ ہے-جس کی وجہ سے اس میں تحریفات کے انبار لگ گئے یہودی علماء نے کسی حد تک تو اس میں جان بوجھ کر تحریف کی ہے-آیئے جانتے ہیں تورات کس طرح سے گم ہوئی کب اور کیوں ہوئی-

تورات کی پہلی گمشدگی:- 698 میں ہوئی- 75 برس گم رہنے کے بعد اسے یروشیلم کے ہیکل سے دریافت کیا گیا-اب امید نہیں کی جاسکتی کہ یہ اوریجنل کتاب تھی-

دوسری گمشدگی-:

بخت نصر بابل کا بادشاہ تھا اس نے یہودی کے ملک پر حملہ کیا اور یہودیوں کا قتل عام کیا اور یہودیوں نے غلامی پائی- یہودیوں نے غلامی کے بعد دوبارہ تورات لکھی-جو کہ اب اعتبار کے قابل نہیں سمجھی جاسکتی ہے-

تورات کی تیسری گمشدگی-:

یونانی بادشاہ انٹیولس نے یہودیوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے حملے کیے-اور اس نے بائبل کے تمام نسخے جلاڈالے- تمام یہودیوں کے گھروں کی تلاشی لے کر تورات کو جلایا

گیا-اب کیسے دوبارہ تورات اپنی اصلی حالت میں آسکتی ہے-ضرور یہاں بھی تحریف ہوئی ہے-

چوتھی گمشدگی-:

ٹائٹس رومی جو کہ روم کا بادشاہ تھا-اس نے 70 میں یروشیلم پر حملہ کیا-اسے تباہ کرڈالا-ہیکل سلیمانی کو تباہ کرڈالا اور ساتھ ہی بائبل بھی تباہ کرڈالی-جو ایک لمبے عرصے کے بعد دوبارہ ترتیب دی گئ-

پانچویں گمشدگی-:

65 سال بعد ٹائٹس رومی نے ایک بار پھر حملہ کیا اور تورات کو تباہ کرڈالا- یہ گمشدگی مزید تحریف کا سبب بنی-

تورات کی چھٹی گمشدگی:-

400عیسوی میں صدی شمال کی طرف سے حملے کی صورت میں تورات تباہ ہوئی-ایک بار پھر تورات کی تباہی یہودیوں کا مقدر بنی اور وہ اس کی حفاظت نہیں کر پائے-

تورات کی ساتویں تباہی:-

613ء میں شاہ ایران خسرو پرویز نے یروشیلم پر چڑھائی کر کے نوے ہزار آدمی قتل کیے اور تمام گرجوں اور کتب کو تباہ کر ڈالا- یہ تھی ساتویں گمشدگی جس کی وجہ سے تورات نے اپنی اصلی حالت کھو دی جو رب کریم نے اسے عطا کی تھی جو احکامات دیے تھے وہ سب کے سب اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں تھے-

یہ تو تھے تورات کی گمشدگی کے مختصر قصے جو بہت ہی بھیانک ثابت ہوئے-آیئے اب آگے تورات کی تحریفات اور تضادات پر بات کرتے ہیں-

تورات میں تحریف-:

تورات میں کئ مقامات پر ایسے واقعات کا ذکر ہے-جو حضرت موسی علیہ السلام کو بھی پیش آئے تھے-جس سے تورات کی اصلیت مشکوک ہو جاتی ہے-مثال کے طور پر ایک جگہ تحریر ہے-

"پھر اسرائیل نے کوچ کیا اور خیمہ مجدل عدر کے اس پار کھڑا کیا"-

)پیدائش(

اس آیت میں جس مینار کا ذکر کیا گیا ہے وہ مینار حضرت موسی علیہ السلام سے 700 سال بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا-

یہودی علماء نے جان بوجھ کر تورات میں بے پناہ تحریفیں کی ہیں-ان تحریفات کو "تصحیات احبار" کہا جاتا ہے-مثال سے سمجھیں تو تورات میں تحریر ہے کہ

"یہودہ ابراہیم کے سامنے کھڑا ہوا"

مگر اس آیت کو خداوند کی توہین سمجھ کر اس طرح بدل دیا گیا-

"ابراہیم یہودہ (خدا) کے سامنے کھڑا رہا"-

)کتاب پیدائش(

اس طرح کی بے شمار تحریریں موجود ہیں جو یہودیوں نے کی ہیں-

تورات کے تضادات-:

تورات میں نہ صرف تحریف کی گئی ہے بلکہ یہ تضادات سے بھی بھری پڑی ہے-اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں-

"انسان کو خدا نے حیوانات سے پیدا کرنے کے بعد بنایا"

)پیدائش(

جبکہ اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے-

"خدا نے آدم کے پاس جانور بنا کر بھیجے"

)پیدائش(

مطلب آدم کو پہلے تخلیق کیا گیا اور بعد میں جانور تخلیق کیے گئے۔ایک تحریر میں کچھ اور بیان تو دوسری تحریر میں کچھ اور بیان ہے۔

خروج میں ہے۔

"خدا پچھتاتا ہے"۔

)خروج(

جبکہ گنتی میں ہے۔

"خدا پچھتاتا نہیں"۔

)گنتی(

خروج میں ہے۔

"اسرائیل کے بزرگوں نے خدا کو دیکھا"

)خروج(

دوسری جگہ خروج میں لکھا ہے-

"کوئی انسان نہیں کہ مجھے دیکھے اور جیتا رہے"-

)خروج(

خروج ہی میں تحریر ہے- کہ

"ساتویں دن خدا نے آرام کیا اور تازہ دم ہوا"-

جبکہ یسعیاہ میں تحریر ہے کہ

"خدا تھک نہیں جاتا اور ماندہ نہیں ہوتا"۔

سموئیل میں لکھا ہے کہ

"ساتویں دن خدا نے آرام کیا اور تازہ دم ہوا"

جبکہ کتاب یسعیاہ میں ہے کہ

"خدا تھک نہیں جاتا اور ماندہ نہیں ہوتا"

سموئیل میں ہے کہ "ساؤل خود گر کر مر گیا"۔

جبکہ دوسری جگہ لکھا ہے کہ

"ساؤل کو عمالیقی نے قتل کیا"۔

بعض جگہ توڈرا دینے والے تضادات پائے جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر سموئیل میں ہے کہ "داؤد کو خدا نے کہا کہ اسرائیل کو گن"

جبکہ تواریخ میں لکھا ہے۔

"شیطان نے کہا کہ اسرائیل کو گن"

سموئیل میں ہے کہ "میکل مرتے دم تک بے اولاد رہی"۔

دوسری جگہ لکھا ہے "میکل کے پانچ بیٹے تھے"۔

کتاب خروج میں ہے کہ "خدا اندھیرے میں رہتا ہے۔" جبکہ تمطاؤس میں ہے کہ "خدا نور میں رہتا ہے۔ جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا"۔

محض نمونے کے طور پر چند تضادات کا ذکر یہاں کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تورات تحریفات اور تضادات سے بھری پڑی ہے اس کتاب پر یقین کرنا اندھی کھائی میں گر جانے کے مترادف ہے-اس سب کے جاننے کے بعد کوئی باشعور انسان کبھی ایسا مذہب اختیار نہیں کر سکتا جس میں یہودی اسے خود بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے ہوں کیونکہ ان کا کہنا ہے یہودی صرف وہی ہو سکتا ہے جس کا باپ اور ماں یہودی ہو-کوئی غیر یہودی مذہب میں داخل نہیں ہو سکتا ہے-انتہائی پیچیدگیوں سے بھرا ہوا بہت ہی کمزور مذہب یہودیت ہے لیکن وہ اس چیز کو ماننے سے انکاری ہیں-

---

وکیل:-میں اپنے دوسرے گواہ کو یہاں بلانے کی اجازت چاہوں گا-نوراں کے جاتے ہی اس نے کہا-

جج:-اجازت ہے-

وکیل:-رحیم بابا تشریف لائیں اور اپنی آنکھوں دیکھا حال عدالت میں پیش کریں-اس نے انہیں بلاتے ہوئے کہا-

رحیم بابا:-جو کہوں گا سچ کہوں گا سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گا-انہوں نے حلف لیتے ہوئے وہی روداد سنائی جس طرح کی نوراں نے بتائی-کوئی تضاد نہیں تھا-

وکیل:-وکیل صفائی کچھ پوچھنا چاہیں گے-رحیم بابا کے بیان کے بعد اس نے ان کی طرف دیکھ کر کہا-

وکیل صفائی:-نہیں میں کچھ پوچھنا نہیں چاہتا-

وکیل:-گڈ تو میں نیکسٹ گواہ کو بلانا چاہوں گا-وکیل صاحب نے حورین کی کٹی کلائی کی رپورٹ جج صاحب کو پیش کرتے ہوئے کہا-

جج:-اجازت ہے-انہوں نے رپورٹ دیکھتے ہوئے کہا-

وکیل:-اس وقت جب حورین ہاسپیٹل میں تھیں موجود نرس اور ڈاکٹر صاحب آئیں اور اپنی گواہی پیش کریں-

ڈاکٹر:-جو کچھ کہوں گی سچ کہوں گی سچ کے سوائے کچھ نہیں کہوں گی-انہوں نے حلف لیتے ہوئے کہا-جب حورین کو لایا گیا تو ان کی کلائی سے مسلسل خون بہنے کی وجہ سے ہوش میں لانا بہت مشکل تھا لیکن ہم نے اسے واپس زندگی کی طرف لانے کے لیے تگودو کی جس کے نتیجے میں وہ سروائیو تو کر گئی تھیں-لیکن ہاسپیٹل کا بل ادا کرتے خاموشی سے یہاں سے چلی گئی تھیں-جب نوراں اور رحیم بابا واپس آئے اس کا پتہ کرنے تو وہ یہاں سے جا چکی تھی-

نرس:-جو کچھ کہوں گی سچ کہوں گی سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گی-حلف لیتے ہوئے بیان دینا شروع کیا-جو کچھ ڈاکٹر صاحبہ نے کہا من و عن سچ کہا-جب اسے ہوش آیا تھا میں وہیں موجود تھی نوراں اور رحیم بابا مجھے اس کا خیال رکھنے کا کہہ کر گئے تھے میں نے خیال اس لیے بھی رکھا کہ میں نوراں کی خالہ زاد بہن تھی-ہوش آنے پر حورین بی بی بار بار کہہ رہی تھیں اذلان

تم نے مجھے آخر کار موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کی ہے-میں اب اتنی دور جاؤں گی کہ تم مجھے تلاش نہیں کر پاؤ گے اور واپس جب آؤں گی تو تم مجھے نہ اگل سکو گے اور نگل سکو گے میں تمام حساب برابر کرنے واپس لوٹ کر آؤں گی-اس سے ثابت ہوتا ہے وہ جہاں بھی گئی ہیں وہ اذلان صاحب سے بدلا لینا چاہتی ہیں وہ واپس لوٹ کر آئیں گی-اور یہ بھی کنفرم ہے کہ انہوں نے ہی اسے قتل کرنے کی کوشش کی تھی-

وکیل:-وکیل صفائی کچھ پوچھنا چاہیں گے-

وکیل صفائی:-جس وقت حورین آپ کے پاس لائی گئی تھیں-کلائی کٹی ہوئی تھی آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کلائی کاٹی گئی تھی-وہ خودکشی بھی تو کر سکتی تھیں-

نرس:-اگر انہوں نے خودکشی کی ہوتی تو ہوش میں آنے کے بعد بدلہ لینے کی بات نہیں کرتیں- یہاں سے جانے کی بات نہیں کرتی وہ پہلے ہی خودکشی کی بجائے یہاں سے جانے میں عافیت سمجھتی-اس نے جواب دے کر اسے لاجواب کر دیا-

وکیل:- یہ رہی ہاسپیٹل کیمرہ ویڈیو جب وہ یہاں سے گئی تھیں اور ہوش میں آنے پر ان کے کہے گئے الفاظ جو ہاسپیٹل کے کمرے میں نرس نے سنے تھے-

جج محترم نے تمام ویڈیو دیکھی اور اذلان کو اپنی صفائی کے لیے بلایا اتنی اچانک کیس کے گواہ اور کیس کا ہونا اسے کچھ نہیں کرنے کی مہلت ملی وہ پریشان سا ہو گیا تھا-

اذلان:-میں کہنا چاہتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے مجھے اس کیس میں پھنسایا جارہا ہے اتنی اچانک سب ہوا ہے کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ یہ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں-

جج:-تمام ثبوتوں کے باوجود آپ کو کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے جبکہ آپ کوئی گواہ پیش نہیں کر پائے ہیں-تمام ثبوتوں اور گواہوں کے بعد عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ اذلان کو 10 لاکھ جرمانہ اور 5 سال قید مشقت کاٹنی ہو گی چونکہ حورین زندہ ہیں تو ان کی سزا اس حساب سے کم کی جاتی ہے جو حالات وواقعات بیان کیے گئے ایسے شخص کو تو زندہ درخور کرنا چاہیے-پہلی ہی پیشی پر عدالت برخواست کی جاتی ہے-اذلان کو پولیس لے کر جارہی تھی اور تہامی کسی حد تک سرخرو ہوا تھا کہ وہ یہ انصاف اسے دیلانے میں کامیاب ہوا تھا اب اسے تلاش کرنے کا مرحلہ باقی تھا-

---

مس تحریم کا لیکچر سننے کے لیے آج بہت سا ہجوم پہلے سے ہی موجود تھا- جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوئیں سب نے احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا-اور السلام و علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ انہوں نے ادا کیے اور سلام کے جواب میں مس تحریم نے بیٹھتے ہوئے وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہا-اور ساتھ ہی سب کی خیریت دریافت کی- جس کے جواب میں سب نے یک زبان اپنے ٹھیک ہونے کی اطلاع دی- جس پر وہ مسکرادیں-اور لیکچر کا آغاز کیا-وہ بولنا شروع ہوئیں اور سب نے کاپی پینسل سنبھال لی-وہ سننے کے لیے محو ہو چکی تھیں-آپ آہستہ آہستہ مذاہب کے بارے میں جان رہے ہیں تو آج کا لیکچر مذہب عیسائیت پر ہے اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ آپ کو سمجھنے میں مدد دے اور سہی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین- تو سب سے پہلے عقیدہ تثلیث پر بات کریں گے-

عقیدہ تثلیث:- موجودہ عیسائی مذہب میں خدا تین اقانیم سے مرکب ہے- باپ, بیٹا اور روح القدوس-اس عقیدے کو عقیدہ تثلیث کہتے ہیں-اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کچھ علماء اور ان کے پیروکاروں کا کہنا ہے- باپ بیٹا اور روح القدوس کے مجموعے کا نام خدا ہے اور کچھ عیسائی علماء کے نزدیک

باپ , بیٹااور کنواری مریم علیہ السلام کا مرکب ہے- مگر عام طور پر عیسائی روح القدوس کو اقنوم تسلیم کرتے ہیں- آسان سے الفاظ میں وہ حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں- اور اللہ کو ان کا باپ, اور مریم علیہ السلام کو ان کی ماں تسلیم کرتے ہیں- اقانیم کو سمجھنے کے بعد آگے بڑھتے ہیں کہ ان کی تعلیمات میں کون سی کتب موجود ہیں- انہوں نے گہرا سانس لے کر کتابوں کے نام بتائے-

حضرت عیسی علیہ السلام کے ماننے والوں نے یہ کتب تحریر کی ہیں- جن میں ان کے مطابق حضرت عیسی علیہ السلام نے جو تعلیمات دی ہیں جو اللہ تعالی نے ان کو احکامات دیئے تھے وہ اس میں درج کیے گئے ہیں- یہ اناجیل کے نام سے جانی جاتی ہے جس کے الگ الگ حصے مندرجہ ذیل ہیں کے نام کچھ اس طرح سے ہیں-

1) انجیل متی

2) انجیل مرقس

3) انجیل لوقا

4) انجیل یوحنا

ان کتابوں کے نام جاننے کے بعد عقیدہ تثلیث کو انجیل میں دیکھتے ہیں کہ آیا وہ کیا کہتی ہے- جبکہ وہ ہمارے مطابق تحریف شدہ ہیں-

عقیدہ تثلیث انجیل کی تعلیمات کے برعکس-:

عقیدہ تثلیث انجیل کی تعلیمات کے برعکس ہے آیئے اسے جاننے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ عیسائیت کے لوگ اسے نہیں مانتے ہیں- پہلے چند آیات کو دیکھتے ہیں-

ترجمہ-:

"سن اے اسرائیل "خداوند تمہارا خدا اکیلا خداوند ہے"-

انجیل مرقس میں یہ اس طرح بیان کیا گیا ہے-

"ائے اسرائیل سن: وہ خداوند ہمارا خدا ہے اور طاقت سے محبت رکھ"-

یہ کہنا مناسب ہو گا کہ عقیدہ تثلیث انا جیل کی تعلیمات کے خلاف ہے- اگلی آیات دیکھتے ہیں-

"بہت سے لوگ اس کی پیدائش سے خوش ہوں گے کیونکہ وہ خدا کے حضور بزرگ ہو گا اور ہر گز نہ کوئی شراب پیے گا اور اپنی ماں ہی کے بطن سے روح القدس سے بھر جائے گا۔ "

(لوقا 1:14:15)

"اولاد کے بدلے میں باپ دادا نہ مارے جائیں گے اور نہ باپ کے بدلے اولاد ماری جائے گی"۔

یہاں کہا گیا اولاد کے بدلے نہ باپ مرے گا اور نہ ہی باپ کے بدلے اولاد تو پھر عیسی علیہ السلام کفارہ بن کر کیسے آ گئے۔

ترجمہ:۔

"سانپ کے بہکانے پر باغ عدن میں شجر ممنوعہ کھا لینے سے حضرت آدم نے خدا کا گناہ کر کے غضب ناک کام کیا اور ان کا یہ گناہ معاف نہیں کیا گیا تھا"۔

اللہ کریم توسب کے گناہ معاف کرنے والا ہے-تو حضرت آدم جو بر گزیدہ اور اللہ کے پیارے تھے ان کا گناہ معاف نہیں کیا کیسے ممکن ہے جبکہ وہ معاف کرنے والا ہے-

ترجمہ-:

"یہ گناہ پیدائشی طور پر ورثہ میں ملا ہے-انسان پیدائشی طور پر گناہ گار ہے"-

عقل سے کام لیں تو کسی ایک بندے کا گناہ کسی اور کے ذمے کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اللہ کریم انصاف کرنے والا ہے وہ کیسے کسی ایک کی غلطی کی سزا دوسرے کو دے گا-وہ بھلا بے انصاف کیسے ہو سکتا ہے-

"جہنم ہر انسان کا مقدر ہے

آخر کار اللہ نے ایک راہ نکال کر اپنے بیٹے کو نجات دہندہ کے طور پر بھیجا اور اس نے جان دے کر انسان کو گناہ سے پاک کر دیا"-

کیسے گناہ سے پاک کر دیا- جبکہ گناہ کسی اور کا قربانی اللہ نے اپنے ہی بے گناہ بیٹے کو دے دی- جو کہ در حقیقت ان کا بیٹا ہے ہی نہیں وہ تو اکیلا ہے- یکتا ہے اسکا کوئی ہمسر ہے ہی نہیں-

"مسیحت کے پیروکار کے مطابق عقیدہ تثلیث پر ایمان لانے سے ان کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں"-

عیسائیت کے مطابق نیک اعمال نجات کا سبب نہیں بن سکتے ہیں- کیونکہ انسان پیدائشی طور پر گناہ گار ہے- اگر انسان گناہ گار ہے تو وہ کوئی ایک تھا باقی سب نے کیا کر دیا ہے- جو وہ گناہ گار ہی ٹھہرایا گیا ہے-

عقلی دلائل:- عقلی دلائل سے دیکھیں تو یہ بات واضح ہے کہ انسان نہ تو گناہ گار ہے اور نہ ہی کسی کا گناہ اس کے سر تھوپا جائے گا اس کے اعمال کا ذمہ دار وہ خود ہے کسی اور کے اعمال

کا ذمہ دار وہ نہیں ہے۔چند سوال جو عقلی دلائل کے طور پر ہمارے سامنے آتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1 کیا آدم کا گناہ معاف نہیں ہوا؟

(2 کیا سب پیدائشی گناہ گار ہیں؟

(3 کیا صرف عقیدہ تثلیث پر ایمان رکھنے سے انسان نجات پا سکتا ہے؟

(4 کیا اللہ کی صفت رحم اور عدل جھوٹ پر مبنی ہے؟

(5 کیا حضرت عیسی کو صلیب پر چڑھا دیا گیا ہے۔

ان سوالوں کو دیکھیں تو یقین رکھیں عقل ان کو تسلیم نہیں کرتی ہے ان کے جواب ہمارے ذہنوں میں خود بخود آجاتے ہیں ان کے جواب کسی سے لینے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے بس اپنی عقل کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے جواب ہمارے سامنے ہوں گے۔

اب دیکھتے ہیں کچھ ایسی تحریریں جو اناجیل میں موجود ہیں۔جو عجیب ہی راہ اختیار کرتی ہیں۔جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔پہلا پوائینٹ دیکھیں۔

خداوند کی پیدائش-:

ترجمہ-:

"جب وہ وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اس کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا اور ان کا پہلوٹھا بیٹا پیدا ہوا اور اس نے اس کو کپڑے کی چرنی میں رکھا کیونکہ اس کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی-

"

)لوقا: باب نمبر 2-آیت نمبر 6(

خدا پیدا تو ہوا لیکن خدا کے پاس کچھ ایسا نہیں تھا- جس کی مدد سے وہ اپنے بیٹے کو ایک اچھی جگہ رکھ سکے خدا کی زمین تو بہت بڑی ہے پر بیٹے کے لیے جگہ نہیں تھی ایسے ہی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ یہ کیا مذاق ہے-

ترجمہ-:

"وہ جس عورت سے پیدا ہوا ہے کیونکر پاک ہو سکتا ہے"-

وہ خداوند تو ہے لیکن عورت سے پیدا ہو گیا ہے تو وہ پاک ہی نہیں ہے جب خدا ہی پاک نہیں ہے تو اس کی ماں بھی اسی جگہ ہے معاذ اللہ ! اللہ کریم ہدایت عطا فرمائے۔

)ایوب کی کتاب, باب 25, آیت نمبر 4(

خدا کا ملک۔:

"جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت عم میں پیدا ہوا تو دیکھ کئ مجوسی یورپ سے یروشلم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟؟"

)متی باب نمبر, 2 آیت نمبر 4(

مطلب خدا کا کوئی دیس نہیں تھا سب ڈھونڈھ ہی رہے تھے۔

خدا کا روزگار۔:

"کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی ہے؟ اور کیا اس کی بہنیں ہمارے ہاں نہیں؟؟ پس انہوں نے اس کے سبب سے ٹھوکر کھائی"۔

یہ آیت تو پڑھ کر ہنسی اور غصہ ملا جلا ہو جاتا ہے۔

خدا کی غربت:۔

"یسوع نے اس سے کہا کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کے لیے سر دھرنے کی جگہ نہیں"۔

(متی, باب 8 آیت نمبر 20)

ابن آدم کے لیے سر رکھنے کی جگہ ہی موجود نہیں ہے۔

خدا کی نشوونما:۔

"اور وہ (یسوع) لڑکا بڑھتا اور قوت پاتا گیا اور حکمت سے معمور ہوتا گیا اور خدا کا فضل اس پر تھا"۔

(لوقا باب 2 آیت نمبر 40)

خداوند کی نشونما بھی انسان کے روپ میں ہو سکتی ہے۔

بے اختیار خدا:۔

"میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا"

(یوحنا باب نمبر 5 آیت نمبر 30)

خدا ایسی ہستی ہے جو اپنے آپنے لیے کچھ کر ہی نہیں سکتا تو انسانوں کے لیے کیسے کرے گا۔

وقت کے بارے میں نہیں جانتا:۔

"اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے, نہ بیٹا, نہ باپ"۔

(مرقس باب 13, آیت 32)

یعنی خدا ایسا ہے جو کچھ نہیں جانتا تو وہ اتنی بڑی دنیا بغیر جانے چلا رہا ہے۔

خدا کا شیطان سے آزمایا جانا:۔

"جب ابلیس تمام آزمائش کر چکا تو کچھ عرصے کے لیے اس سے جدا ہوا"۔

(لوقا باب نمبر 4 آیت نمبر 13)

اب خدا شیطان سے اپنی آزمائش لے گا۔

بھوکا خدا:۔

"چالیس دن اور چالیس رات کو فاقہ کر کے آخر اسے بھوک لگی"۔

(متی باب 4, آیت 2)

خدا ہو اور اسے بھوک لگے ایسا کیسے ممکن ہے۔

خدا کی پیاس:۔

"اس کے بعد جب یسوع نے جان لیا کہ سب باتیں تمام ہوئیں تاکہ نوشتہ پورا ہو تو کہا میں پیاسا ہوں"-

(یوحنا باب نمبر 19 آیت نمبر 28)

خدا کا سونا-:

"اور وہ خود گدی پر پیچھے کی طرف سو رہا تھا"-

(مرقس, باب 4 آیت 38)

خدا کی تھکن-:

"یسوع سفر سے تھکا ماندہ ہوا کہ اس کنوئیں پر یونہی بیٹھ گیا"-

(یوحنا, باب 4, آیت 6)

خدا کا رونا-:

"یسوع کے آنسو بہنے لگے"۔

(یوحنا باب نمبر 11, آیت 35)

ان آیات کو دیکھیں تو کیا عقل اس بات کو تسلیم کر سکتی ہے۔

خدا کی کمزوری۔:

"اور آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دیکھائی دیا جو اس کو تقویت دیتا تھا"۔

(لوقا باب 22, آیت 43)

خدا پر موت کا فتوی۔:

"سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت رہی تم نے یہ کفر سنا تمہاری کیا رائے ہے؟ ان سب نے فتوی دیا وہ قتل کے لائق ہے"۔

(مرقس باب 14, آیت 64)

خدا کی وفات-:

"پھر یسوع نے بڑی آواز کے ساتھ چلا کر دم دے دیا"-

)مرقس باب 27 آیت 37(

خدا کی لاش-:

"اس نے پیلاطس کے پاس جا کر یسوع کی لاش مانگی اور پیلاطس نے دے دینے کا حکم دیا"-

عجیب بات نہیں ہے ان آیات کو سمجھیں تو کیا لگتا ہے کہ اللہ کریم ایسا ہو گا- کیا اللہ کریم مر سکتا ہے؟؟ کیا اللہ کریم جو انسانوں کو پیدا کرنے والا ہے وہ بیروزگار ہو گا؟؟ کیا وہ کمزور ہو گا؟؟ ہماری عقلیں جانے کس جگہ ہیں- کس طرح سے ہمیں ذلیل و رسوا کر رہی ہیں-

---

میگھا کو ہوش آچکا تھا-وہ کمرے میں اکیلی تھی ایک لمحے کے لیے اس نے سوچا تھا اس کے ساتھ کیا ہوا ہے اور اگلے ہی لمحے سب یاد آنے پر اس نے نظریں اپنے ارد گرد گھمائیں- اسے اپنا ماضی ایک بار پھر یاد آیا تھا-وہ ایک لمحے کے لیے رکی-اس نے پاس پڑے اپنے یونیورسٹی بیگ کو دیکھا-اس میں سے اس نے پین اور نوٹ بک نکالی اور ایک تحریر جلدی سے لکھنے لگی-

میں جانتی ہوں آپ مجھ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں میں اس بات کو مانتی ہوں میں یہ بھی مانتی ہوں کہ آپ نے مجھے تلاش کرنے کی ہمیشہ کوشش جاری رکھی ہے میں آپ کو کئی بار مل بھی گئی تھی لیکن میں کچھ کہہ بغیر آپ سے دور چلی گئی-کیونکہ مجھے آپ میں کسی کا عکس نظر آتا تھا- کسی کی محبت جھلکتی محسوس ہوتی تھی میں نہیں جانتی ایسا کیوں تھا لیکن جس کی محبت میں گرفتار میں تھی مجھے آج بھی اسکا انتظار ہے میں آپ کے ساتھ نہیں چل سکتی ہوں میں آپ کو وہ محبت نہیں دے سکتی جو میں کسی اور سے کر چکی ہوں- جس سے ایک بار محبت کی جائے اس سے بے وفائی تو نہیں کی جاسکتی میری رگوں میں وہ سمایا ہوا ہے- میری سانسوں میں بستا ہے جبکہ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ میری دسترس سے بہت دور

ہے-میں آپ سے رتی برابر آج جھوٹ نہیں بولوں گی-میں کسی کی منکوحہ تھی میں نے بہت سا وقت اس کے ساتھ گزارا ہے اس کے بغیر میں نامکمل سی تھی بچھڑی ایسے کہ وہ مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا جبکہ اس نے وعدہ کیا تھا کچھ وقت کی دوری کو وہ مٹادے گا وہ ہمارے تعلق کو ٹوٹنے نہیں دے گا وہ ہمیشہ پاس رہے گا-میرے دل پر حکمرانی کرے گا اور میں اس کے دل پر حکمرانی کروں گی لیکن ایسا نہیں ہوا وہ تو میرے دل پر حکمرانی کرتا رہا لیکن میں اس کے دل پر حکمرانی نہیں کر سکی,اس کے دل میں اپنے لیے محبت ختم ہو گئ- جب اس نے ڈائیورس پیپر بھیج کر میری ایک آخری امید کی کرن بھی ختم کر دی لیکن میرے دل و دماغ سے وہ آج تک نہیں نکل پایا ہے-اگر میں آپ کو اپنا بھی لوں میں اسے نہیں بھول سکتی ہوں وہ بلکل آپ کی طرح تھا کبھی کبھی تو مجھے اس کی صورت بھی آپ کی طرح لگتی ہے-میں آپ کے ساتھ انصاف نہیں کر پاؤں گی-میں واپس پاکستان جانا چاہتی ہوں اپنے رشتوں سے ملنا چاہتی ہوں-ایک بار اس کا بھی سامنا کرنا چاہتی ہوں اس سے سوال کرنا چاہتی ہوں کئ بار سوچا اسے تلاش کرنے کے لیے لیکن ہمت نہیں ہوئی,دل مانتے مانتے رک جاتا ہے, کبھی کبھی ایسا بھی محسوس ہوتا ہے کہ ہو سکتا ہے-ڈائیورس پر بھی مجھ سے دھوکہ کیا گیا ہو جس طرح تمام زندگی میں نے ایک دھوکے میں ہی گزار

دی-اس لیے اب کی بار فیصلہ کر چکی ہوں میں واپس جاؤں گی-پھر سے ایک تلاش جاری رکھوں گی اگر تو وہ مل گیا تو زندگی اس کے سنگ گزار دوں گی اگر نہیں مل پایا وہ سچ ہوا جو میں جانتی ہوں تو میں اکیلے ایک بار پھر سے یہ زندگی جی کر گزار لوں گی واپس نہیں لوٹ کر جاؤں گی اور نہ ہی میں آپ کے پاس آسکتی ہوں-مجھے معاف کر دیجیے گا-میں واپس جا رہی ہوں-ہیری اور ایلکس کو بھی کہیے گا مجھے معاف کر دیں ہماری دوستی کا سفر یہیں تک تھا-خدا حافظ !(میگھا)

وہ یہ خط کمرے میں چھوڑ کر ایک بار پھر سے یہاں سے چلی گئی تھی-جو مسلہ تھوڑا تھا وہ اب مزید بڑھ چکا تھا ایک نئی تلاش جاری ہو رہی تھی-سب سے پہلے وہ گھر گئی تھی اس نے اپنا پاسپورٹ اٹھایا تھا اور پھر کچھ سامان پیک کر کہ ٹکٹ بک کروانے چلی گئی تھی-جیسے ہی اس کا ٹکٹ کنفرم ہوا وہ وہاں سے ایک گیسٹ ہاؤس میں کمرہ لے کر وہاں آج کی رات گزارنے کے لیے گئی-وقت اسے پھر سے واپس لے جانے کے لیے آیا تھا-اور صبح کی ٹکٹ اس کی کنفرم ہوئی تھی-ایک بار پھر وہ میر کی آنکھوں سے اوجھل ہو چکی تھی-اور وہ خالی ہاتھ رہ گیا تھا-

مذہب اسلام:-

اسلام کا تعارف:-

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا کا بہترین اور سب سے بڑا مذہب ہے کیونکہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ پیروکار اسی مذہب کے پائے جاتے ہیں-اس مذہب کے پیروکار دعوی کرتے ہیں کہ اسلام قدیم ترین مذہب ہے اس جیسا مذہب کوئی بھی نہیں ہے- یہ مذہب تمام تر ثبوتوں کے ساتھ ہر بہترین احکام لیے ہوئے ہے اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ رہتی دنیا تک کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے-

مفہوم:-لفظ اسلام, مسلم سے مشتق ہے جس کے مع ی امن و سلامتی کے ہیں یہ لفظ تسلیم اور سپردگی کے معنی میں بھی استعمال ہو ہے- یعنی خود کو خدا کی مرضی پر اس کے حوالے کر دینے کا نام اسلام ہے-

اسلام سے پہلے دنیا کے حالات-:

اسلام سے پہلے دنیا اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی-اسلام سے پہلے دنیا ہلاکت کے دہانے پر کھڑی تھی-اسلام سے رہبانیت نے اپنی جگہ بنالی تھی-تمام مذہبی صحیفے اور اس کے احکام و قوانین تباہی کا شکار ہو چکے تھے-

دنیا کی مذہبی, معاشرتی اور سیاسی حالت-:

ایرانی, ہندوستانی, رومی ,یونانی, چینی اور عربوں کی تہذیب مذہبی, معاشرتی اور سیاسی حالت انہتائی بدترین تھی-اولاد کشی میں خاص طور پر بیٹیوں کو زندہ دفنا دیا جاتا تھا-زنا کاری عام سی بات تھی سیاسی انتشار خوب پھیلا ہوا تھا قبائلی نظام تباہی کا شکار تھا- جنگیں ایم بار شروع ہوتی تھیں تو کئی عرصے تک جاری رہتی تھیں-شراب نوشی, جوا, سودی کاروبار, توہم پرستی عام تھی-عورت کو کوئی مقام حاصل نہیں تھا-بت پرستی عام بات تھی جس میں تین بڑے بتوں کی پوجا کی جاتی تھی باقی چھوٹے بے شمار تھے-بڑے بتوں کے نام-:

1) لات

2) منات

3) عزی

اس کے علاوہ صائبین, دہریے , یہودی اور موحدین بھی اس وقت لوگ موجود تھے-

اسلام کے بنیادی عقائد-:

1) ایمان:-اسلام قرآن کے ذریعے جن حقیقتوں کی طرف بلاتا ہے اور ان پر مبنی جس نظام زندگی کی دعوت دیتا ہے ان کے لیے اس قسم کے زندہ و فعال ایمان کا مطالبہ کرتا ہے-

2) توحید:-اس کا مطلب اس کائنات کا تمام نظام صرف ایک ہستی چلا رہی ہے وہ رب کریم ایک ہی ہے اسکا کوئی ہمسر نہیں ہے-وہ اکیلا ہے, یکتا ہے-

3) رسالت:-الہامی احکامات پر عمل کا محتاج انسان ہمیشہ سے رہا ہے-جو کہ رسالت سے ہی ممکن ہے-

(4آخرت:-دنیاکی زندگی کے بعد آخرت کی زندگی کا یقین ہونا ہے-

(5دین:-دین تمام زندگی بسر کرنے کے تماامور پر مشتمل

ہے-

(6عبادات:-تصور عبادت پوری زندگی پر محیط ہے-

(7نصب العین:-اسلام انسانی زندگی کو ایک بے مقصد مکمل تماشے کی حیثیت نہیں دیتا

بلکہ مکمل نصب العین فراہم کرتا ہے-

السلام کی اخلاقی تعلیمات-:

انسان کو مکمل طور پر ایک بہترین اخلاق کی طرف گمزن کیا گیا ہے-بہترین اخلاق کے

ساتھ بات کرنے کا کہا گیا آیئے آج اس کا جائزہ لیتے ہیں-

رہبانیت-:

اسلام رہبانیت اختیار کرنے کی اجازت بلکل نہیں دیتا ہے-چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے-

ترجمہ-:

"اور رہبانیت جسے انہوں نے از خود گھڑا انہیں اسکا حکم نہیں دیا تھا"۔

دارین کی کامیابی:-

اخلاق بھی اسلام میں ایک عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔

ارشاد باری ہے:-

ترجمہ:-
"مومنو! اپنے صدقات کو احسن رکھنے اور ایذا دینے سے برباد نہ کرو"۔

اچھائی اور برائی کا معیار:-

انسان کبھی بھی اپنی عقل کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا ہے وہ جس چیز کو اچھا سمجھتا ہے در حقیقت وہ اس کے لیے اچھی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ اس کے لیے مضر ہوتی ہے۔قرآن پاک ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے۔

ترجمہ:-

"عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لیے مضر ہو خدا ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔
"

سیاسی تعلیمات:-

(1 اقتدار اعلی:-

ترجمہ:-

"حکم سوائے اللہ کے کسی اور کا نہیں"۔

(یوسف :40)

ترجمہ:-

"کہا کہ اختیارات تو سارے اللہ کے ہاتھ میں ہیں"۔

)آل عمران:154(

شوری-:

ترجمہ-:

"اور مسلمانوں کا کام آپس کے مشورے سے چلتا ہے"-

)الشوری : 38(

معاشی تعلیمات-:

جدوجہد-:

ترجمہ-:

"بے شک ہم ہی نے تمہیں زمین پر رہنے کی جگہ دی اور اس میں تمہارے لیے سامان معاش پیدا کیا"-

)اعراف:10(

وعدے کی پابندی-:

ترجمہ-:

"وعدہ پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا"-

)بنی اسرائیل : 34(

معاشرتی تعلیمات-:

معاشرت, نظریاتی معاشرہ, توحید, رسالت, آخرت, مشاورت, مساوات, رواداری, عدل وانصاف, اعتدال, حقوق وفرائض کا پورا ہونا, احساس ذمہ داری, تحمل و بردباری , اخوت وبھائی چارہ جیسی تعلیمات اسلام نے دی ہیں-

ارکان اسلام-:

حدیث-:

ترجمہ-:

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلن اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا"۔

اسلامی تہذیب کی بنیاد انہیں ارکان پر مشتمل ہے۔

(1 اقرار توحید ورسالت:۔اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اللہ کو صرف ایک ماننا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرنا۔

(2 نماز:۔نمازیں دن میں 5 مرتبہ فرض کی گئیں جو جسم سے روح تک کا تعلق ہے۔

(3 زکوۃ:۔دولت کو دولت مندوں تک رہنے دینے کی بجائے غریبوں تک پہنچانے کا ذریعہ زکوۃ ہے جو سال میں ایک بار ہر مسلمان پر فرض کی گئی ہے۔

(4روزہ:-رمضان کے پورے مہینے میں فرض کیا گیا ہے جو کہ ہماری جسمانی صحت کے لیے اور غریبوں کا احساس برقرار رکھنے کے لیے فرض کیے گئے ہیں-

(5حج:-بیت اللہ کا طواف, میدان عرفات میں وقوف اور منی میں رمی جمار وغیرہ مخصوص طریقے سے مخصوص ایام و مہینوں میں سرانجام دینا "حج" کہلاتا ہے-

NovelHiNovel.Com

السلام قبول کرنے کا طریقہ-:

السلام قبول کرنے کا طریقہ انتہائی آسان ہے-دوسرے مذاہب کی طرح عجیب و غریب طریقے اس میں موجود نہیں ہیں-صرف غسل یا وضو کر کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو سکتے ہیں-اگر وضو اور غسل کا وقت نہ بھی ملے تو خود ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو سکتا ہے-اور بعد میں ظاہر ہونے پر باقی سب مسلمان اسے قبول بھی کر لیتے ہیں-

اسلام کی مذہبی کتب-:

قرآن کریم اسلامی کتاب ہے جو محفوظ ترین کتاب ہے جیسے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتری بلکل اسی طرح آج بھی موجود ہے-اس کے زیر زبر کسی بھی لفظ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی- یہ بات پوری دنیا مانتی ہے کہ قرآن جیسا اتارا گیا اتنے سال گزرنے کے بعد بھی ویسے ہی محفوظ ہے کیونکہ اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ رب کریم نے خود لیا ہے-

قرآن کریم کے بعد احادیث کی کتب آتی ہیں- جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال, افعال اور مشاہدات موجود ہیں-سب سے زیادہ پڑھی اور مانی جانے والی کتب 6 ہیں- جنہیں صاح ستہ بھی کہتے ہیں-

1) بخاری شریف

2) صحیح مسلم

3) جامع تمذی

4) سنن ابی داؤد

5) سنن نسائی

6) سنن ابن ماجہ

یہ کتابیں دین کا حصہ ہیں ان میں بھی سب سے زیادہ اہمیت پہلی دو کتابوں کو حاصل ہے-

ترجمہ:-

"بے شک ہم ہی نے اسے نازل کیااور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"-

(9:15)

جیسے ہی میر نے تمام کہانی ان دونوں کے گوش گزار کی وہ حیران ہی تو ہوئے تھے اتناسب سہنے پر وہ خود پر ایک خول چڑھا چکی تھی-اور سب غم,درد خود کے حصے میں لیے چل رہی تھی-وہ لوگ ابھی یہ بات کر ہی رہے تھے کہ نرس دوڑتے ہوئے آئی-ڈاکٹر ایلکس میگھا روم میں نہیں ہے-وہ پتہ نہیں کہاں چلی گئ-

کہاں جاسکتی ہے وہ جلدی سے دوڑتے ہوئے روم کی طرف بڑھا میر اور ہیری بھی اس کے پیچھے ہی گئے تھے-وہ وہاں موجود نہیں تھی لیکن وہ خط انہیں مل گیا تھا جو وہ ان تینوں کے لیے چھوڑ کر گئی تھی-

اب کی باران کا رخ اس کے گھر کی طرف تھا جیسے ہی وہ وہاں پہنچے وہ وہاں سے بھی ان سے پہلے نکل چکی تھی ایک بار پھر وہ ان سے بچھڑ چکی تھی-ایک بار پھر سے میر خالی ہاتھ رہ گیا تھا-زندگی نے ایک بار ان دونوں کو بچھڑنے پر مجبور کر دیا تھا-زندگی کی ستم ظریفی ایک بار پھر اس کا مقدر بن چکی تھی-

---

کون ہے؟؟

اس نے دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا-لیکن کوئی جواب نہیں ملا دوسری طرف سے مکمل خاموشی تھی-اس نے پھر سے وہی الفاظ دہرائے باہر کون ہے؟؟اس بار کوئی جواب آنے کی بجائے دروازہ دوبارہ بجایا گیا-اس نے دروازہ کھولنے کی بجائے دروازے کے سوراخ

میں سے باہر کی جانب دیکھا اور ایک دم حیران ہوئی کہ یہاں کیوں آیا ہے اس نے سوچا اور اگلے ہی لمحے اپنے ماضی سے جان چھڑوانے کے لیے اس نے دروازہ کھولنے کی بجائے خاموشی اختیار کر لی- لیکن اس بار اسے باہر سے آواز سنائی دی-

دروازہ کھول دو- یقین سے کہتا ہوں آپ نے مجھے دیکھ لیا ہے- لیکن اب کی بار اندر سے خاموشی رہی-

میں کہہ رہا ہوں دروازہ کھول دو نہیں تو میں دیوار کود کر آجاؤں گا-

یہ سن کر وہ تھوڑی سی پریشان ہوئی اور دروازہ کھولنے کی بجائے وہ پچھلے دروازے کی طرف بھاگی- جیسے ہی وہاں پہنچی پیچھے سے اسے دیوار سے صحن میں چھلانگ لگاتے کسی کی آواز سنائی دی- اور جلدی سے اس نے دروازہ عبور کیا اور گلی میں آتے ہی وہ ہاجراں بی بی کے گھر پہنچی تھی- اس نے بہانا بنایا کہ وہ ان سے ملنے کے لیے آئی ہے- کافی دیر وہ ان کے پاس بیٹھی رہی لیکن اسے فکر اس بات کی بھی تھی کہ وہ چلا گیا ہے یا ابھی ادھر ہی موجود ہے- رات تک وہ ان کے گھر رکی تھی- رات کے اندھیرے میں وہ واپس پلٹی تھی- اور وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ اب وہ یہاں بھی نہیں رہے گی- گھر آتے ہی اس نے کچن کا رخ کیا- لیکن کچن میں اس کی بریانی جو اس نے رکھی تھی غائب تھی- وہ حیران ہوئی یہ کہاں گئ

اس کے دماغ میں دھماکا سا ہوا کہ وہ ابھی یہیں پر موجود ہے اس کے ہی گھر میں بیٹھا ہے- اس کا انتظار کر رہا ہے- کہیں وہ بری طرح پھنس تو نہیں گئ ہے کہیں وہ اذلان کے ساتھ تو نہیں مل گیا- وہ حیران ہوتے ہوئے خاموشی سے واپس پلٹی اور اندھیری گلی میں واپس آ گئ- سردی بے انتہا تھی- اس نے بوتیک کا رخ کیا اس وقت تک بوتیک اوپن ہوتی تھی- اب اسے جلدی جلدی ایک اہم فیصلہ کرنا تھا- وہ گھر واپس اب نہیں جانا چاہتی تھی- اس نے اگلے ہی لمحے سوچا اور اپنی ایک ورکر سے بات کی جو بھروسے مند خاتون تھی-

حنا ایک بات پوچھو-:

جی باجی پوچھیں-:

حورین:- تم اتنی مہارت سے کام کرتی ہو تم نے اپنی بوتیک اوپن کرنے کے بارے میں کیوں نہیں سوچتی ہو؟؟

حنا:-باجی اس کے لیے کافی سارے پیسے چاہیے ہیں-جو میرے پاس نہیں ہیں-

حورین:-اس کا مطلب تم اپنی بوتیک اوپن کرنا چاہتی ہو لیکن تمہارے پاس پیسے نہیں ہیں-کیا تم میری بوتیک پارٹنر شپ پر چلاؤ گی؟؟

حنا:-لیکن ایسے کیسے آپ کی اچھی خاصی بوتیک چل رہی ہے آپ کیوں پارٹنر شپ کریں گی-جبکہ پیسے آدھے تو مجھے آپ کو دینے پڑیں گے-

حورین:-میں پڑھنا چاہتی ہوں اس لیے میں بوتیک کو وقت نہیں دے سکتی ہوں-تمہیں پیسے دینے کی ضرورت نہیں ہے تم اپنی بوتیک سمجھ کر کام کرو-جو پرافٹ ہو گا وہ ہم آدھا آدھا کر لیں گی-محنت تمہاری چلتا ہوا کام میں تمہیں دوں گی-بس ایمانداری سے کام کرتی رہنا-

حنا:-باجی آپ سچ کہہ رہی ہیں؟؟

حودین:-میں کیوں مذاق کروں گی-

حنا:-ٹھیک ہے پھر میں آپ کی بوتیک پر بہت محنت کروں گی-

حورین:-گڈ گرل میں کل ہی ڈاکومنٹس بنواتی ہوں-

اس سے بات کرنے کے بعد اس نے ایک اچھے سے وکیل سے مل کر ڈاکومنٹس تیار کروائے-اور اگلے ہی دن حنا سے معاہدہ کر لیا-اور سلائی سنٹر بھی اسی کے حوالے کر دیا-اب اس نے یہاں سے کوچ کرنے کا سوچ لیا-حنا کو ہی اپنے گھر بھیج کر سامان منگوایا جب حنا وہاں پہنچی تو وہ وہاں موجود نہیں تھا-اس نے رات بھر انتظار کیا تھا اگلے دن بھی وہ نہیں آئی تھی وہ سمجھ چکا تھا وہ یہاں سے جا چکی ہے-اب لوٹ کر نہیں آئے گی اس کی تلاش پھر سے جاری رکھنی ہو گی-لیکن وہ سمجھ نہیں پایا تھا وہ اس سے چھپ کر یہاں سے کیوں گئ تھی-وہ اپنا گھر مالک مکان کے حوالے کر کہ یہاں سے جا چکی تھی-------

اس نے محلے میں خاموشی سے چھان بین کی لیکن وہ اسے یہاں بھی نہیں ملی تھی-وہ حیران ہی تو تھا کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہوا لیکن وہ ہمت نہیں ہارا تھا وہ سمجھ چکا تھا وہ شائد اس سے ناراض ہے- لیکن اگر اس نے اب اسے تلاش کر لیا تھا تو آگے کرنا بھی کوئی مشکل کام نہیں تھا- لیکن وہ اسے ٹف ٹائم دینے والی تھی-

---

سائنس اور اسلام میں فرق۔

تحریر: ڈاکٹر نثار احمد

دین اسلام اس دنیا میں پہلے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ دنیا میں آیا اور دنیا کا سب سے قدیم مذہب ہے۔ ہر دور اور زمانے میں مختلف قوموں کے طرف انبیاء کرام کو مبعوث کیا گیا جن کو کام اپنی قوموں کی رینمائی کرنا تھا۔

سائنس اس کائنات میں موجود علوم میں سے ایک ہے۔ سائنس کے علاوہ بھی دنیا میں دیگر علوم کے سمندر موجود ہیں۔ ان تمام علوم کا مقصد اللہ کی معرفت ہے۔ سائنس کا ایک مخصوص طریقہ کار ہے جسے سائنسی طریقہ کار (scientific method) کہا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار کے مطابق سائنس صرف مشاہدات اور تجربات سے اخذ کیا گیا علم کہلاتا ہے۔

جہاں تک اسلام اور سائنس کا تعلق ہے تو بہت سے لوگوں کو اس پر بات کرتے سنا ہے۔ بہت سے لوگ اس حوالے سے شش و پنج کا بھی شکار ہیں۔ سائنس اور اسلام کا آپس میں کیا تعلق ہے اس حوالے سے نیچے مختلف پوائنٹس دیئے گئے ہیں۔

1۔ سائنس کائنات میں موجود قوانین اور دیگر اشیاء کے کھوجنے کا نام ہے۔ جس طرح اس کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے بالکل ویسے ہی تمام سائنسی علم بھی اللہ تعالیٰ کے ہی ودیعت کردہ ہیں۔ جیسا کہ اللہ قرآن میں آیت الکرسی میں فرماتا ہے۔

"کوئی بھی اس کی معلومات میں سے کسی چیز کو بھی نہیں گھیر سکتا مگر جتنا وہ خود چاہے (البقرہ:255)"

2۔ سائنسی علوم متغیر ہیں۔ ممکن ہے کہ آج جو کچھ سائنسی طور پر حقیقت مانا جا رہا ہے اسے مستقبل میں ہونے والی مزید تحقیقات غلط ثابت کر دیں۔ البتہ قرآن مین جو کائنات کے مختلف مظاہر کے حوالے سے معلومات موجود ہے وہ اٹل ہے۔

3۔ تمام سائنس کا قرآن سے ثابت ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ مختلف سائنسی نظریات اور ایجادات کو قرآن کے معنی میں تاویل کر کے قرآن سے ثابت کرنا صحیح نہیں۔ قرآن کی ایسی تفسیر بیان کرنا غلط ہے۔ کسی سائنسی نظریئے کی بابت قرآن کی آیتوں کے معنی میں تاویل کر کے کہنا کہ یہ قرآن میں پہلے سے بیان ہے درست رویہ نہیں۔ ممکن ہے وہ نظریہ مستقبل میں غلط ثابت ہو جائے۔

4۔قرآن وحدیث میں صریح طور پر بیان کی گئی باتیں کبھی سائنسی طور پر غلط ثابت نہیں ہو سکتیں۔اگر فی الحال بظاہر اسلام اور سائنس میں کسی چیز کے حوالے سے مطابقت نہ پائی جائے تو یہاں سائنس کو مزید علم کی ضرورت ہے۔جیسا کہ نظریہ ارتقاء کو جدید سائنس مسلسل غلط ثابت کیے جارہی ہے۔اس کے علاوہ قرآن وحدیث میں حجامہ، عجوہ کھجور، شہد اور دیگر اشیاء کے بیان کردہ خواص کو مستند سائنس ہمیشہ درست ثابت کرتی ہے۔

5۔سائنس نہ تو جنات کا انکار کرتی ہے اور نہ ہی آسمان کا۔اگر کوئی یہ کہے کہ جنات اور آسمان سائنسی طور پر موجود نہیں تو وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔سائنس فی الحال وہاں تک نہیں پہنچی کے ان چیزوں کا سراغ لے سکے۔

6۔دنیا کو کوئی مسلم سکالر یا عالم دین سائنسی علوم سیکھنے سے نہیں روکتا۔اگر کوئی قوم سائنس میں ترقی نہیں کر رہی تو یہ اس کے تعلیمی اداروں کی کوتاہی ہے نہ کہ اس کے پیچھے کوئی مذہبی وجہ ہے۔

7۔سائنسی ایجادات کے معاشرے پر مثبت اور منفی دونوں اثرات ہو سکتے ہیں۔ایسے میں سائنسی ایجادات کو انسان کی فلاح و بہبود کیلئے استعمال کرنے میں دین اسلام رہنمائی کرتا ہے۔

یہ تحریر ایک ادنی'سی کاوش ہے تاکہ لوگ اسلام اور سائنس کے تعلق کو بہتر سمجھ سکیں۔

شکریہ

حدیث نبوی اور سائنس کا اعتراف

کتے کے چاٹنے پر برتن کو مٹی سے دھونا:

حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضي اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

طُھُورُ اِنَاءِ اَحَدِکُم اِذَا وَلَغَ فِیہِ الکَلبُ اَن یَّغسِلَہ سَبعَ مَرَّاتٍ اولَاھُنَّ بِالتُّرَابِ (صحیح مسلم، الطھارۃ، باب حکم ولوغ الکلب، حدیث 279)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے

فَلیُرِقہُ اسے چاہیے کہ اس (میں موجود کھانا یا پانی) کو بہادے۔(مسلم، الطھارۃ، باب حکم ولوغ الکلب، حدیث 279)

اور ترمذی کی روایت یہ ہے:

اولَاھُنَّ اواخرَاھُنَّ بِالتُّرَابِ پہلی یا آخری بار مٹی سے دھونا چاہیے۔(جامع الترمذی، باب ماجاء فی سور الکلب، حدیث 91)

سائنس کا اعتراف:

کسی چیز کی محض ناپاکی سے صفائی کے لیے اسے 7 دفعہ دھونا ضروری نہیں، کسی چیز کو 7 دفعہ دھونے کا فلسفہ محض صفائی کرنے سے مختلف ہے۔کتے کی آنتوں میں جراثیم اور تقریبا 4 ملی میٹر لمبے کیڑے ہوتے ہیں جو اس کے فضلے کے ساتھ خارج ہوتے ہیں اور اس کے مقعد کے گرد بالوں سے چمٹ جاتے ہیں، جب کتا اس جگہ کو زبان سے چاٹتا ہے تو زبان ان جراثیم سے آلودہ ہو جاتی ہے، پھر کتا اگر کسی برتن کو چاٹے یا کوئی انسان کتے کا بوسہ لے جیسا کہ یورپی اور امریکی عورتیں کرتی ہیں تو جراثیم کتے سے اس برتن یا اس عورت کے منہ میں منتقل ہو جاتے ہیں اور پھر وہ انسان کے معدے میں چلے جاتے ہیں، یہ جراثیم آگے متحرک رہتے ہیں اور خون کے خلیات میں گھس کر کئی مہلک بیماریوں کا باعث بنتے ہیں چونکہ ان جراثیم کی تشخیص خوردبینی ٹیسٹوں کے بغیر ممکن نہیں۔شریعت نے ایک عام حکم کے تحت کتے کے لعاب کو فی نفسہ ناپاک قرار دیا اور ہدایت کی کہ جو برتن کتے کے لعاب سے آلودہ ہو جائے اسے 7 بار ضرور صاف کیا جائے اور ان میں سے 1 بار مٹی کے ساتھ دھویا جائے۔

انگلیوں کے نشانات اور نوز پرنٹ

Finger prints and Nose prints

"جو چیز بھی اس نے بنائی خوب ہی بنائی (سورۃ السجدۃ، آیت 7)"۔ کیا آسمان، کیا زمین، کیا کہکشائیں، کیا ستارے کیا سیارے، کیا سورج کیا چاند۔ اگر ہم اپنی زمین پر ہی غور کریں تو انواع واقسام کی نباتات، حیاتات وجمادات ہیں۔ ہر ایک کی اپنی شکل وصورت، حسن اور خوبیاں ہیں، اپنا اپنا انداز اور دائرہ اختیار ہے۔

اگر انسان پر ہی غور کریں تو ہر انسان دوسرے سے شکل وصورت، چال ڈھال، عادات و اطوار، خوبیوں اور خامیوں، سماعت وبصارت وبصیرت غرض ہر چیز میں مختلف ہے۔

انگلیوں کے نشانات کو لے لیں۔ اربوں انسان پہلے گذر چکے، اس وقت تقریباً آٹھ ارب انسان دنیا میں موجود ہیں۔ ہر انسان کی دس انگلیاں ہیں اسطرح فقط موجودہ انسانوں کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں 160 ارب بنتی ہیں۔ سبحان اللہ، اللہ پاک کی شان دیکھئے کسی بھی ایک انگلی کے نشانات باقی تمام انگلیوں سے مختلف ہیں۔ قرآن کہتا ہے "کیوں نہیں؟ ہم تو اس کی انگلیوں کی پور پور تک ٹھیک بنا دینے پر قادر ہیں (سورۃ القیامۃ، آیت 4)"۔ انگلیوں کے نشان تو ظاہری پہچان ہے، انسان کی اصل پہچان اسکا ڈی این

اے (DNA) ہے جو ہر انسان کا ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ شاید اسی بات کو قرآن اسطرح کہتا ہے "ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے (سورۃ القمر، آیت 49)"۔ اور "ہر انسان کا شگون ہم نے اس کے اپنے گلے میں لٹکا رکھا ہے (سورۃ بنی اسرائیل، آیت 13)"۔

حقیقت تو یہ ہے کہ انسانوں کے علاوہ ہر جاندار کا ڈی این اے دوسرے جاندار سے مختلف ہے۔ چاہے مویشی ہوں، پرندے ہوں، مچھلیاں ہوں یا کیڑے مکوڑے، اتنا تنوُع اور عدم مشابہت محض اتفاق تو نہیں! "کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور پھر اس کے ذریعے سے ہم طرح طرح کے پھل نکال لاتے ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور مویشیوں کے رنگ بھی مختلف ہیں" (القرآن، سورۃ فاطر آیت 27-28)۔

اس تنوع کی ایک مثال شہد کی مکھی ہے جس میں 10,000 جینز ہوتے ہیں اور ان جینز میں 36 کروڑ سے زیادہ بیس پیئرز (Base pairs) ہوتے ہیں جن میں شہد کی مکھی کی زندگی کی مکمل تفصیل ہوتی ہے کہ کہاں جانا ہے، کیسے آنا ہے، کیا کرنا ہے وغیرہ

وغیرہ۔ جیسے جیسے انسان کے علم کی گرہیں کھل رہی ہیں اسکے لئے نئ حیرتوں کا سامان پیدا ہو رہا ہے۔

نئ تحقیق کے مطابق مویشیوں جیسے گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، کتے، بلی اور دیگر جانوروں کے ناک کے نشانات(Nose prints) ، چوہوں کے کان کی نسیں، چمگادڑ کے پروں کے نشانات، انسانوں کے فنگر پرنٹس کی طرح ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ قرآن میں ہے کہ "زمین میں چلنے والے کسی جانور اور ہوا میں پروں سے اڑنے والے کسی پرندے کو دیکھ لو، یہ سب تمہاری ہی طرح کی انواع ہیں، ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے (سورۃ الأنعام، آیت 38)"۔ آجکل کمپیوٹر ٹیکنولوجی کی مدد سے خاص طور پہ مویشیوں کو نوز پرنٹس سے پہچانا جانے لگا ہے۔ ہمیں سب زیبرے ایک جیسے دکھتے ہیں لیکن جدید تحقیق کے مطابق ہر زیبرے کے جسم پر سفید اور کالی دھاریوں یا پٹوں کا انداز (pattern) دوسرے زیبرے سے مختلف ہوتا ہے اور اسے وائلڈ لائف سروسز میں انکی پہچان کیلئے استعمال کیا جانے لگا ہے۔ ان نئ دریافتوں کے بعد ٹیگنگ ٹیکنولوجی کا استعمال ترک ہوتا جا رہا ہے۔

ابھی تو انسان چند ہی جانوروں کی ایسی پہچان کے قابل ہوا ہے۔ شاید کبھی اسے یہ جاننے کا بھی موقع ملے گا کہ دنیا میں موجود 400 ارب سے زیادہ پرندے، 3500 ارب کے قریب مچھلیاں اور 10,000,000,000 ارب کے لگ بھگ موجود کیڑے مکوڑے اور باقی سب مخلوقات اپنے رب کے نوشتے کے سبب اپنی الگ الگ پہچان، فنگر پرنٹ اور نوز پرنٹ لئے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ العظیم۔

وَاللہُ اَعلم بِالصّواب۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنتَ السَّمِیعُ العَلِیمُ۔

"اب کیا جب چڑیاں چگ گئی کھیت"

یہ مشہور جملہ اذلان کے لیے بے حد عجیب تھا۔ لیکن اب اسے سمجھ آ گئی تھی برائی کا انجام آخر کار برا ہی ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔ لیکن ابھی اس کے وہ جرم جو پوشیدہ تھے۔ ان کی سزا بھی اللہ نے اسے ضرور دینی تھی۔ یہ تو دنیا کی سزا تھی جو اسے ملی تھی

ایک جرم ثابت ہوا تھا اور وہ رسوا ہو کر رہ گیا تھا اور باقی راز تو ابھی کھلنے تھے- جیل میں رہ کر اسے اپنے وہ پرانے خیالات یاد آئے جب اس نے ظلم کی انتہا کی تھی-اس نے بے جی کو بھی قتل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی-اور خاص کر چھوٹے سے دانیال کو دھکے دے کر گھر سے نکالا تھا اور وہ بیچارا اتنا چھوٹا تھا کہ واپس گھر آنے کا راستہ بھی نہیں جانتا تھا-اس کی سسکیاں اسے بار بار یاد آ رہی تھیں-

اذلان بھیا مجھے باہر مت نکالو مجھے ڈر لگتا ہے-رات ہو رہی ہے مجھے کوئی چیز کھا جائے گی ابھی وہ بہت چھوٹا تھا-اس کا ڈر بجا تھا وہ اپنی ماں سے بچھڑا تھا- پھر اپنے باپ سے بچھڑ کر بے جی کے پاس آیا تھا اور اب بے جی سے دور اسے اذلان نے کر دیا تھا وہ بہت چلایا تھا بہت رویا تھا- لیکن وہ اپنے لیے کچھ نہیں کر پایا تھا-اور اسے اس پر رحم نہیں آیا تھا-اس کی چیخوں کی آواز آج اس کے دماغ میں گونجی تھیں-

اس کے الفاظ اسے چین نہیں لینے دے رہے تھے-

بھیا مجھے اندر آنے دو-

بھیا مجھے ڈر لگ رہا ہے-

بھیا باہر بہت اندھیرا ہے-

بھیا مجھے کوئی چیز کھا جائے گی-

بھیا میرے پاس تو گرم کپڑے بھی نہیں ہیں سردی لگ جائے گی-

بھیا میرے تو مما بابا بھی نہیں ہیں میں کہاں جاؤں گا-

بھیا پھر حورین کو ہی میرے ساتھ بھیج دو ہم دونوں ہونگے تو نہیں ڈریں گے-

اس نے کتنی التجائیں کی تھیں لیکن اس سنگدل پر کسی چیز کا اثر نہیں ہوا تھا-وہ روتا ہوا کتنی دور تھا جہاں کوئی بھی نہیں تھا اسنے سردی میں پوری رات ٹھٹھرتے گزاری تھی-لیکن اس کو کوئی ترس اس بچے پر نہیں آیا تھا-اور آج اس اندھیری جیل میں رات کے اس پہر اسے دانیال یاد آیا تھا-اور اس نے اس کی آوازوں کو بند کرنے کے لیے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے-لیکن یہ آوازیں اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں-

---

دریائے فرات کا خشک ہونا ہی ہر مجدون (دنیا کی تاریخ کی سب سے بڑی جنگ) کا ٹریگر پوائنٹ ہے

بہر حال یہ ایک اندازہ ہے جو کہ ٹھیک بھی ہو سکتا ہے غلط بھی

لیکن تشویش کی بات یہ ہے کہ دریائے فرات بہت تیزی کے ساتھ خشک ہو رہا ہے

اور آپ لوگ تو جانتے ہو کہ اسکے بعد پھر کس چیز کا وعدہ ہے

اور وہ وعدہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو ہر حال میں پورا ہو کر رہے گا

بہر حال جو نہیں جانتے تو انکے لیے یہ حدیث پیش خدمت ہے

عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعاً: «لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب يُقْتَتَلُ عليه، فَيُقْتَلُ من كل مائة تسعة وتسعون، فيقول كل رجل منهم: لعلي أن أكون أنا أنجو». وفي رواية: «يوشك أن يحسر الفرات عن كنز من ذهب، فمن حضره فلا يأخذ منه شيئا.»

) صحيح- متفق عليه (

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے جس پر لڑائی ہو گی اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی مارے جائیں گے۔ان میں سے ہر ایک یہ سوچے گا کہ شاید میں بچ جاؤں''۔ایک اور روایت میں ہے کہ: ''قریب ہے کہ دریائے فرات (خشک ہو کر) سونے کے خزانے کو ظاہر کر دے۔ لہٰذا جو شخص اس وقت موجود ہو، اس میں سے کچھ بھی نہ لے''۔

اب اسکی کیا صورت ہو گی تو وہ اللہ اور اسکے رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں کہ سونا ایک پہاڑ کی شکل میں نکلے گا اور لوگ اس کے حصول کے لیے باہم لڑیں گے کیونکہ یہ ایک فتنہ ہو گا۔ پھر آپ ﷺ ہم میں سے اس شخص کو جو اس وقت موجود ہو اس کے لینے سے منع کر رہے ہیں کیونکہ کوئی بھی اس سے بچ نہیں سکے گا۔ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اس وقت موجود ہوں ان میں سے کچھ لوگ اس حدیث کی تاویل کر لیں جیسا کہ

فتنہ پرور علماء سوء کا حال سب جانتے ہی ہیں اور حدیث کو اس کی حقیقی معنی سے پھیر کر کوئی اور معنی مراد لیں تا کہ اپنے لئے اس خزانے سے کچھ لینے کو جائز ٹھہرا سکیں۔

بعض عرب محققین کا کہنا ہے کہ اس خزانہ میں سے کچھ بھی لینا اس لئے ممنوع ہے کہ خاص طور پر اس خزانہ میں سے کچھ حاصل کرنا آفات اور بلاؤں کے اثر کرنے کا موجب ہو گا اور ایک طرح سے یہ بات قدرت الٰہی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے ! نیز بعض حضرات نے یہ لکھا کہ اس ممانعت کا سبب یہ ہے کہ وہ خزانہ مغضوب اور مکروہ مال کے حکم میں ہو گا جیسا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ قارون کا مغضوب خزانہ ہو.

وہ اتنے عرصے کے بعد لوٹ کر آئی تھی-اس کا رخ سب سے پہلے اذلان کی طرف تھا وہ جیسے جیسے حویلی کی طرف قدم بڑھا رہی تھی ویسے ویسے اس کو یاد آ رہا تھا-

وہ کیسے ہنستی تھی-

بے جی اس کا کیسے خیال رکھتی تھیں-

اس کا ناشتہ تیار ہو رہا ہوتا تھا-

کہیں وہ بے جی سے جھگڑ رہی ہوتی تھی-

اور کہیں وہ اس سے پیار جتا رہی ہوتی تھی-

کبھی وہ اپنے کمرے میں جاتی خود کو نظر آئی تو

کہیں اذلان کا وہشیانہ رویہ اس کے آڑے آگیا-

اور آخری پل جب اس کی نبض کاٹی گئی تھی-

وہ نوراں کا بلانا, رحیم بابا کے ساتھ آنا جانا, وہ اس کا کتابیں کھول کر بیٹھنا, کتابوں میں اتنا مگن ہونا اور بے جی کا ڈانٹنا, اس کی اس گھر میں گونجتی ہوئی آوازیں, سیسکیاں اس کے زخم ,اس کا گرنا, اس کا اٹھنا, اس کا بیمار ہونا, اسکا ٹھیک ہونا, اذلان کے ستم سب ملے جلے لمحے اسے یاد آئے تھے-اور اس نے ایک عجیب سی کیفیت میں کہا- میں آگئی ہوں- میں نے کہا تھا میں اپنا بدلہ لینے کے لیے ضرور لوٹ کر آؤں گی دیکھو آج میں آگئی ہوں پوری قوت اور پوری طاقت کے ساتھ آئی ہوں اب دیکھتی ہوں تم کیا کرتے ہو؟؟ آج دیکھتی ہوں تم کس طرح سے مجھے باہر نکالتے ہو؟؟ آج سے میرا امتحان ختم ہو گیا اور تمہارا شروع ہو گیا ہے تم جو خود کو دیکھاتے تھے تم وہ ہر گز نہیں تھے تمہارا وہ بھیانک چہرہ میں دنیا کے سامنے لاؤں گی-اب تم میرے عتاب سے بچ کر دیکھاؤ میں دیکھتی ہوں کہاں چھپتے ہو کونسی جگہ ہے جو تمہیں پناہ دے گی- وہ آج پانچ سال کے بعد لوٹ کر آئی تھی اور یہ

حورین پہلے والی نہیں تھی یہ بہت بدل چکی تھی اس میں جو بدلاؤ آیا بہت مختلف تھا جسے دیکھ کر کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ حورین ہی ہے۔ بلکل نہیں وہ اتنی بدل چکی تھی کہ زندگی کے تمام اتار چڑھاؤ کا مقابلہ کرنا جان گئی تھی ہر لحاظ سے وہ بدل چکی تھی۔ نہ کوئی خوف اس کے چہرے پر تھا اور نہ ہی اس کی زندگی میں کوئی تشنگی تھی وہ اپنے اللہ کو راضی کر کہ لوٹی تھی۔ اور اپنے اللہ کا انصاف اسے اب دیکھنا تھا۔

"عقیدہ ختم نبوت"

عقیدہ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ نبیوں کی تعداد حضور ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے سے پوری ہو چکی ہے۔ حضور ﷺ کے بعد نبوت اور رسالت ختم ہو چکی ہے۔ اب تا قیامت کسی بھی انسان کو نبوت یا رسالت نہیں ملے گی۔ یعنی تا قیامت نبیوں کی تعداد میں کسی ایک نبی کا اضافہ نہیں ہو گا۔

"قرآن مجید کا اسلوب"

قرآن مجید نے جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، فرشتوں پر ایمان، قیامت پر ایمان کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ وہاں سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان بھی ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔

لیکن پورے قرآن میں ایک جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ حضور ﷺ کے بعد بھی کسی نئے نبی کی وحی یا نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ نبوت و رسالت حضور ﷺ کے تشریف لانے کے بعد منقطع ہو چکی ہے۔ اب تا قیامت کوئی نیا نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ کیونکہ اگر کسی نئے نبی یا رسول نے آنا ہوتا تو قرآن جیسی جامع کتاب میں اس کا ذکر ضرور موجود ہوتا۔

اب ہم چند آیات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جن میں سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اوران پر ہونے والی وحی پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔ لیکن حضور ﷺ کے بعد کسی نئے نبی پر ہونے والی وحی پر یا نئے نبی کی نبوت پر ایمان لانے کا کوئی ذکر اشارتہ، کنایتہ بھی نہیں ہے۔

آیت نمبر 1

وَالذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ وَ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ؕ۔

)اور جو اس (وحی) پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری گئی۔ اور آخرت پر وہ مکمل یقین رکھتے ہیں(

)سورۃ البقرۃ آیت نمبر 4(

آیت نمبر2

لٰکِنِ الرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ مِنۡہُمۡ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ
بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ وَ الۡمُقِیۡمِیۡنَ الصَّلٰوۃَ
وَالۡمُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ
اُولٰٓئِکَ سَنُؤۡتِیۡہِمۡ اَجۡرًا عَظِیۡمًا۔

)البتہ ان (بنی اسرائیل) میں سے جو لوگ علم میں پکے ہیں اور مومن ہیں وہ اس (کلام) پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو (اے پیغمبر) تم پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا اور قابل تعریف ہیں وہ لوگ جو نماز قائم کرنے والے ہیں، زکوٰۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم اجر عظیم عطا کریں گے(

)سورۃالنساءآیت نمبر162(

آیت نمبر3

وَلَقَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ وَاِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ لَئِنۡ
اَشۡرَکۡتَ لَیَحۡبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔

)اور یہ حقیقت ہے کہ تم سے اور تم سے پہلے تمام پیغمبروں سے وحی کے ذریعے یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کاارتکاب کیاتو تمہاراکیاکرایاسب غارت ہو جائے گا ۔اور تم یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے(

)سورۃالزمر آیت نمبر65(

آیت نمبر4

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ ہَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَ اَنَّ اَکۡثَرَکُمۡ فٰسِقُوۡنَ۔

)تم (ان سے) کہو کہ: اے اہل کتاب! تمہیں اس کے سوا ہماری کون سی بات بری لگتی ہے کہ ہم اللہ پر اور جو کلام ہم پر اتارا گیا اس پر اور جو پہلے اتارا گیا تھا اس پر ایمان لے آئے ہیں، جبکہ تم میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں؟(

)سورۃ المائدہ آیت نمبر 59(

آیت نمبر 5

كذٰلكَ يُوحِيْ اِلَيْكَ وَاِلَى الذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

(اے پیغمبر)اللہ جو عزیز و حکیم ہے، تم پر اور تم سے پہلے جو (پیغمبر) ہوئے ہیں، ان پر اسی طرح وحی نازل کرتا ہے(

)سورۃ الشوری آیت نمبر 3(

ان تمام آیات میں بلکہ پورے قرآن میں حضور ﷺ اور حضور ﷺ سے پہلے نازل ہونے والی وحی کا ہی ذکر ہے۔ حضور ﷺ کے بعد کسی نئے نبی پر نازل ہونے والی وحی کا ذکر نہیں۔

عقیدہ ختم نبوت اتنا ضروری اور اہم عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں، عالم دنیا میں، عالم برزخ میں، عالم آخرت میں، حجتہ الوداع کے موقع پر، درود شریف میں اور معراج کے موقع پر اس کا تذکرہ کروایا۔

"عالم ارواح میں عقیدہ ختم نبوت کا تذکرہ"

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیۡتُکُمۡ مِّنۡ کِتٰبٍ وَّ حِکۡمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِہٖ وَ لَتَنۡصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَ اَخَذۡتُمۡ عَلٰی ذٰلِکُمۡ اِصۡرِیۡ ؕ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡہَدُوۡا وَ اَنَا مَعَکُمۡ مِّنَ الشّٰہِدِیۡنَ۔

)اور (ان کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ: اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس (کتاب) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے، تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے، اور ضرور اس کی مدد کرو گے

۔اللہ نے (ان پیغمبروں سے) کہا تھا کہ: کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے دی ہوئی یہ ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا: ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے کہا: تو پھر (ایک دوسرے کے اقرار کے) گواہ بن جاؤ، اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی میں شامل ہوں(

)آل عمران آیت نمبر 81(

اس آیت کریمہ میں بھی حضور ﷺ کی آمد کا ذکر ہے کہ اگر وہ آخری نبی کسی دوسرے نبی کے زمانہ نبوت میں آ گئے تو اس نبی کو اپنی نبوت چھوڑ کر نبی آخر الزماں ﷺ کی پیروی کرنی پڑے گی۔ یعنی عالم ارواح میں بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

"عالم دنیا میں عقیدہ ختم نبوت کا تذکرہ"

عالم دنیا میں سب سے پہلے سیدنا آدم علیہ السلام پیدا ہوئے لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ

"انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ"

میں اس وقت بھی (لوح محفوظ میں) آخری نبی لکھا ہوا تھا جب آدم علیہ السلام ابھی گارے میں تھے۔

(مشکوۃ حدیث نمبر 5759، باب فضائل سید المرسلین ﷺ)

(کنز العمال حدیث نمبر 31960 ، باب فی فضائل متفرقۃ نبی عن التحدث بالنعم وفیہ ذکر ذکر نسبہ ﷺ)

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جس نبی کو بھی بھیجا اس کے سامنے حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کا ذکر یوں فرمایا۔

"لم یبعث اللہ نبیا آدم و من بعدہ الا اخذ اللہ علیہ العھد لئن بعث محمد ﷺ وھو حی لیو منن بہ ولینصرنہ"

حق تعالی نے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے جس کو بھی مبعوث فرمایا تو یہ عہد ان سے ضرور لیا کہ اگر ان کی زندگی میں محمد ﷺ تشریف لے آئیں تو وہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔

(تفسیر ابن جریر (عربی) جلد 5 صفحہ 540 تفسیر آیت نمبر 80 سورہ آل عمران طبع مصر 2001ء)

اس کے علاوہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

"بین کتفی آدم مکتوب محمد رسول اللہ خاتم النبیین"

آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی لکھا ہوا تھا۔

)خصائص الکبری جلد 1 صفحہ 19 طبع ممتاز اکیڈمی لاہور(

اس کے علاوہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لما نزل آدم بالھند واستوحش فنزل جبرائیل۔ فنادی باالاذان اللہ اکبر مرتین۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ مرتین۔ اشھد ان محمد الرسول اللہ مرتین۔ قال آدم من محمد۔ فقال ھو آخر ولدک من الانبیاء۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام جب ہند میں نازل ہوئے تو ان کو (بوجہ تنہائی) وحشت ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اذان پڑھی۔ اللہ اکبر 2 بار پڑھا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ 2 بار پڑھا۔ اشھد ان

محمد الرسول اللہ 2 بار پڑھا۔ آدم علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا محمد ﷺ کون ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں سے آپ کے آخری بیٹے ہیں۔

)کنزالعمال حدیث نمبر 32139 ، باب فی فضائل متفرقۃ تنبی عن التحدث بالنعم وفیہ ذکر ذکر نسبہ ﷺ(

"عالم برزخ یعنی عالم قبر میں عقیدہ ختم نبوت کا تذکرہ"

قبر میں جب فرشتے مردے سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرے نبی کون سے ہیں۔ تو مردہ جواب دے گا کہ

ربی اللہ وحدہ لا شریک لہ الاسلام دینی محمد نبی وھو خاتم النبیین فیقولان لہ صدقت۔

میرا رب وحدہ لاشریک ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں اور وہ آخری نبی ہیں۔ یہ سن کر فرشتے کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔

)تفسیر در منثور (عربی) جلد 14 صفحہ 235 تفسیر سورۃ الواقعہ آیت نمبر 83 مطبوعہ مصر 2002ء(

)تفسیر در منثور (اردو ترجمہ) جلد 6 صفحہ 404 تفسیر سورۃ الواقعہ آیت نمبر 83 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 2006ء(

"عالم آخرت میں بھی عقیدہ ختم نبوت کا تذکرہ"

"عن ابی ھریرۃ فی حدیث الشفاعۃ فیقول لھم عیسی علیہ السلام۔۔۔اذْھَبُوا اِلَی مُحَمَّدٍ، فیَأتُونَ مُحَمَّدًا، فیَقُولونَ: یَا مُحَمَّدُ، أَنْتَ رَسُولُ اللّٰہِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِیَاءِ"

)حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جب لوگ حضرت عیسی علیہ السلام سے قیامت کے روز شفاعت کے لئے عرض کریں گے تو وہ کہیں گے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے اللہ کے رسول محمد ﷺ آخری نبی(

)بخاری حدیث نمبر 4712 ، کتاب التفسیر، باب ذریۃ من حملنا مع نوح(

لیجئے قیامت کے دن بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا تذکرہ ہو گا۔

"حجۃ الوداع میں ختم نبوت کا تذکرہ"

"عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ ﷺ فی خطبتہ یوم حجۃ الوداع ایھا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم"

)حضرت ابوامامتہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبہ حجتہ الوداع میں فرمایا اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت ہوگی(

)کنزالعمال حدیث نمبر 12918 ، باب حجۃ الوداع(

خلاصہ

ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ نبیوں کی تعداد حضور ﷺ کے تشریف لانے سے پوری ہو چکی ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ اتنا ضروری اور اہم عقیدہ ہے کہ عالم ارواح ہو یا عالم دنیا ،عالم برزخ ہو یا عالم آخرت، ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کے تذکرے کروائے ہیں۔

جیسے ہی وہ ائیر پورٹ پر پہنچی تھی اسے لگا تھا زندگی نے اسے بہت زیادہ تھکا دیا تھا-اور ساتھ ہی اس نے اپنے ماضی کے بارے میں سوچا اور ایک آہ بھر کر کہا یاد ماضی بھی کتنا بڑا عذاب ہوتا ہے-اب وہ واپس پلٹنے لگی تھی-پھر سے اس زندگی میں واپس جا رہی تھی جہاں سے اس نے یہاں تک آنے کے لیے اتنا بڑا سفر کیا تھا وہ سوچتی جا رہی تھی-

اس نے کیا کھویا اور کیا پایا ہے-وقت کے جھروکوں میں واپس چلی گئی تھی اس نے شروع سے لے کر اب تک ہر ایک لمحہ سوچا تھا ہر پل جو گزارا تھا جو جیا تھا اسے عجیب سا محسوس ہو رہا تھا-اسے لگ رہا تھا اس نے وقت کی دوڑ میں بہت غلط فیصلہ کیا تھا-بہت دور نکل گئی تھی اب اس کا پلٹنا شائد ضروری ہو گیا تھا شائد اسے رب لوٹانا چاہتا تھا جسے وہ ماننے سے انکاری تھی جب اس نے جاننے کی جستجو کی تو اللہ کریم نے اس کی جستجو کو اس کی پیاس کو بجھانے کے لیے راستے کھول دیئے اس نے ایک قدم بڑھانا چاہا اللہ کریم نے اس کے لیے 100 قدم بڑھا دیئے-کیسی زندگی اس نے جی تھی وہ سوچ کر رہ گئی تھی-وہ واپسی کے لیے قدم بڑھا رہی تھی اور راستے کھلتے چلے جا رہے تھے-جیسے ہی اس نے پاکستان میں پہلا قدم رکھا-اس نے سب سے پہلے حنا سے ملنے کا سوچا اس کا رخ بوتیک کی طرف تھا-

بوتیک پہنچتے ہی وہ حنا سے ملی اور اسے دوبارہ اس کے ساتھ چلانے کا سوچا۔حنا نے اسے اچانک دیکھ کر پر جوش ہو کر کہا۔

حورین باجی آپ کب واپس آئی ہیں؟؟؟

حورین:۔آج ہی واپس آئی ہوں اور سب سے پہلے تم سے ملنے آئی ہوں۔

حنا:۔بہت اچھا کیا کتنا ہی عرصہ گزر گیا میں آپ سے نہیں مل پائی ہوں بہت یاد کرتی تھی ہر بار آپ کو کہتی تھی ملنے کے لیے آجائیں آپ آتی ہی نہیں تھیں۔

حورین:۔تمہاری ایمانداری دیکھتے ہوئے ہی تو میں واپس آئی ہوں جس طرح تم نے میرے کام کو سنبھالا ہے کوئی اور نہیں سنبھال سکتا تھا۔تمہاری بہت شکر گزار ہوں ہر مہینے تم مجھے میرے حصے کے پیسے بھیج دیا کرتی تھی۔اور بوتیک اتنی اچھی سنبھالی ایسے کام تو میں بھی نہیں کر پاتی۔

حنا:- یہ سب آپ کی وجہ سے ممکن ہوا ہے-آپ نے سہارا دیا اور میں نے محنت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے-

حورین:- بلکل ہمیشہ اسی طرح کام کرتی رہنا محنت کرنے والا کبھی مات نہیں کھاتا ہے-

حنا:-آپ کہاں رکی ہوئی ہیں؟؟آپ کا گھر تو مالک مکان کو واپس دے دیا تھا-

حورین:-ابھی تو سیدھی تمہارے پاس آئی ہوں-اس کے بعد کسی ہاٹل میں شفٹ ہوتی ہوں اور گھر ڈھونڈھتی ہوں-

حنا:-میرا گھر ہے نہ آپ وہاں رہ لیں-

حورین:-مناسب نہیں لگتا ہے-

حنا:- کیسی بات کر رہی ہیں- آپ میرے لیے بہنوں جیسی ہیں میری محسن ہیں- آئیں چلتے ہیں- اس نے اسکا ہاتھ پکڑتے ساتھ کھڑی ہیلپر کو بوتیک سنبھالنے کے لیے کہا اور وہاں سے اسے لیے گھر کی طرف روانہ ہو گئ-

حورین اس کے ساتھ رہنے لگی جو کہ اپنی ماں کے ساتھ رہتی تھی دو بہنیں تھیں ایک بہن کی شادی ہو گئ تھی اور یہ ابھی اپنی ماں کے ساتھ رہتی تھی- وقت گزرتا رہا- اب حورین نے مزید تحقیق کرنے کی ٹھانی اور اسے مس تحریم یاد آئی- اس کے لیکچر بہت اچھے ہوا کرتے تھے جو اس نے ایک بار پہلے بھی سنے تھے- اس تحقیق کا آغاز یہیں سے شروع ہوا- اس نے حنا سے مس تحریم کا پوچھا تو اسے معلوم ہوا وہ اسی شہر میں ہی آئی ہوئی ہیں اور ان کے تقابل ادیان کے موضوع پر لیکچر شروع ہو رہے ہیں- اور حورین (میگھا) پھر سے اپنی پہچان کی طرف واپس لوٹنے کے لیے ان لیکچرز کو سننے کے لیے حنا کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئ- اور یکے بعد دیگرے اس نے تمام لیکچر سنے اس کی پہچان کوئی بھی نہیں جانتا تھا صرف حنا کو یہاں معلوم تھا کہ پہلے اس کا نام حورین تھا اور بعد میں کسی وجہ سے اس نے نام تبدیل کر لیا تھا وجہ کیا تھی وہ نہیں جانتی تھی- لیکن وہ اسے میگھا کی بجائے

حورین ہی کہتی تھی-آہستہ آہستہ لیکچر سننے کے بعد وہ مکمل طور پر پھر سے اسلام کی طرف لوٹ آئی تھی اس کی تحقیق میں مس تحریم کے لیکچرز نے بڑا کام کر دیکھایا تھا-اب اسے واپسی کے لیے راستہ طے کرنا تھا شروعات کہاں سے کرتی یہ اس نے سوچنا تھا اور پہلے اس نے اذلان کے پاس جانے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ اب وہ کمزور نہیں تھی اب مکمل طور پر بدل چکی تھی-

NovelHiNovel.Com

جب وہ اسے گھر نہیں ملی تو اس نے ایلکس اور ہیری کی طرف دیکھا-ائیر پورٹ چلو یقین سے کہہ سکتا ہوں وہ واپس جا رہی ہے ایک بار پھر سے وہ گم ہو رہی ہے-اسے روکنا ہو گا اس سے پہلے کہ وہ چلی جائے اگر وہ چلی گئی تو اسے ڈھونڈنا بہت مشکل ہو جائے گا-اور اس بار اسے سچائی پتہ چلی تو وہ میرے سامنے شرمندگی سے ہی نہیں آئے گی-وہ میرا سامنا کرتے ہوئے ہچکچائے گی-میں اسی طرح اسے ڈھونڈھتا رہوں گا اور وہ مجھ سے چھپتی پھرے گی-وہ اتنا کہہ کر باہر کی طرف بھاگا تھا-ہیری اور ایلکس بھی اس کے پیچھے بھاگے

تھے-اور دل ہی دل میں ہر ایک کا خیال انہیں ڈرا رہا تھا ہیری اپنی دوست کھونا نہیں چاہتا تھا-ایلکس اپنی محبت کو اذیت میں نہیں دیکھ سکتا تھا-وہ بھلے اسے نہیں ملتی لیکن وہ جس اذیت میں تھی اسے وہاں سے ہر حال میں نکالنا چاہتا تھا-وقت کی کسوٹی کو روکنا چاہتا تھا-وہ سب ہی اپنی اپنی مشکل میں تھے-جیسے ہی وہ ائیر پورٹ پہنچے وہ اسے ڈھونڈنے لگے ہزاروں کے مجمعے میں وہ انہیں کہیں نظر نہیں آئی تھی-میر کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے-وہ ایک بار پھر یہاں سے گئی تھی-اور اس بار پھر سے وہ اس سے دور ہو گئی تھی-اور وہ پھر سے خالی ہاتھ رہ گیا تھا-اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور گھر کی طرف روانہ ہوا ایلکس اور ہیری بھی افسردہ تھے-وقت کی کسوٹی نے ایک بار پھر سے پلٹا کھایا تھا اور اس نے بھی سب چھوڑ کر پاکستان جانے کا فیصلہ کیا تھا-کیونکہ وہ ہار نہیں مان سکتا تھا-اور ہیری نے اس کے فلیٹ میں اس کا انتظار کرنے کا فیصلہ کیا تھا وہ جانتا تھا وہ وہاں لوٹ کر ضرور آئے گی-ایک بار وہ اس سے ملنے آئے گی-اور ایلکس اس کے لیے ہمیشہ کی طرح آج بھی خاموش ہو گیا تھا-

---

جیسے ہی اس نے گھر کے اندر قدم بڑھائے تھے اتنی سوچوں نے اسے آن گھیرا تھا- لیکن وہ بڑھتی چلی گئی تھی- اس کے کانوں میں ایک کمرے سے آتی آواز گونجی- کسی کے رونے کی آواز تھی کسی کے گڑگڑانے کی آواز تھی- وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اندر چلی گئی- اور جاتے ساتھ جس منظر کو اس نے دیکھا اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا- وہ کس طرح سے زندگی گزار رہی تھی چھپتی پھر رہی تھی اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی اس نے کہاں کیسے زندگی کو اپنے لیے ختم کیا- کیسے اس نے ایک غلط راہ کا انتخاب کیا- اور اللہ کا انصاف تو اس نے دیکھا ہی نہیں وہ پشیمان سی سامنے کا منظر دیکھنے لگی-

میرے اللہ میں نے بہت غلط کیا- بہت گناہ کیے ؟؟ اسے بہت تڑپایا اسی کی سزا میں آج بھگت رہا ہوں ؟؟ جیل جانا--- جیل سے سزا کاٹ کر لوٹنا اور پھر سے ایک سزا کاٹنا میرا مقدر بن گیا میں تیرے ہوتے ہوئے اس کا خدا بن بیٹھا تھا- بے جی کا اپنے ہاتھوں سے قتل کیا؟؟ میر دانیال کو یہاں سے نکال دیا پتہ نہیں وہ زندہ بھی ہو گا یا نہیں ہو گا میں ان سے تو معافی نہیں مانگ سکتا کم از کم مجھے اس سے تو ملوادے جس کی نفرت میں یہ سب میں کرتا رہا ہوں- اللہ مجھے بخش دے مرنے سے پہلے ایک بار مجھے اس سے ملوادے میں نے بہت غلط کیا اسے بہت کچھ سہنا پڑا مجھے معافی مانگنی ہے اس کے سامنے اپنے گناہوں کا

اعتراف کرنا ہے-اس کے پیروں میں گر کر معافی مانگنی ہے-وہ اکھڑتی سانسوں کے ساتھ اللہ سے اس کے مل جانے کی بھیک مانگ رہا تھا-اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اس پر فالج جیسی بیماری نے حملہ کیا تھا وہ جیل سے اپنی سزا کاٹنے کے بعد جیسے ہی گھر لوٹا کافی بدل گیا تھا- لیکن احساس ندامت اسے چین لینے نہیں دے رہا تھا اس نے حورین کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار ناکام رہا آخر اسے فالج کی بیماری نے آن لیا یہ اس کے گناہوں کی سزا تھی وہ سسکتا ہوا اکیلا, تن تنہا وہاں پر پڑا تھا-اللہ نے یہ اسے اس کے باقی گناہوں کی سزا دی تھی پانچ سال اس نے جیل کاٹی اور تین سال سے موت کے انتظار میں سسک سسک کر زندگی گزار رہا تھا-اس کا انجام بھیانک ہی تھا اسے جتنی تکلیف تھی وہ موت کی بھیک مانگتا تھا-اللہ نے اس کی تکلیف کو آسان کر دیا اس کی دعا تین سال کے بعد سن لی- کیونکہ وہاں کھڑی حورین نے کہا تھا اللہ کا انصاف دیکھ کر میں نے تمہیں معاف کیا-اللہ بھی تمہیں معاف کرے لیکن بے جی کو مارتے ہوئے تم نے نہیں سوچا جنہوں نے تمہیں پالا پوسا تمہارا خیال رکھا تمہارے لیے دنیا سے لڑ گئیں حتی کہ مجھ پر بھی فوقیت دی- جاؤ اذلان میں نے تمہیں معاف کیا اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اذلان نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا اور اگلے ہی پل سانس اکھڑی اور 8 سال کی سزا کے بعد وہ اس دنیا سے کوچ کر

گیااللہ کریم کے پاس جا پہنچا-اب اس کے باقی کے معاملات اللہ کے حوالے تھے-وہ خاموش سی ہو گئی تھی-اللہ نے تو اس کا بدلہ لے لیا تھا اور وہ ایسے ہی منکر رہی تھی اسے معافی کا محتاج بھی اللہ نے رکھا تو کس کی حورین سے معافی کا طلبگار رہا اور وہ اللہ کو بھولے الحاد بن چکی تھی-وہ شرمندہ تھی اور اپنی گمراہی سے بھی توبہ کر رہی تھی کیونکہ 8 سال تک وہ اللہ سے دور رہی تھی-

آج رزلٹ تھا-آخری سمیسٹر تھا تو سب سٹوڈنٹس کو بلایا گیا تھا ایک شاندار پارٹی دی گئی تھی-اور رزلٹ کارڈ سب کو دے دیا گیا تھا-سب ہی طالبعلم وہاں موجود تھے اور خوش بھی تھے-ان کی تعلیم مکمل ہو چکی تھی لیکن آج میگھا موجود نہیں تھی-جسے سب سے پہلے یہاں ہونا چاہیے تھا وہ یہاں نہیں تھی اسے سٹیج پر رزلٹ لینے کے لیے بلایا گیا تھا-لیکن وہ ہوتی تو آتی وہ چلی گئی تھی ہمیشہ کے لیے چلی گئی تھی شائد وہ یہاں کبھی آتی-سب نے ہی یہ بات نوٹ کی تھی-لیکن کسی کو فرق پڑتا یا نہیں ارحم کو ضرور فرق پڑا تھا-اسے

معلوم نہیں کیوں وہ ہمیشہ سے اچھی لگتی تھی-اسے لگتا تھا وہ جیسی دیکھائی دیتی ہے وہ ویسی نہیں ہے یہ اس کا بناوٹی چہرہ ہے اس کا اصل کچھ اور ہے وہ چھپی ہوئی ایک پہیلی ہے جسے سلجھانا اس وقت تک ممکن نہیں تھا جب تک کہ وہ خود ساتھ نہیں دے-پارٹی ختم ہونے کے بعد جیسے ہی وہ گھر لوٹا تھا بجھا بجھا سا تھا ایک تعلق جو میگھا سے اس کا بن چکا تھا وہ نہ تو نبھ پایا تھا اور نہ ہی وہ اسے سدھارنے میں کامیاب ہو پایا تھا-ایک کسک احساس کی اس کے اندر تھی اور ہمیشہ رہنے والی تھی-وہ مکمل طور پر پریشان سا تھا-فاطمہ نے جیسے ہی اسے اندر آتے دیکھا تو حیران ہوئی وہ ایسے تو کبھی گھر نہیں لوٹتا تھا-

فاطمہ:-اتنی اداس کیوں ہو سب خیریت ہے؟؟

ارحم:-ہاں سب خیریت ہے-

فاطمہ:-لگ تو نہیں رہا-

ارحم:-بس تھوڑا سا پریشان ہوں-

فاطمہ:-کیوں کیا ہوا ہے؟؟

ارحم:-ہوا تو کچھ نہیں ہے-میگھا کو جانتی ہو نہ تم؟؟

فاطمہ:-ہاں جانتی ہوں ملی بھی ہوں-

ارحم:-آج اسکا رزلٹ تھا تمام طالبعلم آئے ہوئے تھے لیکن وہ نہیں آئی تھی-

فاطمہ:-وقت تو بہت ہو گیا اسے میں نے بھی نہیں دیکھا-پتہ نہیں کیوں نہیں آئی-مجھ سے لاسٹ ٹائم نمبر بھی لے کر گئی تھی کہا تھا کنٹیکٹ کرے گی لیکن کیا نہیں ہے-کافی بدلی بدلی لگ رہی تھی-

ارحم:-کس طرح کا بدلاؤ اس کے اندر تھا-

فاطمہ:-اسلام پر بات کر رہی تھی اور میری مدد بھی مانگ رہی تھی لیکن پھر رابطہ نہیں ہوا-

ارحم:-تو تم اس سے رابطہ کر لو؟؟

فاطمہ:-کیسے کر لوں اس کے پاس تو میرا نمبر ہے لیکن میرے پاس اسکا نمبر نہیں ہے-

ارحم:-اللہ کرے خیریت سے ہو-پتہ نہیں کیوں ایسے لگتا ہے جیسے اس سے کوئی رشتہ ہو-بہت برے رویے کے باوجود بھی لگتا ہے جیسے صدیوں سے اس سے رشتہ قائم ہو-

فاطمہ:-مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے- بہت اپنی سی لگتی ہے لگتا ہے جیسے بہت گہرا رشتہ ہو-جہاں بھی ہو سلامت ہو-

ارحم:-آمین!ثم آمین----

حورین ایک ایسی لڑکی تھی جو بچپن سے لے کر آج تک آزمائش کے دھارے میں رہی تھی اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ اس کو اللہ کریم آزمائش میں لے لیں گے اور وہ اپنے صبر کا پھل حاصل کرنے کا وقت آتے ہی باغی ہو جائے گی-کیا ہی عجیب اور برا اس نے اپنے ساتھ کیا تھا-حورین کی مما اور بابا ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے-حورین کی امی دو بہنیں تھیں ان کا کوئی بھائی نہیں تھا بے جی نے انہیں بہت محبت سے پالا تھا-حورین کے بابا میر احمر ثمن کو بہت پسند کرتے تھے-

ثمن بھی ایک اعلی مذہبی خاندان سے تھی-جبکہ احمر مکمل طور پر خدا کا انکاری تھا-جبکہ اپنے خاندان میں میر کے لقب سے مشہور تھے تو وہ بھی مذہبی گھرانے سے

لیکن وہ خود مکمل طور پر الحاد بن چکا تھا-وقت گزرتا رہا-وقت گزرنے سے احمر کی محبت میں کوئی کمی نہیں ہوئی-انہوں نے ثمن کو پرپوز کر دیا-دل ہی دل میں ثمن کے دل میں

بھی احمر کیلئے چاہت تھی لیکن ہمیشہ وہ احمر سے دور رہی تھی اس کی اصل وجہ احمر کا لادین ہونا تھا- وہ مکمل طور پر دین سے باغی تھا- یہی وجہ تھی کہ اس نے اس کے پرپوزل کو ایکسیپٹ نہیں کیا-اسے اپنے اللہ اور رسول سے جتنی محبت تھی وہ کسی اور سے نہیں ہو سکتی تھی-اللہ کریم نے اس میں اتنا حوصلہ رکھا تھا کہ وہ اس محبت کو اس چاہت کو بھلانے کی پوری کوشش کرتی نہ بھی کر پاتی تو کم از کم یہ رشتہ قائم نہیں کرنا چاہتی تھی- جیسے ہی اس نے احمر کو ریجیکٹ کیا اس کیلئے یہ سب سننا ایک عجیب امر ثابت ہوا اسے لگتا تھا اسے کوئی لڑکی کبھی انکار کر ہی نہیں سکتی ہے- کیونکہ جتنی لڑکیاں اس پر مرتی تھیں اس کے مطابق تو ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ کسی سے اس قدر محبت کرتا اور اسے ریجیکٹ کر دیا جاتا-وہ اس سب کیلئے ہر گز تیار نہیں تھا-

وہ حجاب میں لپٹی ثمن کی طرف لپکا, مجھ میں کیا کمی ہے-خوبصورت نہیں ہوں, ہینڈسم نہیں ہوں؟, تم سے محبت نہیں کرتا؟؟, تمہیں خوش نہیں رکھ پاؤں گا آخر کیا چیز ہے جو تمہیں مجھ سے دور کر رہی ہے جو تمہیں اس انکار کیلئے اکسا رہی ہے جو بھی وجہ ہے مجھے بتاؤ میں نہیں رہ سکتا ہوں-مجھے تم چاہیے ہو ہر حال میں چاہیے ہو-بے پناہ محبت کرتا ہوں اتنی

محبت کرتا ہوں کہ تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں اور تم چاہو تو آزما لو بلکہ ابھی اسی وقت تمہارے لیے جان دے سکتا ہوں-اس نے آخری جملہ ایک قرب سے ادا کیا-تو دے دو میں بھی دیکھوں کیسے تم اپنی جان مجھ پر نچھاور کرتے ہو اس نے پلٹ کر ایک ہی جھٹکے میں کہا اسے لگا کہ وہ ایسا کچھ نہیں کرے گا اور اسے مزید پریشانی نہیں اٹھانی پڑے گی حالات جو بھی ہیں اللہ کی طرف سے ہیں سب ٹھیک اور بہتر کرنے والی وہی ذات کریم ہے-اس کے اتنا کہنے کی دیر تھی اس نے ایک جھٹکے سے اپنی جیب سے چاقو نکالا جو وہ اکثر اپنی جیب میں رکھتا تھا-جو کہ تیز دھار لیکن بلکل چھوٹا سا تھا دیکھنے سے معلوم نہیں ہوتا تھا یہ چاقو ہے-وہ زور سے اپنی کلائی پر مارنے لگا اتنے میں ثمن کو اندازہ ہو گیا کہ وہ کچھ غلط کرنے لگا ہے-وہ جھٹ سے لپکی تھی اس نے کبھی کسی نامحرم کا ہاتھ اس طرح سے چھوا نہیں تھا لیکن محبت کا جو گوشہ اسکے دل میں پنپ رہا تھا اس نے جوش مارا تھا اور وہ اس کے سامنے تھی اس نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے چاقو کھینچا لیکن تب تک احمر کو چاقو کی نوک نے کٹ لگا دیا تھا-لیکن گہرا کٹ لگنے سے بچت ہو گئی تھی-جلدی سے ہاسپیٹل لے کر چلو خون بہہ رہا ہے-اس نے چیخ کر کہا-اللہ مجھے معاف کر دینا میں نے کیا کہہ دیا وہ ساتھ ساتھ بڑبڑا بھی رہی تھی-ان کے شور اور اس سب کی وجہ سے ایک ہجوم جمع ہو گیا

تھا-اسے ہاسپیٹل پہنچایا گیا-احمر کے دوست اور وہ خود وہاں رک گئی تھی-اس کی پٹی کر دی گئی وہ بہتر تھا شکر ہے اس کی نس کٹنے سے بچ گئی تھی-ڈاکٹر نے جیسے ہی اس کی پٹی ہو جانے کی اطلاع دی وہ دوڑتی ہوئی روم کی طرف گی احمر کے دوست کے چہرے پر سمائل آ گئی-

محبت دونوں طرف کی جنونی ہے رہ نہیں سکتے لیکن مجھے سمجھ آ رہا ہے وہ اس سے الگ کیوں رہنے پر بضد ہے-اس نے ساتھ کھڑے اپنے دوسرے دوست سے کہا-کاش احمر ہماری بات مان لیتا اور ایک مکمل اور پر کشش زندگی جی پاتا اللہ اور اس کے رسول کے سامنے سر خرو بھی ہو جاتا-اللہ کریم اس کے لیے آسانیوں کے دروازے کھول دیتا-لیکن اب امید ہے کہ وہ اسے نہ صرف سنبھال لے گی بلکہ اللہ کی طرف بہت جلد لے جائے گی اور اللہ کریم بھی اس پر کم از کم ان دونوں کا ساتھ دیں گے-ان شاءاللہ-----

---

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی وہ اٹھ کر باہر کی طرف آرہا تھا-اسے دیکھ کر اس کے قدم رکے تھے-اب تو یقین آگیا ہے کہ بے پناہ محبت کرتا ہوں-اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر اسے اندر آتا دیکھ کر کہا جو مکمل حجاب میں لپٹی تھی-

اگر میں کہوں مجھے اب بھی یقین نہیں آیا تو؟؟اس نے ٹھہر ٹھہر کر کہا-

تو میں اس بات کا یقین نہیں کروں گا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو تم اس وقت یہاں میرے پاس نہیں ہوتی-اسنے ادھر ادھر دیکھ کر کہا-

اچھا اتنا یقین ہے؟؟اس نے اپنی دل کی دھڑکن کو دھڑکتے ہوئے محسوس کر کے گہرا سانس لے کر کہا-ہاں خود سے زیادہ تم پر یقین ہے-احمر نے ایک نظر اس کے وجود پر ڈالی جو مکمل طور پر عبائے میں چھپا ہوا تھا-

اگر مجھ پر یقین ہے تو کیا میری بات مانو گے ؟؟ جو میں کہوں گی وہ تمہیں سچ لگے گا-اس نے نظریں جھکائے ہوئے کہا-

ہاں بلکل لگے گا کیونکہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو اور جو محبت کرتے ہیں وہ اپنے ہمسفر کو دھوکہ نہیں دے سکتے اس کا بھلا ہی چاہیں گے-

تو پھر اللہ کو ایک مان لو-مان لو کہ وہ ذات ہے مان لو کہ اس کا وجود ہے مان لو کہ تم ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے اور غلط راستے کے متمنی ہو گئے اب اسلام کی طرف واپس لوٹ آؤ اگر تمہیں مجھ پر یقین ہے تو مان لو کہ میں جھوٹ نہیں بول رہی اس رب کریم کا وجود ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے-

اسے اس کے دوست اس کے گھر والے ہر طرح سے سمجھاتے اور بتاتے آئے تھے لیکن وہی ماننے کو تیار نہیں تھا لیکن اب خاموش کھڑا اس کی باتیں سن رہا تھا کیونکہ اللہ کریم نے

اس کے دل میں اتنے لوگوں کی وجہ سے اسلام کیلئے جگہ بنادی تھی لیکن آخری ضرب ثمن نے لگائی تھی۔

مجھے تم اسلام سکھاؤ گی۔اس نے ایک سوال کیا۔

سکھاؤں گی۔اس نے بس آنکھیں جھکائے اتنا ہی کہا۔

مجھ سے شادی کرو گی؟؟اس نے پھر سے سوال کیا۔

کروں گی۔اس نے اسی طرح آنکھیں نیچے کیے ہوئے کہا۔

کب کرو گی؟؟اس نے اگلا سوال کیا؟؟

جب آپ اسلام قبول کر لیں گے۔اس نے آہستہ سے کہا۔

ابھی کر لیتا ہوں- تو یہ وجہ تھی مجھے اپنانا نہیں چاہتی تھی؟؟اس نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا-

ابھی قبول نہیں کریں- پہلے سوچیں سمجھیں جو سوال ہیں انہیں تلاش کریں- یا انہیں جانیں اس کے بعد قبول کریں- آپ کے تمام سوالات کے جوابات آپ کے ایک سوال کے جواب ملنے پر ختم ہو جائیں گے- جی یہی وجہ تھی-

اس نے آخر میں جواب دیا-

مجھے تم پر یقین ہے تم اگر کچھ سمجھاؤ گی تو مجھے سمجھ آ جائے گا- مجھے بہت سی چیزیں وقت کے ساتھ کلیئر ہو چکی ہیں اور کچھ ہیں جن کی وجہ سے میں واپس نہیں پلٹ سکا- میری زندگی میں شادی کا کوئی فلسفہ نہیں تھا لیکن میں تمہیں پانے کے لیے شادی کے لیے تیار ہو گیا- اور مجھے سمجھ آ گیا اس محبت میں کہ اسلام نے صرف شادی ہی کیوں ضروری قرار دی- تو اب میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں- تم سہی کہہ رہی ہو مجھے صرف ایک سوال کی

ضرورت ہے جو مجھے سمجھ نہیں آیا جسے سمجھنے کی مجھے ضرورت ہے۔تم مجھے سمجھادو۔اگر تمہارے سمجھانے میں مکمل دلیل ہوئی تو میں دل سے اسلام قبول کرلوں گا۔

ٹھیک ہے آپ کو گھر جانا چاہیئے ہے۔کل یونیورسٹی میں آپ کے سوال پر بات کرتے ہیں۔اور یہ ہماری پہلی اور آخری نشست ہو گی۔صرف اور صرف آپ کو راہ راست پر لانے کے لیے میں ایسا کروں گی۔میں کچھ ایسا لاؤں گی۔جسے پڑھنے کے بعد آپ کو سوال کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔اس نے آرام سے کہا۔

تمہیں اپنے رب پر اتنا یقین ہے۔اس نے اس کی طرف ایک نظر دیکھ کر کہا۔

ہاں بلکل یقین ہے۔جیسے آپ کو مجھے بنا دیکھے محبت ہو سکتی ہے۔آپ کو یقین ہے کہ میں ویسی ہو نگی جیسا آپ سوچتے ہو تو بنا دیکھے اتنی محبت کا ہونا معمولی بات نہیں ہے۔تو مجھے بھلا اپنے رب کو دیکھے بغیر کیسے یقین نہیں آئے گا۔جو مجھے ہر چیز سے نواز رہا ہے۔

اس کی باتوں میں ایک سحر تھا جس میں وہ جکڑ رہا تھا-اسے یقین ہونے لگا تھا وہ سچ کہہ رہی ہے-اسے بہت جلد ایمان لانا تھا-اس کی باتوں سے,اس کے اتنے یقین سے اسے لگا تھا وہ ایمان لے آئے گا-اس کے سوالوں کے جواب صرف اسی کے پاس ہیں-وہ سوچ کر رہ گیا-

اور وہ اسے اللہ حافظ کہتے چل دی-اور وہ بھی اپنی سوچ کے بھنور سے باہر نکلا-اور اپنے دوستوں کی طرف چل دیا-اور اس کے چہرے پر مسکان دیکھ کر انہیں بھی بہت کچھ سمجھ آ گیا تھا-

---

رات تھی کہ کٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ مسلسل ٹہل رہا تھا-اسے کوئی بھی سوال سوچنے کی ضرورت نہیں تھی-اس کے ذہن میں سوال تھا تو صرف ایک سوال تھا جسے اسے جاننا تھا-اور وہ تھا- کسی ایسی ہستی کا وجود ثابت کرنا جس نے اس دنیا کو بنایا-بس اسے تو

اس سے ملنا تھا-اور جاننے کے بعد مکمل پر اس کا ہونا تھا-اسے یقین ہو چلا تھا کہ وہ اسے سمجھا لے گی-

اور وہ بھی رات بھر جاگ کر مختلف بکس, آرٹیکل جانے کیا کچھ پڑھ چکی تھی-بلآخر اسے وہ آرٹیکل مل گیا جس پر اسے یقین تھا کہ اسے پڑھنے کے بعد اسے سننے کے بعد وہ ایمان لے آئے گا-اسے مزید کسی سوال کے جواب کی ضرورت نہیں پڑے گی-

جیسے ہی وہ صبح پہنچی وہ پہلے سے ہی یونیورسٹی کے گیٹ پر اس کا انتظار کر رہا تھا- مسلسل ٹہل رہا تھا-وہ یہ دیکھ کر تھوڑی سی خوش ہوئی لیکن اگلے ہی لمحے وہ سنجیدہ ہو گئ-اور آگے بڑھنے لگی-ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی کہ وہ دوڑتا ہوا اس کی طرف آیا-بلاشبہ وہ ایک خوبصورت شکل وصورت کا نوجوان تھا-پوری یونیورسٹی کی لڑکیاں اس پر مرتی تھیں اور وہ صرف گیٹ سے اندر آتی اس لڑکی پر مرتا تھا-کل جو کچھ ہوا تھا اس کے بعد پوری یونیورسٹی میں یہ بات پھیل گئ تھی کہ وہ کس سے بے پناہ پیار کر بیٹھا ہے جسے اس

نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے-ہر طرف اس کی محبت کھل کر سامنے آ گئی تھی-ایسا ہونا نہیں چاہیے تھا لیکن اس کے جنون کی وجہ سے ایسا ہو گیا تھا-

اتنی لیٹ آئی ہو؟؟میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں-اس کے پاس آتے ساتھ ہی اس نے کہا-

سب دیکھ رہے ہیں کچھ خیال کریں-میں اپنے وقت پر آئی ہوں آپ جلدی آ چکے ہیں اس نے ایک پیپر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا-

سوری! یہ کیا ہے؟؟

آرٹیکل ہے جس میں آپ کے سوال کا مکمل جواب دیا گیا ہے-اسے پڑھ لیں میں کلاس لے لوں فری ہو کر میں آپ سے ملتی ہوں لائیبریری میں ٹھیک 10 بجے آپ آ جانا-

اس نے سر کو ہاں میں ہلایا اور سائڈ پر ہو گیا- وہ آگے چل دی- اب جو ہو چکا تھا جس کا سب کو پتہ چل چکا تھا وہ اب خود بھی اس سب کو ٹھیک نہیں کر سکتی تھی- اس لیے اس نے لوگوں کی نظروں کو نظر انداز کر دیا- اور لیکچر لینے کے لیے چل دی-

اور وہ ایک کونے میں بیٹھا آرٹیکل کھول کر پڑھنے لگا-

میرے استاد نے مجھے ایران سے آئی ایک سٹوڈنٹ سے بات کرنے کے لیے کہا جو علی الاعلان اسلام چھوڑ چکی تھی۔

میں نے اسے ڈاکٹر صاحب کا حوالہ دے کر ملنے کا وقت مانگا۔

ملاقات ہوئی اور جیسے ہی اسے پتہ چلا کہ بات اسلام سے متعلق ہے تو وہ کہنے لگی میں اٹھائیس سال ایران میں اسلام دیکھ کر ہی یہاں آئی ہوں اگر اسی اسلام کی بات کرنے آئے ہو تو اپنے اسلام سمیت یہاں سے چلے جاؤ۔

میں نے کہا نہیں میں تو اس اسلام کی بات کرنے آیا ہوں جو قرآن بتاتا ہے۔ ایران اور سعودی عرب میں جو کچھ موجود ہے میں اسے اسلام کا چربہ سمجھتا ہوں۔

وہ یہ سن کر کچھ نرم پڑی لیکن کہنے لگی میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ میں کائنات میں اور کائنات خود ایک حادثے کے باعث موجود ہیں۔

میں نے کہا چلیے ہم یہ مان لیں گے لیکن کیوں نہ کائنات اور ہمارے نفس میں موجود ان نشانیوں کی بات کر لیں جن پر قرآن غور کرنے کو کہتا ہے۔ پھر اللہ نہ ملا تو تم اکیلی کیوں اسلام سے نکلوا کٹھے ہی چلیں گے۔ وہ مان گئی۔

میں نے اسے کہا تم نے کبھی سوچا قرآن میں اللہ یہ کیوں کہتا ہے کہ تم میری ایک بھی نعمت کا شمار نہیں کر سکتے۔

وہ بولی ایک نعمت کا شمار کتنی مضحکہ خیز بات ہے۔ ایک تو ایک ہی ہے ایک کا شمار کون کرتا ہے۔ میں نہیں جانتی تھی قرآن میں اتنی مزاحیہ باتیں بھی ہیں۔

میں بولا چلو ایک نعمت کا شمار کرتے ہیں۔

ہم تین دن سے ایک آدھ گھنٹے کے لیے ایک نعمت کا شمار کر رہے ہیں۔

میں نے اُس ملحد ایرانی لڑکی سے کہا، چلیے میں تھوڑی دیر کے لیے تُمہاری بات مان لیتا ہُوں کہ کائنات کے اس خاص حصے یعنی زمین پر تُمہاری موجودگی ایک حادثہ ہے۔ حادثے کی دین ہی سہی, تُم اس زندگی کو ایک نعمت تو مانتی ہو نہ۔

وہ کچھ کنفیوز ہو گئی اور بولی نعمت کہوں گی تو تُم کہو گے یہ نعمت دینے والا بھی کوئی ہو گا، کیا تُم یہی گھسی پٹی دلیل لے کر آئے ہو۔

میں نے کہا تُم کنکلیوژن پر چھلانگ کیوں لگاتی ہو, تُم بھول گئیں کہ ہم تُمہاری بات مان کر آگے بڑھ رہے ہیں کہ کائنات اور زندگی ایک حادثہ ہے۔ میرا سوال تو بہت سادہ ہے کیا تُم اس بات پر خوش ہو کہ اس حادثے کے باعث تمہیں زندگی ملی۔

وہ بولی ہاں یہ اتفاق حسین ہے۔ میں نے پھر پُوچھا گویا زندگی کو تُم بہر حال نعمت سمجھتی ہو۔

وہ کہنے لگی ہاں زندگی ایک نعمت تو ضرور ہے۔

میں اُس کے اس اقرار سے خُوش ہُوا اور کہا چلیے اب اِس نعمت کو شُمار کرتے ہیں۔

وہ مسکرا کر کہنے لگی یعنی اب تُم قرآن کی اُس بات کی طرف آ رہے ہو کہ تُم اللہ کی ایک نعمت کو بھی نہیں گِن سکتے۔

میں نے کہا کیا تُمھیں خوشی نہیں ہو گی اگر تُم اسے گِن کر قُرآن کا دعوٰی جھوٹا ثابِت کر دو اور تُمھیں میری شکل میں ایک ایسا دوست مل جائے جو اسلام چھوڑ کر تُمہارا ہم نوا ہو جائے۔

اُس نے مسکراتے ہُوئے کہا چلو پھر گنتے ہیں اس نعمت کو۔

میں بولا زندگی ایک ایسی حقیقت ہے جسے دُنیا میں برقرار رہنے کے لیے کئی لوازمات کی ضرورت ہے، جیسے آکسیجن، پودے اور پانی۔ کیا ہمیں زندگی کے ان لوازمات کو زندگی میں ہی شمار نہیں کرنا ہو گا؟

وہ بولی ہاں ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ان تین کے علاوہ دس ایسی چیزیں اور ہیں جو زندگی کے لیے ضروری ہیں یہ ہو گئے دس لوازمات اور یہ لو، گِن لی ایک نعمت۔ اب قرآن کے دعوے کا کیا کریں جو کہتا ہے تُم ایک نعمت نہیں گِن سکتے؟

میں نے کہا تُم پھر کنکلیوژن پر جمپ کر رہی ہو. ابھی تو مجھے پانی کے بارے میں بات کرنی ہے اُس کے بعد سینکڑوں دوسرے لوازمات کے بارے میں جو میرے علم میں ہیں۔

وہ ہنس کر بولی یعنی ہماری بات اگلے کئی دن چلے گی۔

میں نے کہا کئی سال بھی مکالمہ جاری رہے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم اپنے یہاں موجود ہونے کی وجہ ہی تو ڈھونڈ رہے ہیں۔

وہ بولی چلو پھر پانی کی بات کرو۔

میں نے کہا ٹھیک ہے اب بیس منٹ میں بولتا جاؤں گا تُم سُنتی جانا جو سوال ہو اپنے نوٹس میں لکھتی رہو آخر میں پُوچھنا۔

اُس نے سر ہلاتے ہُوئے اپنی نوٹ بُک کھول لی اور ایک پیج پر بڑی سی ہیڈنگ "مذھبی فضولیات" لکھ کر اُس ہیڈنگ کے نیچے لائن لگا دی۔

پھر مجھے اپنے لکھے کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا تو جھینپ کر بولی میں شرمندہ ہُوں لیکن مجھے فخر ہے میں بد دیانت نہیں جو دل میں ہو گا وہی کہوں گی۔

میں نے کہا شرمندگی کی کوئی ضرورت نہیں دیانت ہی چاہیے۔ مجھے یقین ہے میری بات بھی تُم اسی دیانت داری سے اپنے دل میں پراسس کرو گی۔

وہ بولی یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ اب تُم بیس منٹ بول سکتے ہو میں دخل انداز نہیں ہوں گی۔ میں نے بولنا شروع کیا۔۔

دیکھیے! زندگی جو ایک نعمت ہے, کے ہزاروں لاکھوں یا شاید کروڑوں لوازمات میں سے ایک اہم چیز پانی ہے۔

اب یہ تو سائنس بتا چکی کہ زمین جب بنی اس میں باہر سے جتنا پانی آیا تھا اُس کے بعد نہیں آیا۔

قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ پانی باہر سے ہی زمین پر آیا تھا۔

لیکن اس نکتے پر پھر بات کریں گے اسے اپنے نوٹس میں لکھ لو اور غور کرو جب حادثے سے دُنیا بن گئی اور مزید پانی بھی نہیں آیا تو پھر زمین پر پانی ختم کیوں نہیں ہُوا؟

اس کی وجہ مبیّنہ حادثے سے ہی زمین کے گرد بننے والی وہ اوزون کی تہہ ہے جو نہ صرف سورج سے نکلنے والی مہلک ریڈی ایشن کو زمین پر پہنچ کر زندگی ختم کرنے سے روک لیتی ہے بلکہ اُس پانی کو بھی ایک حد سے اُوپر نہیں نکلنے دیتی جو سمندروں سے بھاپ بن کر بظاہر ضائع ہو جاتا ہے۔

اگر یہ اوزون کی تہہ نہ ہوتی تو زمین کا پانی ختم ہو جاتا۔

بات یہیں ختم نہیں ہُوئی۔ جب یہ پانی جو کہ کھارا اور پینے یا خُشکی کے پودوں کے قابل نہ تھا, اوپر جاتا ہے تو وہاں بجلیاں کڑکنے سے اس میں نائٹروجن بھی شامل ہو جاتی ہے جو

پودوں کے لیے ضروری ہے اور بارش کے ذریعے نیچے آتے ہُوئے اس کا کھارا پن بھی جاتا رہتا ہے۔ کیسا خُوبصورت حادثہ تھا کہ اس نے ان باریکیوں کا بھی خیال رکھا۔

ابھی بات ختم نہیں ہُوئی۔

چونکہ پانی خُشکی کا دو تہائی سے بھی زیادہ ہے اس لیے سمندروں سے بھاپ بن کر اُڑنے والا پانی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اگر یہ سارا نیچے آجائے تو زمین ڈوب جائے۔

حادثے نے اس بات کا بھی خیال رکھا کہ چند فیصد بھاپ بارش کی شکل میں بنجر زمین سیراب کیا کرے اور باقی بھاپ اوپر صاف ہو کر برف کی شکل میں نیچے آئے۔ اُس میں سے بھی کچھ پگھل جایا کرے باقی گلیشیئرز کی صورت محفوظ ہو جائے اور اُن دنوں میں بھی آہستہ آہستہ پگھل کر زندگی کو فلٹرڈ پانی دیتی رہے جب بارشیں نہ ہوں۔

ذہن میں یہ سوال اٹھے گا کہ سمندر کا پانی کھارا ہی کیوں ہے؟ یہی صاف ہوتا تو زندگی کی حفاظت کے لیے باقی حادثوں کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

دیکھیے! اگر سمندر کا پانی کھارا نہ ہوتا تو وہ آبی مخلوقات ہی نہ ہوتیں جو صرف کھارے پانی میں زندہ رہ سکتی ہیں اور اُن کی زندگی انسانوں سمیت زندگی کی دیگر شکلوں کے لیے بہت ضروری تھی۔

اب حادثے کا ایک اور کرشمہ دیکھیے کہ سمندر میں موجود زندگی کی حفاظت کے لیے حادثے پر حادثہ یہ ہُوا کہ پانی جو زمین پر حادثاتی طور پر آیا تھا کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ جمے تو نیچے کی بجائے اوپر آتا ہے۔

یعنی اوپر سے جو پانی برف کی شکل میں گلیشیئر زبن کر خُشکی پر رہا وہ تو زندگی بچا ہی رہا ہے جو باقی برف سمندر پر گری وہ ڈوبنے یا نیچے جانے کی بجائے پانی کی سطح پر رہتی ہے۔

وہ سطح سردیوں میں موٹی ہو جاتی ہے اور سردیوں میں سردی نیچے پانی میں نہیں جانے دیتی جہاں وہ کروڑوں مخلوقات زندہ ہی نہ رہیں اگر باہر کی شدید سردی سے پانی ایک خاص حد سے ٹھنڈا ہو جائے۔

کتنے کمال کے حادثے ہیں جو مسلسل ایک دوسرے سے مل کر کام کر رہے ہیں اور مزید کوئی ایسا نیا حادثہ بھی نہیں ہُوا جو تسلسل سے ہونے والے حادثوں کا تسلسُل اور وہ فریکوئنسی توڑ دے جو ہلکی سی بھی بدل جائے تو وہ زمین پر ہر قسم کی زندگی کا آخری دن ہو۔

گویا حادثے میں ایسے کسی حادثے سے ہمیشہ کے لیے بچنے کا انتظام بھی حادثاتی طور پر موجود تھا تاکہ زمین پر حادثاتی طور پر پیدا ہونے والی زندگی کسی حادثے کے باعث ختم نہ ہو جائے۔

دیکھیے ! یہ ساری کہانی آسمان کے ہماری زمین سے اُڑنے والے پانی کے واپس لوٹ آنے سے شروع ہُوئی تھی اور جس دین کی بات میں تُم سے کرنے آیا ہُوں اُس کا بھیجنے والا قُرآن میں کہہ رہا ہے کہ ہم نے جو آسمان بنایا اس کی یہ صفت رکھی کہ وہ واپِس کرنے والا ہے۔ وہ جو آنکھیں بڑی کیے سُن رہی تھی بولی واؤ یہ قرآن میں کہاں لکھا ہے ؟؟

جب اُس ملحد لڑکی نے مجھے ٹوکا تو لگا جیسے میں اُس منظر سے باہر نکل آیا ہُوں جو اللہ کی ایک نعمت کا شُمار کرتے ہُوئے میرے لاشعور میں چل رہا تھا۔

یہی طے ہُوا تھا نا، تُم اپنے سوالات " مذھبی فضُولیات" والی ہیڈ نگ کے نیچے لکھتی رہو گی اور اپنی باری پر پُوچھو گی میں نے اُس سے پُوچھا تو وہ بولی سوری رہا نہیں گیا، یہ بہت سرپرائزنگ ہے کہ قُرآن نے تمہارے بقول آسمان کو لوٹانے والا کہا ہے اور ہماری ڈسکشن سے یہ تو واضع ہے کہ اوزون میں پانی لوٹانے والی صفت نہ ہوتی تو زمین پر زندگی پیدا ہی نہ ہو سکتی۔ تبھی مجھے تجسس ہوا کہ دیکھوں قُرآن میں آسمان کے لوٹانے کی خصوصیت کا کہاں ذکر ہے۔

میں نے اُسے سُورۃ الطارق کی گیارھویں آیت دکھائی، قُرآن کے تراجم عُموماً الرَّجْعِ کا سادہ سا مطلب کرتے ہیں۔ میں نے اُسے قرآن کی چھے الگ الگ تفاسیر اور لغت دکھائی تو وہ کہنے لگی ہاں ٹھیک ہے ابھی تک تُم اپنا کیس ٹھیک پیش کر رہے ہو۔ آگے دیکھتے ہیں۔

میں بولا لیکن تُم اب سوال لکھتی رہو گی اور اپنی باری آنے پر پُوچھو گی۔

اُس نے ہاں میں سر ہلایا تو میں اپنی بات جاری رکھتے ہُوئے بولا میں تُمہیں پانی اور خُشکی کا وہ تناسُب بھی قرآن میں دکھا سکتا ہُوں جو اس وقت زمین پر موجود ہے۔ چاہو تو اس نکتے کو اپنے نوٹس میں ایڈ کر لو ہم پانی پر مزید بات کر سکتے ہیں لیکن اب تُم نے ردّم توڑ ہی دیا ہے تو کیوں نہ ہم اُس حادثے کی طرف چلیں جس نے یہ دُنیا تشکیل دی تھی۔

وہ بولی ویسے تو میں اپنے بارے میں جاننا چاہتی ہُوں کہ میں یہاں کیوں ہُوں لیکن تُم پیچھے جانا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن پہلے مجھے اس آیت کے لفظ کی تشریح کی تصویریں لینے دو۔

وہ تصویریں لینے لگی تو میں نے پُوچھا یہ بتاؤ تُمہارا فون کیا جدید ترین ہے۔

وہ بولی چند مہینے پُرانا ہے لیکن جدید ترین کے قریب ہے۔

اس کا کیمرہ کتنے میگا پکسلز کا ہے میں نے پُوچھا۔ وہ بولی شاید بارہ میگا پکسلز کا ہے۔

میں بولا کیا تُم جانتی ہو جو حادثہ تُمہاری اور تُم جیسے اربوں انسانوں کی تخلیق کا باعث بنا وہ اتنا شاندار تھا کہ اُس نے تُمہاری آنکھوں میں پانچ سو چھیتر میگا پکسلز کے دو کیمرے نصب کر دیے ہیں یہ کیمرے جو تصویریں کھینچ کر تُمہارے دماغ کو بھیجتے ہیں وہ اتنے وقت میں ان تصویروں میں موجود ایک کروڑ سات لاکھ رنگ اور دیگر چیزیں شناخت کر سکتا ہے جو ایک سیکنڈ سے بھی اتنا کم ہے کہ ہم اُسے ماپ نہیں سکتے۔

اس حادثے سے صرف یہی نہیں ہوا بلکہ اُس حادثے نے تُمہارے جسم میں بارہ ایسے پیچیدہ ترین نظام تشکیل دیے جن کی تمام جزئیات ہم ابھی تک نہیں جان پائے ہیں اور حادثاتی طور پر یہ سب نظام مل کر کام کرتے ہیں تاکہ تُمہاری زندگی برقرار رہے۔ لیکن ہم تُمہاری بات بعد میں کریں گے پہلے ابتدائی حادثے کی طرف چلتے ہیں۔

اُس کی سوچتی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اُس کی خود سے جنگ جاری ہے۔ ہُوں ہاں کیے بغیر وہ میری طرف دیکھتی رہی۔

میں نے بات جاری رکھتے ہُوئے کہا، کیا سائنس معلوم کر چکی کہ کائنات کی لمبائی چوڑائی کتنی ہے؟

وہ بولی یہ ممکن نہیں ہے۔

میں نے کہا میں جانتا ہوں کیوں کہ سائنس اب کہتی ہے کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے، قرآن نے چودہ سو سال پہلے یہی کہا تھا نوٹ کر لو میں ریفرنس دوں گا۔

بائبل سمیت ساری دنیا پچھلی صدی تک سُورج کے ساکن ہونے کو یُونیورسل ٹرتھ کہتی تھی قرآن نے چودہ سو سال پہلے کہا تھا کہ سبھی ستارے سیارے اپنے لیے طے کردہ مداروں میں گھوم رہے ہیں۔

اب یہ بات کامن سینس کی بات ہے لیکن چودہ صدیوں پہلے کی دُنیا میں تصور کرو ایسا کون سوچ سکتا تھا۔

میں نے دیکھا وہ اپنے سوالات لکھ رہی ہے۔

میں نے کہا تُم مانتی ہو چودہ ارب سال پہلے ایک دھماکے کے ذریعے یہ کائنات بنی تھی، میں یہ پُوچھوں گا ہی نہیں کہ جس نے ڈھائی سو ارب سے زیادہ کہکشائیں تشکیل دیں, وہ دھماکہ ہُوا کس چیز میں تھا، دھماکے پہلے کیا تھا، کیا یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور آخری دھماکہ تھا یا ایسے حادثے کہیں اور بھی ہُوئے, میں پُوچھ بھی لوں تو کیسے جواب دو گی سائنس تو ابھی یہ سب جانتی ہی نہیں.

میں تو اس حادثے کی خوبصورتی کی طرف تُمہیں متوجہ کرنا چاہتا ہُوں دیکھو خُود بخود ہونے والے اس حادثے کے نتیجے میں کھربوں سورج بنے۔ ہر سورج کے ساتھ بہت سی زمینیں بنی پھر حادثے ہی کی بنیاد پر ہماری بھی ایک زمین بنی اور حادثاتی طور پر ہی سورج کے گرد اور اپنے محور کے گرد گھومنے لگی اور گھومی بھی 23.5 ڈگری جھکاؤ پر جو اگر آدھا ڈگری بھی کم یا زیادہ ہوتا تو زمین پر زندگی نہ ہوتی۔

لیکن مان لیا ہو گیا اتفاق۔ پھر ایک اور اتفاق یہ بھی ہوا کہ یہ زمین اپنے محور کے گرد چار سو ساٹھ میٹر پر سیکنڈ کی رفتار سے اور سورج کے گرد ایک لاکھ دس ہزار کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومنے لگی۔

اگر ان دونوں سپیڈز میں چند کلو میٹر فی گھنٹہ کا بھی فرق ہوتا تو زمین پر نہ کوئی درخت اُگ سکتا نہ کشش ثقل موجودہ تناسُب میں ہوتی۔ انسانی اور نباتاتی زندگی کو ممکن بنانے کے لیے زمین کے گھومنے کی رفتار بالکل یہی ہونی چاہیے تھی جو ہے۔

کیا تُم ان اتفاقات در اتفاقات پر حیران نہیں ہو؟

وہ بالکل خاموش تھی۔ میں نے بات جاری رکھتے ہُوئے کہا کیا تُم جانتی ہو اگر زمین کے جھکاؤ کا زاویہ آدھا ڈگری بھی کم یا زیادہ ہوتا تو زمین پر موسم نہ بدلتا یعنی زندگی نہ ہوتی۔ کیا

تُم اندازہ کر سکتی ہو کہ زندگی جسے تُم ایک نعمت مان چکی ہو کی تشکیل اور حفاظت کے لیے بقول تُمہارے اس خود کار حادثے نے کتنے پاپڑ بیلے ہیں۔

میں نے اُس کی آنکھوں میں نمی دیکھی تو کہا یہ پانی جو تُمہاری آنکھوں سے چھلکنے کو ہے اس پر بھی بات کریں گے کہ ان آنسوؤں کے نظام کو اس حادثے نے زندگی کی کس مدد کے لیے تُمہارے جسم میں تشکیل دیا لیکن پہلے اپنے فون میں کیلکولیٹر نکالو تاکہ میں تُمہیں دکھا سکُوں کہ قرآن نے زمین پر پانی اور خُشکی کا وہ تناسُب کتنا ایگزیکٹ بتایا ہے جو سائنس نے آج معلوم کیا۔

اُس نے ایک لفظ بولے بغیر فون میں کیلکولیٹر کی ایپ کھولی اور میری طرف دیکھنے لگی۔

میں اُس کے چہرے کے تاثرات سے جان سکتا تھا کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئی ہے لیکن مجھے کوئی جلدی نہیں تھی۔ میرا مقصد مسلمانوں کی تعداد میں ایک اور مسلمان کا اضافہ کبھی رہا ہی نہیں۔ میں تو یہ جانتا ہُوں کہ نبوت میرے محمد ﷺ پر ختم ہو چکی وہ اللہ کا پیغام مکمل کر کے عمل میں ڈھال کر تو دکھا گئے لیکن اپنی عصری اور انسانی مجبوریوں کے باعث دُنیا کے ہر خطے اور ہر دور کے افراد تک خود چل کر وہ پیغام نہیں لے جا سکے۔

میرے محمد ﷺ کو یقین تھا کہ ہر دور وہ سابقون ضرور ڈھونڈ لے گا جوان کے نمائندے بن کر انکا پیغام آگے مزید آگے پہنچائیں گے۔

میں نے جتنے مرد و خواتین کو بھی اسلام میں داخل کیا یہی سوچ کر کیا کہ یہ لوگ نبی ﷺ کی وہ نمائندگی کریں گے جو پیدائشی مسلمان فرقوں کی لڑائی میں الجھ کر بھلا بیٹھے ہیں۔

ایمان کنوکشن کے ساتھ نہ ہو تو ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ علیؓ اور عائشہؓ اور فاطمہؓ جیسے مسلمان پیدا نہ ہوں گے، وہ نہ ہوئے تو ختم نبوّت کی عملی دلیل کون بنے گا۔

وہ بولی, میں مانتی ہوں تم یہ نے یہ ثابت کر دیا کہ کائنات کا بننا حادثہ نہیں تھا, اسے واقعی کسی خدا نے ہی بنایا تھا۔

سوال یہ ہے کہ یہ کیسے ثابت کرو گے کہ قرآن تمہارے بیان کردہ اللہ نے ہی بقول تمہارے مکہ میں پیدا ہوئے ایک شخص پر نازل کیا تھا۔

میں نے کہا بس یہی ثابت کرنے میں دیر لگتی ہے جو تم نے مان لیا۔

اس حقیقت کو کہ قرآن اللہ کا کلام ہے میں ایک منٹ میں ایک معمولی مکھی سے ثابت کر دونگا۔

وہ زور سے ہنس پڑی اور بولی ہاں پہلے دن تم مجھے بالکل پاگل لگے تھے۔ شکل سے بھی لگتے ہو لیکن اب مجھے شک نہیں کہ تم ایسا نہیں کر سکتے, لیکن میں سننا چاہتی ہوں۔

میں نے پوچھا یہ بتاؤ تمہاری سائنس نے کب ثابت جانا ہے کہ شہد بنانے کا سامان مادہ مکھی جمع کر کے لاتی ہے نر مکھی نہیں۔

وہ اپنے فون پر گوگل سے یہ معلومات تلاش کرنے لگی اور تھوڑی دیر بعد اس سلسلے میں ایک تحقیق میرے سامنے رکھ دی جو اس کی تفصیل بتاتی تھی۔

میں نے فون اس سے لیے بغیر کہا مجھے اس میں دلچسپی نہیں۔ تم بس یہ بتاؤ کہ جو سائنٹیفک ریسرچ نے اب جانا ہے قرآن نے وہ چودہ سو سال پہلے کیسے کہہ دیا کہ اللہ نے شہد کی مادہ مکھی کو شہد بنانے کا طریقہ وحی کیا۔

اب میرے سوال کا جواب دو چودہ صدیوں پہلے یہ حقیقت کون جان سکتا تھا کہ شہد نر نہیں مادہ مکھی بناتی ہے۔

وہ پی ایچ ڈی سٹوڈنٹ تھی، دلیل ہی ریسرچ سٹوڈنٹ کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے۔

بغیر ہچکچائے بولی۔۔گاڈ۔

پھر بولی دکھاؤ مادہ مکھی کہاں لکھا ہے قرآن میں۔

میں نے اسے فَاسْلُكِي کا لفظ دکھایا وہ اس لفظ کی گوگل سے تشریح دیکھتی رہی پھر بولی ہاں یہی مطلب ہے۔

مغرب کا وقت تھا میں نے کہا چلو مسجد چلتے ہیں۔وہ بولی ہاں ایک لمحہ ضائع کیے بغیر۔میں نے کال کر کے ان پروفیسر صاحب کو بھی مسجد آنے کے لیے کہہ دیا جنہوں نے مجھے اس لڑکی سے ملنے کا کہا تھا۔

جیسے جیسے وہ آرٹیکل پڑھ رہا تھا۔ساتھ جیسے اس لڑکی نے سرچ کیا تھا ویسے ہی وہ بھی اپنے دل کی تسلی کے لیے سرچ کر رہا تھا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کوئی اس طرح بھی باریک بینی سے لکھ سکتا ہے۔جیسے اسے یقین تھا وہ اسے سمجھا لے گی۔ویسے ہی اس نے اسے سمجھا لیا تھا۔ ایک آرٹیکل نے اس کی زندگی کو بدلا تھا وہ بھی ایک لمحے میں بدل گیا تھا۔وہ بے آواز آنسو بہا رہا تھا۔اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا وہ اللہ سے معافی کیسے مانگے۔جس سوال کا

جواب اسے آج تک کوئی نہیں دے سکا تھا اسے آج اس طرح سے مل گیا تھا-وہ حیران تھا اللہ کریم نے اس کے انکار کے باوجود اسے خوش رکھا اس کا خیال رکھا-اسے نوازا,ہر نعمت عطا کی اور وہ منکر ہی بنا رہا,وہ جو اسے نواز رہا تھا,وہ جو اسے ہر نعمت دے رہا تھا,وہ جو اس کی ہر خواہش پوری کر رہا تھا-وہ اس کا انکاری بنا رہا وہ کیسا انسان تھا اپنی ذات کے,اپنے وجود کے بنانے والے کا منکر تھا-اس پچھتاوے میں وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا کب دس بج گئے-وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا لائبریری کی طرف بڑھنے لگا-اب کی بار وہ لیٹ ہو چکا تھا اور وہ دس بجے کا اس کا انتظار کر رہی تھی-اس کے اندر داخل ہوتے ہی اس کے جھکے سر کو دیکھ کر وہ خوش تھی کہ اسے سمجھ آ گئی وہ اب صرف اس کے لیے نہیں دل سے مسلمان ہو گا-دل سے ایمان لے کر آئے گا-اسے اندازہ تھا اب کی بار یہ آرٹیکل پڑھنے کے بعد وہ لیٹ آئے گا-

میں مسلمان ہوں-تو تمہیں لے جانے کے لیے کب آؤں-اس نے آتے ساتھ کہا اب وہ مزید وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا تھا-اسے دیکھ کر وہ مسکرا دی-کل ہی اپنے بڑوں کے

ساتھ آکر میری بے جی سے میرا رشتہ مانگ لیں-اس نے ایک پرچی پر اپنے گھر کا ایڈرس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا-

جسے اس نے خوشی سے پکڑ لیا-ابھی وہ کچھ اور کہتا وہ جلدی سے آگے قدم بڑھا گئ-اور وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا-

---

وہ گھر آیا اس نے سوچا زندگی کتنی خوبصورت ہے اگر اس کا تخلیق کار ہے-اس سے پہلے جو زندگی تھی وہ اتنی خوبصورت نہیں تھی بس رنگین تھی-جو نظر کچھ آتی تھی ہوتی کچھ تھی-آج کلمہ پڑھنے کے بعد پہلی بار مسلمان ہونے کا احساس جو اسے ملا تھا بہت خوبصورت تھا-اس احساس کے ساتھ زندگی جینا بلکل آسان ہو گیا تھا-اللہ کریم نے اسے ایک بہتر زندگی عطا کر دی تھی-جو اسے بہت پہلے قبول کر لینی چاہیے تھی-لیکن اس نے نہیں کی تھی-جب کی تو بھی اللہ کریم نے اسے دھتکارا نہیں تھا بلکہ نوازا تھا-اللہ کریم

نوازنے والوں میں سے ہے-اور یہ خوشی اس سے سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی-اس نے گھر آتے ہی اپنے مسلمان ہونے کی خوشخبری گھر والوں کو سنائی تو وہ بھی حیران ہو گئے انہیں یقین ہی نہیں آرہا تھا لیکن اگر احمر نے کہا تھا تو سچ کہا تھا وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا-

اس نے گھر میں ثمن کے بارے میں بات کی تو وہ سب اس کا رشتہ مانگنے کے لیے تیار ہو گئے-کیونکہ اگر کوئی لڑکی احمر کو پسند آئی تھی تو اس میں کوئی خاص وجہ تو ہو گی وہ انکار کر ہی نہیں سکتے تھے اور سب سے بڑی بات وہ شادی جیسے بندھن میں بندھنے کیلئے تیار تھا-وہ خوش تھا بے انتہا خوش تھا اسے اور کیا چاہیے تھا-محبت, عزت, مان, مسلمان ہونا, ثمن کے ملنے کی خوشی, سب ہی تو اسے مل گیا تھا اس نے ہر چیز کا ایک ساتھ ملنا اس کیلئے اچانک تھا-وہ اتنی خوشیوں کو ایک ساتھ پالے گا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا-اللہ کریم نے اس پر اپنا کرم کر دیا تھا-اس کے دل کو کھول دیا تھا اسے ہدایت عطا کر دی تھی-کیونکہ وہ خود ہدایت پانا چاہتا تھا-اور جسے ہدایت پانے کا شوق ہو, جسے ہدایت پانے کی جستجو ہو تو اللہ اس کیلئے راستے کیوں نہیں بنائے گا؟؟ اللہ نے اس کیلئے راستے بنا دیئے تھے-

ثمن نے بھی بے جی سے بات کرلی تھی وہ چاہتی تھی یہ رشتہ وہ قبول کرلیں۔لیکن بے جی کے دل میں ایک اور انہونی نے جنم لے لیا تھا۔انہیں لگا تھا شائد احمر مسلمان نہیں ہو ابھی بھی وہ اپنے اعتقاد پر قائم ہو۔ابھی بھی وہ خدا کو نہ مانتا ہو۔ابھی بھی ایسا ہو کہ وہ یہی زندگی جی رہا ہو اور ثمن کو دھوکہ دے رہا ہو۔کہیں وہ گناہ کی زندگی نہ جیتی رہے۔اور اس گناہ کی زندگی کو گزارنے پر مجبور ہو جائے۔لیکن ثمن کی خوشی کی وجہ سے وہ احمر اور اس کی فیملی سے ملنے کیلئے تیار ہو گئی تھی۔اس کی زندگی میں بے جی خوشیاں دیکھنا چاہتی تھیں۔احمر کی فیملی اور اس سے ملنے کے بعد بھی وہ کسی حد تک ڈر میں مبتلا تھی۔وہ کسی حد تک خدشوں میں مبتلا تھی۔وہ چاہتی تھیں کہ یہ رشتہ نہ ہو لیکن ثمن کے مجبور کرنے پر وہ اس رشتے پر راضی ہو گئیں لیکن پورا خاندان اس رشتے کے مخالف ہو گیا۔پورے خاندان کی مخالفت کے باوجود انہوں نے ثمن کی پسند کو دیکھتے ہوئے اس کی شادی اس کی پسند سے کر دی۔لیکن انہوں نے ایک شرط رکھی۔اور اگر یمنٹ کیا۔اگر کبھی انہیں لگا کہ احمر مسلمان نہیں ہے۔وہ لادینت پر ابھی بھی قائم ہے۔اسے پتہ چل گیا تو وہ ثمن کو واپس بے جی کے پاس آنا ہو گا۔ اور اگر اس دوران ان کی کوئی اولاد پیدا ہوئی تو وہ بھی بے جی کے پاس ہی رہے گی۔کیونکہ وہ اپنی نسل کو لادینیت کی نظر نہیں کرنا چاہتی تھیں۔اپنی محبت کو پانے کیلئے وہ کچھ

بھی کر سکتا تھا-اس نے ہامی بھر لی- کیونکہ وہ جانتا تھا وہ دل سے مسلمان ہوا ہے-اس لیے اسے اس بات کا ڈر نہیں تھا اس نے ایگریمنٹ سائن کر دیا تھا-اور ثمن سے اس کی شادی بہت دھوم دھام سے تو نہیں لیکن نارمل طریقے سے کر دی گئی تھی-وہ دونوں ایک نئی دنیا بسا چکے تھے- بے پناہ خوش تھے-خوشیاں ان کا مقدر بن گئی تھیں-وقت گزرتا رہا شادی کو ایک سال ہو گیا بے جی کو بھی یقین ہو گیا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں خوش اور مطمئن ہیں- اسلام پر نہ صرف قائم ہیں بلکہ اسلام کیلئے بہت سے نیک کاموں بھی شامل ہو چکے ہیں- ایک سال کے بعد اللہ نے ان دونوں کو اولاد کی خوشخبری دی جو بہت زیادہ ان کیلئے ضروری تھی جس کی خواہش ان کو بہت شدت سے تھی-شادی کے دو سال بعد ایک ننھے سے بیٹے نے ان کے گھر جنم لیا وہ دونوں ہی اس خوشی کو پا کر نہال ہو گئے- بے جی بھی خوش تھی-وقت تیز دھار کی طرح چلتا رہا شادی کے پانچ سال کے بعد ثمن کے ہاں دو جڑواں بچے آنے کی خوشی ملی وہ دونوں ہی دعا کرتے تھے کہ اللہ کریم اس بار ان کو بیٹی جیسی نعمت سے نوازے اور اللہ نے ان کی سن لی اور دو جڑواں بیٹیاں ان کے ہاں پیدا ہوئیں- لیکن وقت کو کچھ اور منظور تھا-دونوں بیٹیوں کی پیدائش پر ثمن کی ڈیتھ ہو گئی- یہ احمر کیلئے ایک بہت بڑا دھچکا تھا- جسے اس نے اتنی تکلیف سہہ کر حاصل کیا تھا وہ اسے

چھوڑ کر جا چکی تھی-اس کیلئے یہ غم سہنا بہت مشکل تھا-اس کے پاس اس کی دو بیٹیاں اور بیٹا اس کا جینے کا واحد سہارا تھے-حورین بلکل ثمن کی کاپی تھی-وہی نین نقش,وہی صورت,وہی رنگ روپ,اسے اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ملا تھا کہ وہ اس کی ثمن کی طرح تھی-وقت گزرنے لگا جتنا افسوس اور غم اسے اس کے جانے کا تھا اتنا ہی دکھ تکلیف بے جی کو بھی تھا-لیکن بے جی کو اس بات سے بے خبر رکھا گیا کہ ان کی دو بیٹیاں پیدا ہوئی ہیں-انہیں یہی بتایا گیا کہ اس کی ایک بیٹی پیدا ہوئی ہے-کیونکہ ثمن نے یہ آخری خواہش احمر سے کی تھی شائد وہ کچھ جانتی تھی-جو احمر نہیں جانتا تھا-وہ اسے آگاہ کر گئی تھی کہ بے جی تم پر نظر رکھے ہوئے ہیں-اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم لوگ یہ ملک چھوڑ کر چلے جانا یہاں مت رہنا-اور ہو سکے تو ایک بیٹی چھپا لینا-باقی نہ سہی کم از کم ایک بچی تو نشانی کے طور پر آپ اپنے پاس رکھ سکو گے-جتنا ہو سکے باقی بچوں کو بھی اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرنا-باقی تم سمجھ دار ہو میں تم سے کیا کہنا چاہا رہی ہوں-ثمن کے جانے کے بعد اس کے ذہن میں یہی باتیں گھوم رہی تھیں-

وقت جتنااس کے پاس تھاوہ اتنااسے سمجھا گئی تھی-اس نے سب سے پہلا کام اس کے جانے کے بعد باہر جانے کا فیصلہ کر لیا-سب کچھ بھائی کے حوالے کر کہ وہ کچھ ہی دن کے اندر اپنے بھائی کو صورتحال سے آگاہ کر کہ ملک چھوڑ کر چلا گیا-تا کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ ایک بھرپور زندگی جی سکے-اور ایسا ہی ہوا وہ اپنے بچوں میں مگن ہو گیا-جبکہ بیٹیاں بہت چھوٹی تھیں-ان کو سنبھالنا بہت مشکل ہو گیا-لیکن اس کے بھائی اور بھابھی نے بہت ساتھ دیا-اکثر بھابھی اس کے پاس ہی رہ جاتی تھی-اور بچوں کی دیکھ بھال کرتی تھی-اور ایک عدد آیا کا انتظام بھی کر دیا تھا جو پاکستان سے وہاں بھیجی گئی تھی-تا کہ وہ اچھے سے ان کا خیال کر سکے-وقت گزرتا گیا-اس نے ایک بہت ہی بہترین فیصلہ کیا-حورین کا نکاح انہوں نے تہامی سے کرنے کا فیصلہ کیا چونکہ وہ ابھی بہت چھوٹی تھی-لیکن نکاح کی صورت میں وہ تہامی کی ہو جاتی اور نکاح کے بعد جو محبت ہوتی ہے وہ کبھی بھلائی نہیں جا سکتی-اس وقت حورین 12 سال کی اور میر تہامی 20 سال کا تھا-

وہ کسی حد تک ریلیکس ہو گیا تھا-اور واپسی کا سفر اس نے اطمینان سے طے کیا تھا-میر تہامی کی اور حورین کی آپس میں بہت بنتی تھی-ایک ایسا رشتہ ان دونوں کے درمیان قائم ہو گیا تھا جو محرم رشتہ تھا-جو ان کے دل میں ایک انہونی سی محبت قائم کر چکا تھا-جو بہت

اپنائیت لیے ہوئے, بہت پیار, بہت سی خوشیاں لیے ان دونوں کو بہت مکمل کیے ہوا تھا-
رخصتی حورین کی عمر 18 سال ہونے کے بعد کیے جانے کا فیصلہ کیا گیا تھا- کچھ وقت گزرا
بے جی کو علم ہو گیا- یا یوں ہوا کہ انہوں نے احمر کو تلاش کر لیا- اس کے جانے کے بعد
وہ بہت زیادہ ہائی پر ہو گئی تھیں- ثمن کی بہن اور باقی کا خاندان نہیں چاہتا تھا کہ ثمن کے
بعد یہ بچے احمر کے پاس رہیں- کیونکہ وہ اسے اب بھی مسلمان نہیں سمجھتے تھے- اور بے جی
خود بھی یہی سمجھنے لگی تھی کہ وہ اس سے محبت کرتا تھا جس کی وجہ سے اس نے دنیا کو
دیکھانے کیلئے شادی تو کر لی لیکن دل سے مسلمان نہیں ہوا- ثمن سمجھدار تھی لیکن یہ
سمجھ دار نہیں تھے- چھوٹے تھے, بچے تھے- کہیں انہیں وہ اس راہ پر نہ لے جائے جس راہ
پر وہ تھا- یعنی ملحد تھا- جبکہ حقیقت اس کے برعکس تھی- وہ مسلمان تھا- اور بچوں کو بھی
اس نے اسی راہ پر گمزن کیا تھا- لیکن بے جی کے کان بھرنے والے بہت تھے- اور بلآخر
بے جی نے بچوں کو لے جانے کا مطالبہ کر دیا- احمر نہیں مانتے تھے- لیکن وہ اگریمنٹ کے
مطابق بچوں کو لے جا سکتی تھیں- اس لیے وہ سب کے سب مجبور ہو گئے تھے- وقت گزر
رہا تھا- اور ان کا آنا جانا بڑھتا جا رہا تھا- اب وہ واپس بھی نہیں جا سکتا تھا کیونکہ لیگل نوٹس وہ
لے آئی تھیں- حورین کبھی بھی بے جی کے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی- لیکن جانا اس کی

مجبوری بن گیا تھا-وہ بے جی کا آنا بھی پسند نہیں کرتی تھی-ایک شرط پر حورین اور دانیال بے جی کے حوالے کیے گئے کہ جیسے ہی وہ 18 سال کے ہونگے وہ خود ہی اپنا فیصلہ کریں گے-اور یہ بات یاد رہے کہ بے جی کو حورین ان کے حوالے کرنی پڑے گی کیونکہ وہ کسی کے نکاح میں ہے-بے جی اس بات پر مان گئیں-اگر حورین چاہے گی تو ہی وہ اسے واپس بھیجیں گی اور اگر اس وقت وہ اس نکاح کو قبول کر لے گی تو ہی وہ میر تہامی کی بیوی کہلائے گی-ورنہ وہ جہاں چاہیں گی اس کی شادی کر دیں گی-احمر نے اس بات کو مان لیا کیونکہ انہیں یقین تھا کہ ان دونوں کی محبت انہیں ضرور واپس لائے گی-لیکن شائد رب کو کچھ اور ہی منظور تھا-جیسے ہی وہ وہاں سے گئیں بے جی اچانک غائب ہو گئیں-انہوں نے اپنا وعدہ نہیں نبھایا-وہ چاہتی تھیں کہ وہ کسی سے بھی نہ ملے-اور یہی ہوا کتنا عرصہ وہ غائب رہیں-اسی غلط فہمی کی وجہ سے بچوں کو ایک بہت بھیانک زندگی کی طرف سفر کرنا پڑا-اور میر احمران کی جدائی میں گھلنے لگا ثانیہ سب جانتی تھی اسی لیے انہیں حوصلہ دیتی رہتی تھی-لیکن وقت گزرتا رہا اور بلآخر وہ بچوں کی جدائی میں اللہ کو پیارا ہو گیا-اور اپنی ثمن سے جا ملا-ثانیہ کو اس کی چاچی اور چاچا نے ہی سنبھالا اور اس کا اپنی سگی بیٹی کی طرح خیال رکھا-وقت پر لگا کر گزرنے لگا-وہ سب بے جی اور حورین کی تلاش میں لگے رہے-اور بلآخر

تہامی کو حورین مل ہی گئ-ایک بار نہیں کئ بار ملی-حورین کو تہامی اپنے میر تہامی کی طرح لگتا تھا- کبھی کبھی اسے لگتا تھا وہ میر ہی ہے-لیکن میر تہامی اسے پہچان گیا تھا لیکن وہ شک میں ہی مبتلا رہی تھی کیونکہ وہ اس وقت بہت چھوٹی تھی جب ان سے بچھڑی تھی-لیکن کچھ ہی وقت میں وہ اسے پہچان گئ تھی-لیکن جب اس نے خط چھوڑا تھا وہ اسے اس بار بھی یہی یقین دلانا چاہتی تھی کہ وہ اس کو نہیں پہچانتی لیکن اللہ نے پہچان کروادی تھی-وہ دو جسم اور ایک جان تھے ایک دوسرے کی آہٹ کو محسوس کر لیتے تھے-اس نے بھی اس کی آہٹ کو محسوس کر لیا تھا-میر تہامی لیگل طریقے اسے لے جانے کا پورا لائحہ عمل تیار کر چکا تھا-اور ادھر بے جی کے غلط فیصلے کی وجہ سے جو انہوں نے اس کے نکاح کے ہوتے ہوئے بھی اس کی خالہ کے بیٹے کے ساتھ جوڑا وہ بہت غلط ثابت ہوا-اور جب تک میر تہامی پہنچا وہ اس فیصلے کی نظر ہو گئ-اور اتنی خفا ہوئی کہ ہمیشہ اس سے چھپتی رہی وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کا شریک حیات بنے-جو رشتہ ان کے درمیان تھا وہ اس نے نہیں توڑا تھا-محبت وہ اب بھی اس سے کرتی تھی-لیکن وقت اور حالات نے اسے بدل دیا-اور وہ جو بے جی نہیں چاہتی تھیں وہ وہی بن چکی تھی-وہ غلط فیصلے کی بھیڑ میں خود کو گم کر چکی تھی-اور آج اتنے وقت کے بعد واپس آئی اور اپنے مجرم کو دیکھ کر وہ پھر سے پلٹ آئی تھی-وہ

آہستہ آہستہ قدم چلتی ہوئی- جانے کب کہاں جا پہنچی تھی اسے خود بھی اندازہ نہیں ہوا تھا- کتنا ہی وقت وہ اسی کیفیت میں چلتی رہی تھی- اور ایک دروازے پر پہنچ کر وہ رک گئی تھی- اور اگلے ہی لمحے اس نے دروازہ بجایا تھا- اور دروازہ کھلتے ہی وہ دروازے میں ہی دھڑام سے نیچے جا گری اور بہوش ہو گئ-

اسے خبر نہیں تھی وہ کہاں آ گئ تھی- لیکن جہاں بھی آئی تھی بلکل سہی سمت کی طرف اللہ نے اسے راغب کر دیا تھا- یہ ندامت ہی تو تھی جو اسے اس جگہ لے گئ تھی جہاں وہ جانا نہیں چاہتی تھی اور اللہ نے اس کیلئے راستے کھول دیئے تھے اور اس کیلئے آسانیاں پیدا کر دی تھیں-

---

تمہیں وہ پھر سے ملی تھی- زینب نے میر تہامی کو پریشانی سے ٹہلتے ہوئے دیکھا تو پوچھا-

میر تہامی:-جی ملی تھی-

زینب:-کہاں ملی تھی؟انہوں نے بے چینی سے اگلا سوال کیا-

میر تہامی:-امریکہ میں ملی تھی وہ پاکستان میں نہیں تھی اور میں اسے یہاں تلاش کرتا رہا ہوں-اس نے بے چینی سے پہلو بدل کر کہا-

زینب:-تو اب کہاں ہے؟؟تمہارے ساتھ کیوں نہیں آئی ہے؟؟اس نے بے چینی سے پوچھا-

میر تہامی:-میں نہیں جانتا لیکن وہ مجھ سے ملنا نہیں چاہتی ہے-وہ چاہتی ہے میں اس سے ہمیشہ کیلئے دور چلا جاؤں-اس لیے وہ مجھ سے دور بھاگ رہی ہے-ہمیشہ کی طرح مجھ سے چھپنے کی کوشش کرتی ہے-مجھے سمجھ نہیں آتا آخر اسے کیا مسلہ ہے؟وہ ہم سے بچھڑنے

کی سزا ہمیں پوری عمر کیلئے کیوں دے رہی ہے- جبکہ اسے کہا تھا-- میں نے اسے کہا تھا کہ میں اسے لینے آؤں گا- بس کچھ وقت کیلئے ہم مجبور ہیں اور وہ مجھ سے ہمیشہ کیلئے دور جانا چاہتی ہے- جانے وہ مجھ سے کیوں چھپتی پھر رہی ہے- وہ آج سارا دل کا غبار اپنی ماں کے سامنے نکال رہا تھا- اتنا درد اتنی تکلیف اب اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی-

بیگم صاحبہ ---- جلدی آئیں --- ہمارے دروازے پر ایک لڑکی بہوش پڑی ہے- جانے کون ہے ؟؟ جلدی سے گیٹ مین بھاگتے ہوئے اندر آیا تھا- اور اس نے آتے ساتھ گھبراہٹ میں انہیں بتایا- یہ سن کر وہ دونوں ہی چونکے- اور جلدی سے بغیر سوچے سمجھے مین گیٹ کی طرف بھاگتے ہوئے گئے-

آگے کا منظر ہوش اڑا دینے والا تھا- سامنے بہوشی کی حالت میں اس کی اپنی دشمن جان حورین تھی- ایک لمحے کو تو وہ اسے اس حالت میں دیکھ کر ٹھٹھک گیا اور اگلے ہی لمحے وہ اس کے قریب گیا اور جلدی سے اسے اٹھایا اور اندر کی طرف گیا- وہ اسے اپنے ہی بیڈ روم میں لے گیا- زینب جلدی سے ملازمہ کو پانی لانے کا کہہ کر اس کے پیچھے بھاگی- تب تک

وہ اسے بیڈ پر لیٹا چکا تھا-اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے-زنیب کی آنکھیں بھی نم تھیں-انہوں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا وہ انہیں اس حالت میں ملے گی بکھرے بال, بہوشی کی حالت میں پاؤں پر چھالوں کے نشان جیسے بہت دور سے پیدل چل کر یہاں تک آئی ہو-اور ہاتھ میں ایک پیپر جسے اس نے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا-اور خاموش دنیا سے بیگانی یہاں پڑی تھی-جیسے ہی پانی آیا انہوں نے پانی کے چھینٹے اس کے منہ پر مارے اور ملازمہ کو جوس بنا کر لانے کیلئے کہا-کیوں کہ پانی کہ چھینٹوں سے وہ کسمسائی تھی-وہ ہوش میں آنے لگ گئی تھی-شائد درد, تکلیف, شرمندگی اسے اس جگہ لے آئی تھی-تہامی نے اس کی مٹھی سے وہ کاغذ لینے کی کوشش کی جسے وہ بہوشی کی حالت میں بھی چھوڑنے پر تیار نہیں تھی-اگلے ہی لمحے اس نے پہلو بدلا اور آنکھیں کھول دیں-سامنے زینب اور تہامی کو دیکھ کر ایک دم اٹھ بیٹھی-اور بے آواز آنسو اس کی آنکھوں سے بہنے لگے-اس کے آنسو دیکھ کر جلدی سے زینب نے اسے اپنے گلے سے لگایا-بس میری جان بس رونا نہیں ہے-جو ہونا تھا ہو گیا-اب زندگی کی طرف لوٹ آؤ-مجھے بتاؤ یہ سب کیسے ہوا؟؟انہوں نے پیار سے پوچھا اور وہ جو اتنے عرصے سے اسے تلاش کر رہا تھا یک ٹک اسے ہی دیکھے جا رہا تھا-وہ آہستہ آہستہ انہیں سب بتانے لگی-وہ یہاں سے گئی-اس نے کیسے بے چینی سے اپنی

واپسی کا انتظار کیا- کیسے اسے طلاق کے پیپرز اذلان نے بے جی کے سامنے دیئے- اس کے باوجود بھی اس نے اعتبار نہیں کیا کہ یہ اسے طلاق دے سکتے ہیں- انتظار کیا- کیسے وہ واپس آئے- میں پہچان گئی تھی- میں کیسے بھول سکتی تھی جسے میں اپنی سانسوں میں بسا چکی تھی- جو میری زندگی کا محور تھا اسے تو میں لاکھوں کے مجمعے میں بھی پہچان لوں- اس کے آنے سے احساس ہوا کہ طلاق نہیں ہوئی ہماری سچ کچھ اور ہے- لیکن پھر آخری بار جب اس کی نبض کاٹی گئی- بے جی چلی گئی- اور اگلے امتحان سے بچنے کیلئے وہ گھر سے چلی گئی- اور اس کی مدد کیلئے تہامی بھی نہیں آیا- تو وہ بد ظن ہو گئی- اور سب چھوڑ بیٹھی- کیسے وہ باہر ایک انجان ملک میں رہی- اور کیسے وہ واپس آئی اور کیسے وہ تہامی سے دور بھاگتی رہی- کیونکہ وہ اب ملحد ہو چکی تھی- اور دوبارہ لوٹنا نہیں چاہتی تھی- اور کسی کو معاف بھی نہیں کرنا چاہتی تھی- یہی وجہ تھی کہ وہ کسی کے پاس نہیں گئی- اور کسی سے محبت کی دعودار بھی نہیں ہوئی- وہ چاہنے کے باوجود بھی اسے نہیں نکال پائی- کیونکہ جب کوئی سانسوں میں بستا ہو تو اسے وہاں سے نکالا نہیں جا سکتا جب تک سانسیں ختم نہ ہو جائیں- وہ احساس ندامت کا شکار ہو چکی تھی- اب وہ خود کو تہامی کے قابل نہیں سمجھتی تھی- اور طلاق پر بھی یقین کر چکی تھی کہ وہ دونوں ایک نہیں رہے- تبھی وہ اس کا سامنا کرنا نہیں چاہتی تھی- جب وہ اس بار بھی

وہاں سے بھاگ کر نکلی جب اسے پھر سے تلاش کر لیا گیا تھا تو وہ سچائی کی تلاش میں چل پڑی- یہاں جا کر پتہ چلا کہ اسے سزا دلوانے والا اس کا تہامی تھا-اور اذلان کو موت کی بھیک منگوانے پر مجبور کرنے والا اس کا اللہ تھا-اور معافی کا محتاج بھی اللہ نے رکھا تو صرف حورین کے سامنے معافی مانگ کر اسے موت مل سکتی تھی اور میرے جانے پر میرے معاف کرنے پر وہ اس دنیا سے چلا گیا-تب مجھے پتہ چلا میرا بدلہ تو پہلے ہی لیا جا چکا تھا-اور میں بے راہ روی کا شکار ہو گئ-بس اللہ کے ساتھ ندامت کے آنسو بہاتے اس سے معافی مانگتے جانے میں کیسے یہاں پہنچ گئ-مجھے خود بخود گھر کے راستے یاد آنے لگے-جو میں نے کتنا عرصہ پہلے دیکھے تھے میں نہ چاہتے ہوئے بھی یہاں آ گئ اور اندر آنے کی ہمت نہیں تھی-میں تہامی سے نہیں صرف آپ سے ملنا چاہتی تھی آپ کی گود میں سر رکھ کر رونا چاہتی تھی-اپنی بہن سے اپنے بابا سے ملنا چاہتی تھی-اپنا دکھ بتا کر ہلکی پھلکی ہونا چاہتی تھی-لیکن جب اندر جانے کی ہمت نہیں ہوئی تو واپسی کیلئے قدم بڑھا دیے لیکن میرے رب کو یہی منظور تھا کہ میں آپ کے سامنے آؤں-جس نے میرا انتقام سب سے لے لیا-اس نے روتے ہوئے سب انہیں بتایا-اور وہ اپنے دل کا بوجھ جب ہلکا کر چکی-تو ملازمہ بھی تب تک جوس لے کر آ چکی تھی-زینب نے اس کی طرف جوس کا گلاس

بڑھایا-اوراس نے بغیر کچھ کہے لے لیااور خاموشی سے پینے لگی-گلاس ختم ہوااس نے سائیڈ پر رکھااور اگلے ہی لمحے اٹھ کھڑی ہوئی-میں اب چلتی ہوں آپ کا جب دل چاہے آپ مجھ سے ملنے آسکتی ہیں-اب میں یہیں پاکستان میں ہی ہوں اب کسی سے نہیں بھاگنا چاہتی- یہ میرا نمبر ہے اس نے اپنے بیگ سے ایک کارڈ نکال کر سامنے رکھا-اجازت دیں- یہ کہتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی-اور اگلے ہی لمحے تہامی تڑپ کر رہ گیا کہ وہ پھر سے جانے کی بات کر رہی تھی-

بیٹا بیٹھ جاؤ-اتنے عرصے بعد ملی ہو-اب کچھ بھی ہو جائے ہم تمہیں نہیں جانے دیں گے-

کس حیثیت سے رک جاؤں-آپ سے بابا اور اپنی بہن سے ملنے آؤں گی-بھائی کو تو کھو چکی ہوں-لیکن اب ان رشتوں کو کھونا نہیں چاہتی ہوں-اس نے درد بھرے لہجے میں کہا-

تم دونوں کو بات کرنی چاہیے-رک جاؤ وہ اٹھتے ہوئے نرمی سے اسکا ہاتھ دبا کر باہر کی طرف چلی گئیں-اور وہ یک ٹک اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی-اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اس کا سامنا بھی کرے-اس کی خوشبو اس کے آس پاس تھی-

وہ یہ برداشت کر رہی تھی بڑی بات تھی-

وہ خاموشی سے اس کے پاس تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا-اللہ نے میرا اور آپ کا سامنا کروا ہی دیا ہے تو یہاں رک جائیں-اس نے آہستہ سے کہا-

کس حیثیت سے رک جاؤں-اس نے اسی طرح اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا-

میری بیوی ہونے کی حیثیت سے, میری حورین ہونے کی حیثیت سے, میری محبت, میرا عشق ہونے کی حیثیت سے رک جائیں-اس بار مجھے چھوڑ گئیں تو ہارٹ فیل ہو جائے گا-مرتے ہوئے مجھے دیکھ سکیں گی؟؟

نہیں دیکھ سکتی-اسی لیے تو آگئی-تاکہ آپ کو اس جنگ سے لڑنے سے روک سکوں-جب آپ مجھے طلاق دے چکے تو پھر ہم ایک ساتھ کیسے رہ سکتے ہیں-ہاں جب میں بے دین تھی تب اگر میں آپ کو معاف کر دیتی تو شائد میں آپ کے ساتھ چل پڑتی- لیکن اب میں وہ نہیں ہوں-اب میں واپس اللہ کی طرف لوٹ چکی ہوں-مجھے بے دین سب کی بے جا ضد نے بنایا-اور اب اللہ نے جب مجھے واپس بلا لیا ہے اپنے تک آنے کا راستہ دیکھا دیا ہے تو پھر کیسے میں آپ کی طرف آجاؤں-پھر سے کیسے اللہ کے بتائے ہوئے راستے سے دور ہو جاؤں-

آپ کو کس نے کہا میں نے آپ کو طلاق دے دی تھی-جو سانسوں میں بستا ہو جس کے بغیر رہنا مشکل ہو اسے چھوڑا جا سکتا ہے؟؟

اگر نہیں دی تو پھر یہ کیا ہے؟؟اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا کاغذ اس کی طرف بغیر دیکھے بڑھایا-

جیسے ہی اس نے اسے کھولا اور پڑھا وہ سچ کہہ رہی تھی-وہ اپنی جگہ سچی تھی-اللہ اکبر!اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے-

آپ نے کبھی میرے سگنیچر دیکھے ہیں؟؟

نہیں!میں تو ہمیشہ آپ کی محبت میں محو رہی کچھ اور کبھی سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا-

اب دیکھیں گی؟؟اس نے سوالیہ انداز اپنایا-

جب کچھ بچا ہی نہیں تو دیکھ کر کیا کروں گی؟

اگر میں کہوں سب کچھ ویسے ہی ہے تو یقین کریں گی؟

پہلے کبھی بے یقینی رہی ہے؟

نہیں! رہی۔

ہمم! وہ اٹھا اور اپنا آئی ڈی کارڈ اٹھا لایا۔ ہمیشہ سے میرے یہی سگنیچر ہیں۔ کیا یہ اور طلاق نامے والے سگنیچر میچ کرتے ہیں؟؟

اس نے جلدی سے دونوں سگنیچر میچ کیے۔ ہاں نہیں ملتے یہ کہتے ہی اس نے اتنے وقت میں پہلی بار اسے نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو مطلب؟؟ اس نے سوالیہ نشان چھوڑا!

تو مطلب آج بھی ہم ایک ہیں۔ میں جو دربدر آپ کو ڈھونڈتا پھر رہا ہوں کس وجہ سے؟؟ آپ میری روح کا سکون ہیں۔ میری زندگی ہیں۔ میرا جنوں ہیں۔ میری بیوی ہیں۔ میں مسلمان ہوں۔ میں کیسے آپ کو غلط راستے کی طرف جانے دے سکتا ہوں۔ ہم دونوں آج بھی ایک دوسرے پر اتنا ہی حق رکھتے ہیں جتنا پہلے رکھتے تھے۔ بلکہ اس سے کہیں زیادہ

آپ میرے لیے اہم ہیں-بس کر دیں-اگر مجھ پر یقین نہیں ہے تو امی سے پوچھ لیں وہ تو جھوٹ نہیں بولتی ہیں- یہ بھی اذلان کی ایک چال تھی-جو کامیاب ہوئی اور ہم اس محور کے گرد گھومتے رہے-اور تڑپتے رہے-مجھے یقین تھا ایک دن مجھے آپ مل جاؤ گی اور تب میں کہیں نہیں جانے دوں گا-اگر آپ جاؤ گی تو یہ آخری بار تھا مجھے لگتا تھا اب میں مر جاؤں گا اور اب بھی یہی لگ رہا ہے جیسے آپ گئی شائد ویسے میں بھی چلا جاؤں گا-لیکن آپ تو اس دنیا میں رہو گی لیکن میں اس دنیا میں نہیں رہوں گا-

اس نے بغیر کچھ کہے اس کا ہاتھ تھام لیا-بس اب نہیں!اب ایسی باتیں نہیں کریں-

تو ادھر ہی رہیں گی مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائیگی؟؟

نہیں اس نے روتے ہوئے کہا-

اور اگلے ہی لمحے تہامی کے سینے سے لگی وہ مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔بہت بار روئی ہوں لیکن کبھی سکون نہیں ملا آج آپ کے پاس آکر جو سکون ملا ہے۔آپ کو محسوس کر کے جو سکون ملا ہے وہ شائد ہی مجھے کہیں ملا ہو۔مجھے سمیٹ لیں۔بہت ٹوٹی ہوں, بہت بار خود کو جوڑا ہے لیکن جوڑ نہیں پائی۔اب مجھے ویسا بنا دیں جیسی میں پہلے تھی۔

بس آج جتنا رونا ہے جتنا سب ہے بتا دو آج کے بعد ہم اس گزرے ماضی کا ذکر نہیں کریں گے۔اور ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔کسی کو موقع نہیں دیں گے ہمیں الگ کر سکے۔

وہ خاموشی سے اپنا سر اس کی گود میں رکھ کر لیٹ گئ۔مجھے کچھ نہیں کہنا۔بس اتنا مجھے بابا, بہنا اور بھائی سے ملنا ہے۔بھائی کو ڈھونڈ کر لا دیں۔اور مجھے اپنی آغوش سے دور مت کریں۔میں یہیں رہنا چاہتی ہوں۔ہر چیز کیلئے سوری! میں آپ کے پاس ہوں مکمل طور پر آپ کے پاس رہ کر آپ کو محسوس کرنا چاہتی ہوں۔وہ اتنا کہتے ہی آنکھیں بند کر گئ تھی اور کچھ ہی دیر میں اسے نیند آگئ تھی۔اور اتنے عرصے بعد اتنی سکون کی نیند اسے آئی تھی۔وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا اسی طرح بیٹھا اسے دیکھتا رہا کیوں کہ اس کا سکون اس

کے پاس تھا-اسکی محبت,اس کا جنون,اس کا عشق اس کے پاس تھا- جیسے ہی وہ مکمل طور پر سو گئی تو اس نے دانیال اور ثانیہ کو کال کر کہ گھر بلایا تھا- کیونکہ وہ دانیال کو بہت عرصہ پہلے تلاش کر چکا تھا-

---

وہ اتنی گہری نیند سوئی تھی کہ رات کے 9 بجے آنکھیں اس نے کھولی تھیں-اور اسی پوزیشن میں اس نے تہامی کو بیٹھے دیکھا تھا- گھڑی پر نظر ڈالتے ہی اس نے کہا میں اتنی دیر تک سوتی رہی ہوں-اور آپ ایسے ہی اتنی دیر بیٹھے رہے ؟؟آپ تھک گئے ہونگے-آپ کا اتنا قیمتی وقت خراب کر دیا-اس کے اندر وہی ہچکچاہٹ تھی جو بچپن میں ہوا کرتی تھی- جتنا میں آپ سے پیار کرتا ہوں اس پیار کے سامنے تو یہ کچھ بھی نہیں میرے پاس رہو میں ساری زندگی ایسے بیٹھنے کیلئے تیار ہوں-اس نے تھوڑی ہی دیر خاموشی اختیار کی اور اسے دیکھتے ہوئے کہا-

کیسی باتیں کر رہے ہیں وہ جلدی سے بیڈ سے نیچے اتر گئی۔

کہاں جا رہی ہیں؟؟ زینب امی کے پاس جا رہی ہوں۔

محترمہ وہ سو رہی ہیں۔آپ واپس آ کر اپنے مجازی خدا کو وقت دیں۔اتنا عرصہ دور رہنے کے سارے بدلے اس نے آپ سے لینے ہیں۔

آج بھی اتنے ہی بے شرم ہیں۔ تھوڑے سے بھی نہیں بدلے ہیں۔اس نے جلدی سے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

ہاں اگر آپ چھوڑ کر پھر سے چلی گئیں تب کیا کروں گا۔پہلے ہی بہت مشکل سے واپس لایا ہوں۔

نہیں جاتی بے فکر رہیں-اگلے ہی لمحے اس نے دروازہ کھولا اور دروازہ لاک تھا-اس نے گھور کے تہامی کو دیکھا-

ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟میں نے کیا کر دیا ہے؟؟

دروازہ کھول کر دیں-اب کیا ساری رات میں آپ کے پاس رہوں گی-نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں ہوئی-اس نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا-

وارڈروب میں جائیں جلدی سے چینج کر کہ آئیں آج اپنے لیے دلھن میں آپ کو خود بناؤں گا-رخصتی اسی وقت ہو گی تھی-جب آپ نے اتنے عرصے بعد پہلا قدم اپنے شوہر کے کمرے میں رکھا تھا-اور اگر آپ کو یاد ہو تو ہم نے یہی فیصلہ کیا تھا جب میں واپس لینے آؤں گا تو آپ اسی دن میرے کمرے میں آئیں گی اور وہی رخصتی کا دن ہو گا-اور اب جب میں اس کمرے میں آپ کو لے آیا ہوں تو اب آپ بھولیں مت اپنا وعدہ پورا کریں کیونکہ اللہ کا بھی یہی حکم ہے رخصتی سادگی سے ہو-نکاح میں چھوارے ہوں چار گواہ ہوں-تو یہ

سب پورا ہو چکا ہے-اب صرف ولیمہ ہو گا- مکمل اسلامی طریقے کے ساتھ ہو گا-ان شاء اللہ!

اور اگلے ہی لمحے وہ اٹھا اور اس کا بازو پکڑ کر اسے ڈریسنگ کی طرف لے گیا اسے ایک دلھن والا ڈریس تھمایا اور خود جا کر بیٹھ گیا-

اور ڈریس دیکھ کر وہ سوچ میں پڑ گئی یہ وہی دلھن کا ڈریس تھا جو وہ دونوں مل کر خرید کہ لائے تھے-اور اس نے اب تک سنبھال کر رکھا ہوا تھا-اور جو اس نے کہا وہ سچ تھا اس نے جاتے ہوئے تہامی سے یہی وعدہ لیا تھا-

لیکن زینب امی کیا سوچیں گی-اور وہ بچپنا تھا-اب میں بڑی ہو گئی ہوں-اس نے آخری کوشش کی-

آپ کا بچپنا ہو گا میرا نہیں تھا- میں اپنے وعدے پر قائم ہوں اور امی کو معلوم ہے جب ہم نے وعدہ کیا تھا تب سے وہ بھی نہیں بھولی ہیں-

بابا اور باقی سب کیا سوچیں گے- اس نے پھر سے شرماتے ہوئے کہا- ابھی تو گھر نہیں ہیں جب آئیں گے تو انہیں بتا دیں گے اور تصویریں بھی دیکھا دیں گے- انہیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا- پریشان مت ہو-

اب اس کے پاس کوئی جواز نہیں بچا تھا- اس نے خاموشی سے ڈریس چینج کر لیا- اور تہامی نے ہی اسے اپنے لیے سجایا- یہ ان کی زندگی کا خوبصورت لمحہ تھا- اور سارے غم بھلا کر وہ خوش تھے-

---

صبح ہوتے ہی گھر میں رونق بڑھ گئی تھی-جب وہ اٹھی تو ہلکا پھلکا تیار ہو کر باہر آئی-اس کے کپڑے بہت عرصے سے تہامی نے لے کر رکھے تھے-ہر بار جو چیز پسند آتی وہ لے کر رکھ لیتا اور یہی سوچتا ایک دن تو وہ واپس آئے گی اور یہ سب استعمال کرے گی-اسے پہن کر دیکھائے گی-آج اس کی مراد پوری ہوئی تھی-وہ اسی کے کمرے میں اسی کے پاس تھی-اور سب استعمال کرنے لگی تھی-جیسے ہی وہ دونوں تیار ہو کر باہر آئے تو زینب نے ناشتہ لگوا دیا تھا-اور انہیں دیکھ کر ماشاءاللہ بولا-

اگلے لمحے اس کی نظر ڈائینگ ٹیبل پر پڑی جس کے پاس خاموشی سے کھڑے اس کے پروفیسر ارحم اور اس کی کلاس فیلو فاطمہ موجود تھی-جو اسے ہی دیکھ رہے تھے-اور سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے-

تہامی بھائی میگھا یہاں اور آپ کے ساتھ----مطلب میگھا ہی حورین ہے؟

اگلے ہی لمحے ارحم نے کہا-

جی بلکل میگھاہی ہماری حورین ہے-آپ لوگ پہلے مل چکے ہو؟؟

ہاں جی بلکل مل چکے ہیں-ایک بار نہیں کئی بار مل چکے ہیں- تبھی تو سوچتا تھااس میں ایسا کیا ہے جو مجھے بار باراس کی طرف کھینچتا تھا- بار بار احساس ہوتا تھا جیسے میں نے اسے کئی بار دیکھا ہے- جیسے میرا اس سے خون کا رشتہ ہو-وہ یہ کہتے ساتھ ہی آگے بڑھااور اسے اپنے سینے سے لگالیا-اور وہ گم سم بلکل خاموش کھڑی یہ سب تہامی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی-

آپ اب بھی نہیں پہچان پائی ہو؟؟اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا-

دانیال ارحم میرے بھیا-اس نے ایک دم جلدی سے کہااس کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں- اور یہ ثانیہ فاطمہ میری بہن ہیں- میں کتنی بیوقوف ہوں انہیں کے ساتھ رہتی رہی اور پتہ ہی نہیں چلا کہ یہی میرے بہن بھائی ہیں-ثانیہ کی تو مجھ سے کتنی شکل ملتی تھی بس ہم دونوں کے حلیے میں فرق تھا- میں تب بھی یہ نہیں سوچ پائی کہ میرا ان سے کوئی رشتہ ہو

سکتا ہے-ہاں اپنے سے مجھے محسوس ہوتے تھے- تبھی بار بار میں ان کی طرف نہ چاہتے ہوئے بھی چلی جاتی تھی-وہ بھائی سے الگ ہو کر ثانیہ کے گلے لگ گئ-اور بہت پیار سے ملی-

آپ کو صرف میں جو یاد تھا-میں تو پھر آپ کے لیے سب سے زیادہ اہم ہوں-اس نے شرارتی انداز میں کہا-اور وہ چھنپ گئ-

چلو آؤ سب مل کر ناشتہ کرتے ہیں-اب تمام تکلیفیں ختم ہو چکی ہیں-اب ساری باتیں بھول کر, سارے غم بھول کر ایک نئ زندگی کی شروعات کرو اور ہمیشہ خوش رہو-زینب نے کہا-

اور وہ سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئے-اس ٹیبل پر کچھ کمی سی ہے ؟اس نے بیٹھتے ہی کہا-

کیسی کمی ہے ؟؟ تہامی نے پوچھا-

بابا نہیں ہیں- چچا جان بھی نہیں ہیں- وہ سب کہاں ہیں؟ مجھے ابھی تک نظر نہیں آئے ہیں؟؟

ناشتہ کر لو پھر ہم سب ان سے ملنے چلتے ہیں- تہامی نے تحمل سے کہا-

ٹھیک ہے-

جیسے ہی ناشتہ ختم ہوا- سب ہی خاموشی سے اسے ساتھ لیے چل دیئے- جہاں گاڑی رکی وہ ایک قبرستان تھا-

ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟؟

آؤ تو سہی بتاتا ہوں-

وہ سب چلتے ہوئے ایسی قبروں کے پاس پہنچے جو اکٹھی تھیں- جس پر اس کے چچا جان اور بابا کا نام لکھا تھا-اور بابا کی قبر کے ساتھ امی کی قبر موجود تھی-اس کی آنکھوں سے ایک سیلاب کی طرح سے آنسو نکلے جو خاموشی سے بہے چلے جا رہے تھے اور وہ مکمل خاموشی کے ساتھ بیٹھتی چلی گئ-

تمہارے جانے کے کچھ عرصے بعد ہی چچا جان کا انتقال ہو گیا تھا-جب بے جی ہمیں بغیر بتائے غائب ہو گئ تھیں-وہ خود کو کوستے تھے کہ وہ واپس ہی کیوں آئے- ثمن چچی کے جانے کے بعد واحد سہارا یہ بچے تھے-جب وہ نہیں رہے تو ان کو یہ دکھ گھن کی طرح کھا گیا-اور جب میں آپ کو پہلی بار تلاش کرنے میں کامیاب ہوا اس سے ایک سال پہلے بابا جان بھی خاموشی سے اس دنیا سے رخصت ہو گئے-انہیں اپنے بھائی کا غم بھائی کے پاس لے گیا-اور ہمیں آپ کا غم کھائے جا رہا تھا-اللہ نے راستے کھول دیئے اور آپ کو لوٹا کر کچھ درد بھر دیئے-اس نے تفصیل سے اسے آگاہ کیا-

وہ مسلسل روئے جارہی تھی-بس کرو اب مزید نہیں رونا-انہیں تکلیف ہو گی-اور وہ یہاں یقین مانو بہت خوش ہونگے- یہاں انہیں کوئی ملحد کہنے والا نہیں ہے- یہاں ان کے مسلمان ہونے پر یقین کرنے نہ کرنے سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا-بس ان کی اولاد خوش نہ رہے ہر وقت روتی رہے اس سے انہیں اب بھی تکلیف ہو گی-اس لیے رونا نہیں بس ان کیلئے ہمیشہ دعا کرتی رہو-

اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا-اور خاموشی سے فاتحہ پڑھنے لگی-اور تہامی کا ہاتھ تھام کر واپسی کا سفر طے کرنے لگی تھی-اور اب سب کچھ اللہ پر چھوڑ کر وہ ایک مکمل زندگی جینے کے لیے تیار تھی-اگلے دن اس کا ولیمہ تھا جو اسلامی طریقے کے مطابق تھا-ہر غریب امیر کو دعوت دے کر کھانا کھلایا گیا تھا-ہر غم, درد, تکلیف, بوجھ زندگی کا حصہ ہے لیکن ہر وقت ایک جیسا نہیں ہوتا ہے-وقت بدلتا ہے-اور ان کا بھی بدل چکا تھا جو چھن گیا اس کا ذمہ دار معاشرہ اور اس کے لوگوں کی غلط فہمی تھی-جسے بھلا کر انہیں آگے چلنا تھا اور یہی زندگی کا حصہ تھا-اپنے ولیمے پر وہ ہیری اور ایلکس سے بھی ملی-اور یہ ان سے مل کر اس نے طے کر لیا کہ وہ اب مسلمان ہے اور مسلمان عورت پردے میں ہی اچھی لگتی ہے-

اسے دوبارہ ان سے نہیں ملنا چاہیے ہے-ایلکس کی وہ محبت تھی اور محبت کے سامنے رہنا اس کیلئے مشکل تھا-اس لیے وہ اسے دعائیں دیتا وہاں سے چلا گیا-البتہ وہ اس کی تمام کہانی جان کر مسلمان ہو گیا تھا-اسے بھی سمجھ آ گئی تھی کہ رب کریم ہے-جس نے اس کائنات کو بنایا ہے-ہیری نے بھی مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا تھا-اور ثانیہ سے شادی کا خواہش مند تھا-دانیال احمر, اور میر تہامی نے دوبارہ سے وہ بات نہیں دوہرائی تھی-خاموشی کے ساتھ اس نے اس رشتے کو ایکسیپٹ کر لیا-ہاں البتہ اس نے ثانیہ فاطمہ سے اس کی رائے ضرور جانی تھی-اور اس کے مخلص ہونے کی گواہی حورین نے دی-حورین اور میر تہامی دوبارہ سے احمر اور ثمن والی کہانی دوہرا کر اگلی نسل تباہ نہیں کرنا چاہتے تھے-جو بہت عرصے تک ایک بدترین زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے-وہی سفر کریں جو حورین اور میر تہامی نے کیا تھا-وہ یہ فیصلہ کر کہ بہت خوش تھے-اور اللہ کریم نے ان کا ساتھ بھی دیا تھا-ایک اور زندگی تباہ ہونے سے بچ گئی تھی-اور وہ دونوں یہ فیصلہ کرنے میں مکمل طور پر ٹھیک ثابت ہوئے تھے-

OWC NHN OWC NHN
NHN
NovelHiNovel.Com
OWC
OnlineWebChannel.Com
OWC NHN OWC NHN

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

ختم شُد

اگلا ناول صرف "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" پر

NovelHiNovel.Com

OnlineWebChannel.Com

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959